حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر خوبصورت تصنیف

# فضائل و برکات میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ محمد اقبال عطاری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

Marfat.com

حضور نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر خوبصورت تصنیف

# فضائل و برکات
# میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ محمد اقبال عطاری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com

111688



﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | ............ | فضائل و برکاتِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ |
| موضوع | ............ | میلاد النبی ﷺ |
| مؤلف | ............ | علامہ محمد اقبال عطاری |
| تصحیح | ............ | محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی |
| صفحات | ............ | 208 |
| کمپوزنگ | ............ | عبدالسلام، قمرالزمان |
| اشاعت | ............ | 2011ء |
| ناشر | ............ | محمد اکبر قادری |
| قیمت | ............ | 150 روپے |

ملنے کے پتے

☆ کراچی اسلامی ورائٹی ہاؤس بوچڑ خانہ روڈ سیالکوٹ

☆ حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ

☆ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی

☆ مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف

☆ الرضا کیسٹ ہاؤس، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان


Marfat.com

# ترتیب


عرض ______ ۸

تقریظ: اول ______ ۱۱

تقریظ دوم ______ ۱۳

تقریظ سوم ______ ۱۵

تقریظ چہارم ______ ۱۶

تقریظ پنجم ______ ۱۷

ملفوظات حضرت مولانا حافظ عبد القدیر عطاری ______ ۱۹

ملفوظات حضرت مولانا حافظ علی رضا قادری ______ ۲۰

ملفوظات حضرت مولانا حافظ قاری الفت رضا قادری ______ ۲۱

ملفوظات حضرت مولانا حافظ محمد یاسین قادری عطاری ______ ۲۲

برکاتِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ______ ۲۳

قابلِ توجہ چند عبارات ______ ۲۴

منکرینِ میلاد کی کج فہمی ______ ۲۸

انداز بدلتے رہتے ہیں ______ ۳۰

میلاد منانے کے فوائد ______ ۳۲


Marfat.com

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی ومسرت کا اظہار احادیث وآثار کی روشنی میں ___ ۳۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اللہ عزوجل کا خصوصی اہتمام ___ ۳۴
موسمِ بہار میں صاحبِ بہار کی آمد ___ ۳۴
بوقت ولادت آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے گئے ___ ۳۶
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں پورا سال خواتین کو لڑکے عطاء ہوئے ___ ۳۶
حضور کی ولادت کے وقت اللہ نے جشن منایا ___ ۳۷
بزم کون ومکاں کی آرائش وزیبائش ___ ۴۰
آسمان کے ستارے قمقمے بنے اور پرچم لہرائے گئے ___ ۴۱
حضور کی آمد پر شہد سے میٹھا فرحت بخش مشروب ___ ۴۲
حضور کا حورانِ بہشت نے استقبال کیا ___ ۴۲
حضور کی آمد پر پرندوں نے استقبال کرتے ہوئے خوشی منائی ___ ۴۳
میلادِ مصطفیٰ منانا سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے ___ ۴۴
احادیثِ یومِ عاشورہ سے جشن میلاد پر استدلال ___ ۴۵
لوگو! یہود کا یومِ آزادی قابل تعظیم ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ میلاد کیوں نہیں؟ ۴۷
پہلے یومِ عاشورہ، یومِ عید کے طور پر منایا جاتا تھا ___ ۴۹
(۲) یومِ نوح علیہ السلام کی یاد منانے سے استدلال ___ ۵۱
(۳) غلافِ کعبہ کا دن عید کے طور پر منائے جانے سے استدلال ___ ۵۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ میلاد پر روزہ رکھ کر خود خوشی کا اظہار کیا ___ ۵۳
یوم آیت "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" کو عید کے طور پر منانا ___ ۵۴
(۶) فضیلت جمعہ کے ذریعہ یومِ تخلیقِ آدم علیہ السلام کو منایا جاتا ہے ___ ۵۷
بیت لحم کا سبب مولد عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ___ ۵۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے میلاد کی خوشی میں بکرے ذبح کیے ___ ۶۰

Marfat.com

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی منانے پر کافر کے عذاب میں تخفیف ۶۱
کافر کے عذاب میں تخفیف کیسے؟ ۶۵
اعتراضات کے جوابات ۶۸
ایک قابل توجہ اور عبرت آموز حقیقت ۶۹
ذکر میلاد قرآن و حدیث کی روشنی میں ۷۲
میلاد منانے کی اہمیت ۷۳
انبیاء کا ذکر سنت الہیہ ہے ۷۳
میلاد انبیاء علیہم السلام کی اہمیت ۷۵
حضرت آدم علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ ۸۰
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ ۸۱
حضرت مریم علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ ۸۳
حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ ۸۸
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ ۹۱
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا تذکرہ ۹۳
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانا عمل توحید ہے ۹۹
مقام ابراہیم علیہ السلام پر نصب پتھر کو محفوظ کرنے کا سبب ۱۰۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ۱۰۶
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین کی قدمین خلیل علیہ السلام سے مشابہت ۱۰۷
انبیاء کا میلاد سنتِ الہیہ ہے تو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں؟ ۱۰۸
ساری گفتگو کا مفہوم ۱۰۹
محفل میلاد النبی میں ہونے والے تمام کاموں کی تفصیل وفضائل اور فوائد ۱۰۹
مجالس واجتماعات کا اہتمام ۱۰۹

Marfat.com

(۱) تلاوتِ قرآن مجید ____ ۱۱۱
اس بارے میں احادیث کریمہ ____ ۱۱۲
(۲) نعت خوانی ____ ۱۱۴
قرآن میں نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ____ ۱۱۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنی نعت سننا ____ ۱۱۵
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما سے نعت سننا ____ ۱۱۶
(۳) تقریر کرنا (یعنی حضور کے میلاد اور صورت وسیرت کے واقعات بیان کرنا)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بیانِ میلاد کے لیے جلسہ کا اہتمام ____ ۱۱۶
جلسہ کا اہتمام ____ ۱۱۷
بیان شرف وفضیلت کیلئے جلسہ کا اہتمام ____ ۱۱۸
(۴) درود وسلام ____ ۱۲۰
قیام ____ ۱۲۲
قیام صلوٰۃ وسلام ____ ۱۲۴
(۵) دعا مانگنا ____ ۱۲۵
دعا مانگنے کا ثواب ____ ۱۲۵
اس بارے میں احادیث مبارکہ ____ ۱۲۶
(۶) طعام اور لنگر (کھانا کھلانا) ____ ۱۲۹
(۷) چراغاں اور لائٹنگ کا اہتمام ____ ۱۳۲
جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ اسراف نہیں ____ ۱۳۴
شوکت اسلام کیلئے انتظامات ____ ۱۳۵
(۸) عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن جلوس ____ ۱۳۷
انصارِ مدینہ کے استقبالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جلوس ____ ۱۳۷


Marfat.com

فتح مکہ کے موقع پر عظیم الشان جلوس ۱۳۸
میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کے جوابات ۱۳۹
امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ ۱۴۵
عفان ۱۴۶
سعید بن مینا ۱۴۶
علمائے دیوبند کا نقطہ نظر ۱۵۱
علمائے اہلِ حدیث کا موقف ۱۵۳
شیعہ حضرت کا موقف ۱۵۵
علاوہ ازیں! ۱۵۵
عذر لنگ ۱۶۵
جواب ۱۶۵
الزامی جواب ۱۶۸
تحقیقی جواب ۱۶۹
لفظ شیر ۱۶۹
لفظ طواف ۱۷۰
لفظ مسجد ۱۷۴
لفظ حدیث ۱۷۶
پہلی بات ۱۸۳
دوسری بات ۱۸۳
تیسری بات ۱۸۳
اغیار کے گھر سے ۱۹۰
گلہائے رنگ ۱۹۹

Marfat.com

# عرضِ مؤلف

حضور پُرنور، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وہ کامل و اکمل ذات ہے کہ میں کیا کیا بیان کروں، کیا کیا تحریر کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت تحریر کروں، جرأت تحریر کروں، ہمت تحریر کروں، سخاوت تحریر کروں، عادت تحریر کروں، خطابت تحریر کروں، امامت تحریر کروں، معلم کائنات ہونا تحریر کروں، سپہ سالار ہونا تحریر کروں، نماز تحریر کروں، جہاد تحریر کروں، تہجد تحریر کروں، گفتار تحریر کروں، کردار تحریر کروں، صُورت تحریر کروں، سیرت تحریر کروں، اخوت تحریر کروں، رفعت تحریر کروں، پاکیزگی تحریر کروں، دانشوری تحریر کروں۔ الغرض! میں تو اعلیٰ حضرت کی زبان سے عرض کروں

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

..................

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا ہی نرالی و بے مثالی ہے۔ اللہ عزوجل کا کروڑہا شکر ہے کہ جس نے مجھ سے حقیر کو اپنے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی برکات و اہمیت اور جواز پر قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ حقیقت میں یہ سارا فیض امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی، شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ

Marfat.com

العالی اور شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا حافظ غلام حیدر خادمی مدظلہ پرنسپل جامعہ نعمانیہ شہاب پورہ سیالکوٹ کا ہے اور میرے والدین ومحبین کی دعائیں ہیں۔

آخر میں میں اپنے تمام ان معاونین کا دل کی گہرائیوں سے مشکور ہوں جو میرے لئے اکثر دعا گو ہیں اور خصوصی تعاون فرماتے ہیں' میری مراد محترم جناب حضرت علامہ مولانا سیّد علی رضا شاہ صاحب صدر نعمانیہ علماء کونسل سیالکوٹ' حضرت علامہ مفتی عابد حسین قادری مدرس جامعہ نعمانیہ للبنات تاج محل سیالکوٹ' حضرت علامہ مولانا امتیاز صدیقی امام وخطیب تاج محل سپورٹس ڈسکہ روڈ سیالکوٹ' حضرت علامہ مولانا مصنف کتب کثیرہ حافظ تنویر قادری ڈائریکٹر قاسم المصنفین آستانہ عالیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات' حضرت علامہ مولانا علی اصغر ناز نوشاہی خطیب مرکزی جامع مسجد پکی کوٹلی سیالکوٹ' عالم نبی' فاضل جلیل' محقق اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا فیصل جماعتی مدرس دارالعلوم جامعہ حنفیہ نزد بھاٹی گیٹ لاہور' اور محترم جناب محمد اکبر قادری صاحب مالک اکبر بک سیلرز لاہور اور اپنے اراکین اصلاح انسانیت پکی کوٹلی جن کی نگرانی میں ہمارے علاقہ پکی کوٹلی میں اس سال ربیع الاوّل ۲۰۱۱ء میں ساٹھ روزہ محافل میلاد منعقد ہو رہی ہیں۔ اور اپنے علاقے کی ہر دلعزیز شخصیات کا بھی ممنون ومشکور ہوں' میری مراد جناب خالد محمود گھمن اینٹی کرپشن' جناب عباس مغل صاحب' جناب اویس گھمن صاحب' جناب حاجی ارشاد گلے والا' جناب سر جماعت علی' جناب میاں شہزاد اٹلی' جناب افتخار گھمن صاحب' جناب سعید ساغر' جناب غفار گھمن' سر مہر افضل' جناب ناصر محمود کونسلر' جناب میاں اقبال' جناب سر شاہد شاد' زاہد نمبردار' جناب مشتاق باجوہ' جناب فریاد عطاری' جناب آصف عطاری پی سی او والے' جناب حاجی یونس مغل' جناب خلیل الرحمٰن چندھڑ ڈائریکٹر' ماسٹر سکندر حیات بٹ' اعزاز سیفی' جناب میرے مہربان وشفیق دوست میاں شبیر عطاری رکن اصلاح انسانیت پکی کوٹلی اور بلال رضا

Marfat.com

Marfat.com

# تقریظ: اول

حضرت علامہ امتیاز صدیقی
خطیب وامام جامع مسجد تاج محل ڈسکہ روڈ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

عزیزم حضرت علامہ مولانا محمد اقبال عطاری نے عظمت میلاد کے حوالے سے اس کتاب کو لکھا ہے۔ میں مصروفیات کے پیش نظر مکمل کتاب کا مطالعہ نہ کرسکا۔ تاہم چیدہ چیدہ دیکھنے کا موقع ملا ہے اور الحمدللہ تمام کتاب کو بڑے احسن انداز سے مرتب کیا گیا ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور اس کے فوائد پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ بندۂ ناچیز نے حضرت علامہ مولانا محمد اقبال عطاری کے ساتھ مکمل درس نظامی پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا حافظ غلام حیدر خادمی صاحب سے اور دیگر اساتذہ کرام سے اور الحمدللہ مولانا بڑی قابلیت کے حامل ہیں اور یہ بھی انکی قابلیت کا جوہر ہے کہ انہوں نے عظمت میلاد کے موضوع پر بڑی خوبصورت اور باحوالہ کتاب کو لکھا ہے اور اکثر اوقات جو سوالات میلاد پر کئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات درج کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب تمام لوگوں کیلئے بڑی مفید ہے لیکن بالخصوص

Marfat.com

خطباء اگراس کتاب کا مطالعہ کریں تو ان کیلئے بڑی مفید ہوگی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادرِ مکرم حضرت علامہ مولانا محمد اقبال عطاری کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور پڑھنے والوں کو اس کے فیوض و برکات سے مستفید فرمائے (آمین)

حافظ محمد امتیاز صدیقی

خطیب جامعہ مسجد بیت اللہ رنگ پورہ

سیالکوٹ

Marfat.com

# تقریظ دوم

حضرت علامہ مولانا سید علی رضا شاہ

صدر: نعمانیہ علماء کونسل سیالکوٹ

امام وخطیب: مرکزی جامع مسجد میانہ پورہ سیالکوٹ

محبت رسول عقیدت بھی ہے اور عقیدہ بھی ایک نظریہ بھی ہے اور فلسفہ حیات بھی، حسن ذوق بھی ہے اور حسن ایمان بھی، عمل کی روح بھی ہے ایمان کی جان بھی، ہدایت کی روشنی بھی ہے اور نجات کا سامان بھی، زادراہ بھی ہے اور رہنما بھی، منزل نما بھی ہے اور خود منزل بھی اور جو اس منزل کو پا گیا دونوں جہانوں سے مستغنی ہو گیا۔

جب لفظوں میں رنگ اترنے لگیں، رنگوں میں خوشبوئیں چلنے لگیں، خوشبوؤں میں روشنیاں جاگنے لگیں اور پھر یہ سب روشنیاں خوشبوئیں رنگ اور لفظ مل کر محبت اور عقیدت کے گیت بننے لگیں تو محسوس ہوتا ہے کہ کسی جان بہاراں کی آمد آمد ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا تھا

ربیع فی ربیع فی ربیع

ونور فوق نور فوق نور

بہار کے مہینے میں بہار کے موسم میں اس جان بہاراں کی آمد نور علیٰ نور ہے۔

ربیع الاول کا مقدس مہینہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے حوالے سے ہمیں سبق دے رہا ہے کہ

نگاہوں میں گنبد خضریٰ کی ہریالیاں بسائے رکھیں۔

Marfat.com

دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگیٹھیاں دہکائے رکھیں اور جانوں کو ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کیلئے تڑپائے رکھیں۔

فاضل مصنف نے اس کتاب میں آقا کے میلاد کے حوالے سے مختلف عنوانات پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کا خوب حق ادا کیا ہے۔ یہ کتاب منکرین میلاد کیلئے ایک ایسی دستاویز ہے جس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اللہ پاک مولانا محمد اقبال عطاری کے زور قلم میں اور اضافہ فرمائے اور ان کے علم و فضل سے ہم سب کو مستفید ہونے کی توفیق دے۔ آمین

بجاہ طٰہٰ و یٰسین

دعا گو

**سید علی رضا شاہ**

صدر نعمانیہ علماء کونسل

سیالکوٹ

Marfat.com

# تقریظ سوم

## محترم جناب میاں شبیر عطاؔری

اللہ رب العزت کا کروڑہا کروڑ شکر ہے جس نے حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے میرے پیارے دوست کو ہمت عطا فرمائی۔ میرے محترم بھائی جناب علامہ مولانا محمد اقبال عطاؔری صاحب نے کئی موضوع پر کتب تصنیف کیں۔ گلشن نقابت کی بے حد مقبولیت کے بعد نئی کتاب میلاد کے حوالہ سے عظمت میلاد تحریر فرمائی جو بے حد خوبصورت بے مثل کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ علامہ محمد اقبال کو قوت جرات حوصلہ لطیف جذبہ عطا فرمائے۔ (آمین)

بلبلیں کرتی رہیں گل کی چمن کی گفتگو
ہم تو فقط محمد ﷺ کے لب ورخسار کی باتیں کریں

برادران اسلام سے اپیل ہے اس کتاب کو پڑھیں اور دوسروں کو تحفہ میں دیں تاکہ میلاد کے حوالہ سے لوگوں میں ذوق شوق پڑھے۔ اللہ پاک عزوجل ہمیں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات رحمۃ للعالمین کے نظریہ محبت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

الاحقر العباد

**میاں شبیر عطاؔری**

رکن اصلاح انسانیت پکی کوٹلی سیالکوٹ

Marfat.com

# تقریظ چہارم

حضرت علامہ مولانا حافظ مفتی عابد حسین قادری

خطیب: جامع مسجد القریش بوچھڑ خانہ

مدرس: جامعہ نعمانیہ للبنات تاج محل سیالکوٹ

اللہ عزوجل کا کروڑ ہا شکر جس نے ہمیں زندگی عطا فرمائی اور مولانا اقبال عطاؔری کو عظمت میلاد پر کتاب تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں نے مولانا عطاؔری کی دیگر کتابوں اور اس کتاب کو بھی وقت کی کمی کی وجہ سے مکمل تو نہ پڑھ سکا لیکن مختلف مقامات سے پڑھا۔ میں نے اس کتاب کو مدلل اور مستند پایا۔ موصوف کی یہ بات مجھے بہت پسند ہے کہ جو کتاب میں حدیث لکھتے ہیں۔ وہ بحوالہ لکھتے ہیں کہ کسی کو حدیث مبارکہ ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔ مشکل پیش نہ آئے میں ناچیز اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل موصوف کے علم و عمل اور قلم میں وسعتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

فقط

حافظ عابد حسین قادری

خطیب جامع مسجد القریش

بوچڑ خانہ سیالکوٹ

Marfat.com

# تقریظ پنجم

عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل حضرت علامہ مولانا فیصل عباس جماعتی

مدرس جامعہ حنفیہ، بیرون بھاٹی گیٹ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم. الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

تمام تعریفیں اس وحدہ لاشریک ذات کیلئے جو خالق بھی ہے، مالک بھی، رازق بھی، رؤف بھی ہے، رحیم بھی ہے، کریم بھی ہے اور اسی خالق کائنات نے اپنے محبوب مکرم امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات میں سب سے افضل و اعلیٰ مقام عطا فرمایا اور آپ کی محبت و اطاعت کو مسلمانوں پر فرض فرمایا اور محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ خود خالق کائنات بھی اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ملائکہ کی مقدس جماعت میں فرماتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔ قال ابو العالیۃ صلوٰۃ اللہ ثناء علیہ عند الملائکۃ۔ اللہ تعالیٰ کا درود یہ ہے کہ فرشتوں کے سامنے اپنے محبوب کی تعریف کرتا ہے اور الحمد للہ آج ہم بھی اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کے محبوب کی تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ اس تعریف و توصیف پر مشتمل محفل کو محفل میلاد شریف کا نام دیتے ہیں اور حضور پرنور شافع یوم النشور کا ذکر کرنا آپ کی ولادت باسعادت کو موضوع سخن بنانا اور آپ کی تشریف آوری پر خوشی اور جشن منانا یہ ہمارے ایمان کی علامت ہے اور محدثین کرام نے اپنی

Marfat.com

اپنی کتابوں میں لکھا جن میں علامہ قسطلانی نے مواہب للدنیہ میں علامہ ملا علی قاری نے

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت بالسنہ اور علامہ قاضی عیاض مالکی نے شفا شریف میں لکھا ہے کہ جس علاقے میں زمین کے جس حصے پر نبی پاک علیہ السلام کے میلاد کی محفل ہو سال بھر کیلئے اللہ تعالیٰ وہاں اپنے فضل سے امن قائم فرما دیتا ہے۔

میلاد شریف کی بہت سی برکات ہیں۔ ان کے بارے میں فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ مولانا محمد اقبال عطاری حفظ اللہ نے قلم اٹھایا اور ایک انتہائی خوبصورت تصنیف لطیف بعنوان ''عظمت میلاد'' لکھی جو کہ حوالہ جات سے مزین دلائل و براہین سے بھرپور ہے۔ کتاب پڑھنے کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے علامہ صاحب نے اپنے موضوع کو خوب نبھایا ہے اور خاص طور پر میلاد شریف پر اعتراضات اور ان کے جوابات لکھ کر کتاب کے حسن میں اور اضافہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں مولانا صاحب کی سعی کو مقبول فرمائے اور مزید برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد فیصل عباسی جماعتی
مدرس جامعہ حنفیہ غوثیہ بیرون بھاٹی
گیٹ لاہور

Marfat.com

# ملفوظات

## حضرت مولانا حافظ عبدالقدیر عطاری

مدنی آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے بارے میں کئی کتابیں میں نے پڑھی ہیں مگر عظمت میلاد کی کتاب میں بہت مدلل اور مضبوط گفتگو تحریر کی ہے۔ اس کتاب کو میں نے چیدہ چیدہ مقام سے پڑھا ہے۔ اس کتاب کی حدیثوں میں بہت سے حوالے موجود ہیں۔ ان کی اور بہت سی کتب منظر عام پر آئی ہیں اور یہ کتاب عظمت میلاد عید میلاد النبی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور نور کے بارے میں ثبوت ہیں۔ علامہ مولانا اقبال عطاری کو اللہ تعالیٰ مزید دین اسلام کی سربلندی کیلئے کام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناچیز

محمد عبدالقدیر عطاری

امام وخطیب: جامعہ مسجد قادریہ

چیمیاں والی پکی کوٹلی ڈسکہ روڈ سیالکوٹ

Marfat.com

# ملفوظات

## حضرت مولانا حافظ علی رضا قادری

اللہ تبارک و تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس نے ہمارے پیارے بھائی حضرت علامہ مولانا محمد اقبال عطاری پر کرم فرمایا کہ جن کی ایک منفرد کتاب عظمت میلاد کو میں نے کافی جگہ سے پڑھا جس کے اندر ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت پیاری احادیث لکھی ہیں جن کا میں نے قریبی طور پر مطالعہ کیا جس سے دل کو سکون ملا اور محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ دل میں پیدا ہوا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں اور اضافہ فرمائے۔

آمین!

حافظ علی رضا قادری

امام مسجد بلال کھوں گلے والا

خطیب

مرکزی جامعہ مسجد فاضل آباد

ڈسکہ روڈ سیالکوٹ

Marfat.com

# ملفوظات

## حضرت مولانا حافظ قاری الفت رضا قادری

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے بارے میں کئی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔ یہ کتاب میں نے پڑھی ہے۔ یہ کتاب بھی ماشاءاللہ بہت دلائل والی ہے۔ اس میں تمام لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا اور اس کتاب میں میلاد کے بارے میں بہت سے ثبوت موجود ہیں۔ علامہ محمد اقبال عطاری صاحب اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں مزید برکت عطا فرمائے۔

ناچیز
قاری الفت رضا
قادری عطاری
جامع مسجد رسولاں
مہراں والا کھوہ پکی کوٹلی سیالکوٹ

Marfat.com

# ملفوظات

## حضرت مولانا حافظ محمد یاسین قادری عطاری

اللہ رب العزت کی حمد و ثناء کے بعد عرض ہے کہ میں نے علامہ محمد اقبال عطاری کی نئی کتاب عظمت میلاد کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا ہے جو کہ میلاد مصطفیٰ کے موضوع پہ لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں نبی آخر زماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت شان بیان ہوئی جو کہ نئی نسل کیلئے آسان ترین لفظوں میں علامہ صاحب نے تحریر کی ہے۔ اس سے پہلے بھی علامہ صاحب نے کم وبیش کتابیں لکھی ہیں جن میں تحفہ دولہا' تحفہ دولہن' خاک کربلا' خواتین کی محفل میلاد اور اسی طرح کی کئی کتابیں جو کہ مارکیٹ میں آ چکی ہیں اور لوگوں کے دلوں پر راج کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ علامہ صاحب کو اسی طرح نبی آخرالزماں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اپنے قلم سے بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور علامہ صاحب کے علم' عمر اور مال و جان میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

ناچیز

**محمد یاسین عطاری قادری**

خطیب کھوہ دھریکاں والا پکی کوٹلی

ڈسکہ روڈ سیالکوٹ

11638

Marfat.com

# برکاتِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

## عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم

ہم نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، شہنشاہِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، پیکر حسن و جمال، رسول بے مثال، تاجدارِ رسالت، محبوب ربِ اکبر، رسول اکرم فیض گنجینہ، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد کیوں مناتے ہیں، اس کے لئے اوّلاً ضروری ہے کہ جان لیا جائے کہ جشنِ میلاد، جلوسِ میلاد اور محفلِ میلاد کا مفہوم کیا ہے تاکہ مسئلہ کی حقیقت، روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے اور دریں باب غلط فہمیوں، بے جا تنقیدات اور غیر متعلقہ اعتراضات وشکوک وشبہات کا قلع قمع ہو سکے۔ واضح رہے کہ ہم اہل سنت وجماعت کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد، خلقت، ولادت، بعثت، آباء واجداد، امہات والدات، خاندان وقبیلہ اور آپ کی ذات، صفات، درجات و مقامات، مدارج ومعارج کا ذکر کرنا ''ذکر میلاد'' ہے اور جس محفل میں آمدِ مصطفیٰ اور ولادتِ نبوی کا ذکر چھڑ جائے، خواہ باقاعدہ یا بغیر تداعی وبلاوے کے، مسجد میں یا معبد میں، گھر میں یا بازار میں، شہر میں یا قصبہ وگاؤں میں، فرش پر یا عرش پر، سامعین تھوڑے ہوں یا زیادہ، ذاکرین بندے ہوں یا فرشتے، سامعین امتی ہوں یا نبی، اہتمام مخلوق کرے یا خدا، ذکرِ میلاد ربیع الاوّل شریف میں ہوں یا کسی دوسرے ماہ میں، اسے ''محفلِ میلاد'' ہی کہتے ہیں۔

Marfat.com

ایسے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک اور آمدِ مبارک پر خوشی' مسرت' فرحت' شادمانی اور خوش دلی کا اظہار کرنا ''جشنِ میلاد'' کہلاتا ہے۔ یہ اظہار خوشی کسی بھی شرعاً جائز' درست اور مستحسن طریقے سے کیا جا سکتا ہے' اس کیلئے کوئی ایک طریقہ مخصوص نہیں ہے' یہی وجہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے ہاں بھی اس خوشی کے اظہار کیلئے مختلف طرق موجود ہیں' مثلاً نفلی نماز' نفلی روزہ' صدقہ و خیرات' تقسیم تبرک و لنگر' انعقاد محفل و بزم' اہتمام جلوس و جلسہ اور دیگر وہ تمام اُمور جو شرعی طور پر محمود و پسندیدہ ہیں۔

## قابلِ توجہ چند عبارات

گو ہماری یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں' تاہم دستاویز کے طور پر علمائے اہل سنت کی چند عبارات بھی پیشِ خدمت ہیں تاکہ حقیقت بے نقاب ہو جائے اور منصف مزاج حضرات اس کا سراغ لگا سکیں اور منکرین کے بلاوجہ پیدا کیے گئے شکوک و شبہات سے دامن بچا کر صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں۔ وباللہ التوفیق

☆ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

میرے نزدیک میلاد شریف دراصل ایک ایسی تقریب (مسرت) ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدر سہولت' قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کی ولادتِ مقدسہ) کے ابتدائی اُمور کے متعلق جو احادیث و آثار وارد ہیں اور جو (عظیم) نشانیاں ظاہر ہوتیں' انہیں بیان کرتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی' جلد ۱ ص ۱۸۹)

☆ علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نقل کرتے ہیں:

مناسب تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے دن کو ہی ذکرِ

Marfat.com

میلاد کیلئے منتخب کیا جائے تا کہ عاشوراء (دس محرم) کے واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام (کی طرح) مطابقت ہو جائے اور بعض حضرات نے اس چیز کو ملحوظ نہیں رکھا' بلکہ ان کے نزدیک مہینے کے کسی دن بھی ذکر میلاد درست ہے' بلکہ ایک قوم سے یہاں تک منقول ہے کہ انہوں نے پورے سال کے تمام دنوں میں اس کی وسعت دی ہے (اہل سنت بھی پورے سال میں میلاد کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ساقی) پس یہ وہ بات ہے جس کا تعلق ذکرِ میلاد کی حقیقت کے ساتھ ہے (کہ وہ تمام اوقات میں جائز ہے) اور جو اُمور اس میں سرانجام دینے چاہئیں' وہ صرف یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے' اس کا ذکر کرتے ہوئے تلاوت ہو' لوگوں کو کھانا کھلایا جائے' صدقہ ہو' آپ کی تعریف پر مشتمل' زہد و تقویٰ سے معمور اشعار و نعت خوانی ہو' جن سے دلوں میں نیکیوں کی رغبت اور آخرت کے لیے اعمال کا جذبہ پیدا ہو۔

(سبل الہدیٰ والرشاد' جلد ا ص ۳۶۶)

☆ علامہ ملا علی قاری مکی (متوفی ۱۰۱۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ الآیۃ'' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعمتِ عظمیٰ (بہت بڑی نعمت) ہونے کی طرف راہنمائی ہے اور اگر آپ کی تشریف آوری کے مخصوص وقت کی تعظیم کی طرف اشارہ ہے' اگر یہ (اُمور) مباح ہوں (اشعار وغیرہ) کہ اس دن کی مناسبت کی وجہ سے ان سے خوشی و مسرت حاصل ہوتی ہو تو محفل میلاد میں انہیں شامل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں' (بلکہ) ربیع الاوّل شریف کے تمام دنوں اور راتوں میں محفلِ میلاد مستحسن و پسندیدہ ہے۔ (محفلِ میلاد میں) تلاوتِ قرآن' کھانا کھلانا' صدقہ کرنا' ایسے اشعار پڑھنا جن میں آپ کے محاسن ہوں' جو زہد و تقویٰ کی

Marfat.com

نشاندہی کریں، جن سے اچھے اعمال کی رغبت ملے اور آخرت کا جذبہ پیدا ہو اور صاحب میلاد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پر اکتفاء کرنا چاہیے۔ (المورد، ص ۳۴)

☆ امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۲۱ھ) کے والدِ گرامی امام المتکلمین علامہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) ارقام پذیر ہیں:

محفلِ میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص یا چند آدمی شریک ہو کر خلوصِ عقیدت و محبت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ اقدس کی خوشی اور اس نعمتِ عظمیٰ اعظم نعم الٰہیہ کے شکر میں ذکر شریف کیلئے مجلس منعقد کریں اور حالاتِ ولادت باسعادت و رضاعت و کیفیت نزولِ وحی و حصولِ مرتبۂ رسالت و احوالِ معراج و ہجرت و ریاضت و معجزات و اخلاق و عادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی بڑائی اور عظمت جو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمائی اور حضور کی تعظیم و توقیر کی تاکید اور وہ خاص معاملات و فضائل و کمالات جن سے حضرت احدیت جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مخصوص اور تمام مخلوق سے ممتاز فرمایا اور اسی قسم کے حالات و واقعات احادیث و آثارِ صحابہ و کتب معتبرہ سے مجمع میں بیان کیے جائیں۔ الخ

(اذاقۃ الاثام لمانعی المولد والقیام، ص ۳۹)

☆ علامہ محمد بن علوی بن عباس المالکی الحسنی نے لکھا ہے:

ان الاحتفال بالمولد النبوی الشریف تعبیر عن الفرح والسرور بالمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مقدمہ علی المورد الروی، ص ۱۱)

[illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی محفل کا انعقاد آپ

Marfat.com

کی آمد پر سرور اور فرحت کا اظہار ہے۔

☆ ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیری آف دوبئی لکھتے ہیں:

''یعنی مولد کا لغوی معنی وقت ولادت یا مکانِ پیدائش ہے اور ائمہ اسلام کے نزدیک اس کا مطلب لوگوں کا جمع ہوکر بقدر سہولت قرآن کی تلاوت اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی ولادت کے متعلق وارد ہونے والی روایات کو پڑھنا' ان کے افعال واقوال کو بیان کرتے ہوئے ان کی نعت پڑھنا ہے۔ (بلوغ المامول فی الاحتفاء بمولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۶' ۱۷)

☆ مفسرِ قرآن' شارح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے لکھا ہے:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانا اور سال کے تمام ایام میں عموماً اور ماہِ ربیع الاوّل میں خصوصاً آپ کی ولادت کا ذکر کرنا' آپ کے فضائل و مناقب اور آپ کے شمائل و خصائل کو مجالس اور محافل میں بیان کرنا جائز اور مستحب ہے۔ الخ (شرح صحیح مسلم جلد ۳ ص ۱۶۹)

علامہ ازیں شارح مکتوبات امام ربانی علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۳ھ) نے ''اسلام میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت'' صفحہ ۳۱ پر

علامہ مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی نے ''مسائل'' ص ۲۰ پر

علامہ مفتی محمد خان قادری نے ''محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ'' صفحہ ۱۶۷، ۱۹۶ پر

علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۴ھ) نے ''برکات میلاد شریف'' ص ۳ پر

مفتی عبدالعزیز حنفی نے ''جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' ص ۸۱ پر

Marfat.com

اور دیگر ذمہ دارانِ اہل سنت نے متعدد مقامات پر اہل سنت و جماعت کا یہی موٗقف لکھا ہے۔

جس کا ماحصل یہی ہے کہ ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مقدسہ کی خوشی منانا جشنِ میلاد ہے اور جس محفل میں ان کی آمد کا ذکر چھڑ جائے' وہی محفلِ میلاد ہے''۔

عبار اتنا وحسنهن واحد ۔اندازِ بیان مختلف ہے لیکن مقصد و مدعا سب کا یہی ایک ہے۔

## منکرینِ میلاد کی کج فہمی

مخالفینِ اہل سنت نے جہاں دیگر معاملاتِ اہل سنت پر عوام الناس کو نہایت قبیح اور غلط تاثرات دیئے ہیں' ایسے ہی مسئلہ جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی اپنی کج فہمی' الٹی سوچ اور ٹیڑھی ذہنیت کا ثبوت دیتے ہوئے برملا یہ شور وغوغا کرتے ہیں کہ سنیوں نے غیر شرعی حرکات' خرافات' مرد وزن کے اختلاط' رقص و ڈانس' ناچ گانے اور ڈھول ڈھمکے کا نام میلاد رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ ہمارے ہاں نہ ان چیزوں کا تصور نہ ان کے لیے کوئی نرم گوشہ' اور نہ ہی ہمیں ان چیزوں کی کوئی ضرورت ہے بلکہ ان خرافات کی تردید میں ہمیشہ علمائے اہل سنت زبان وقلم سے جہاد کرتے رہتے ہیں۔ اوپر پیش کی گئی کتب میں بھی ان حرکات پر کڑی تنقید و تردید موجود ہے' اور ہمارے بانیانِ محافل اور منتظمینِ جلوس کے اشتہارات میں بھی ان غیر شرعی اُمور سے اجتناب اور پرہیز کی تلقین کے سلسلہ میں ''خصوصی نوٹ'' شائع ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ مخالفین کی ذہنی پستی اور اخلاقی گراوٹ پر کہ انہیں غیر ذمہ دار لوگوں کی حرکاتِ بد تو دکھائی دیتی ہیں' ذمہ دار حضرات کی یہ وضاحت اور اُمورِ شرعی کی پابندی کیوں نظر نہیں آتی۔ اور پھر کیا انہیں یہ خلافِ شرع حرکات صرف میلاد النبی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے بعض پروگراموں میں ہی نظر آتی ہیں؟ کیا ان کے جلسوں میں، محفلوں میں، جمعہ کے اجتماعات میں، سالانہ تقریبات میں، بلکہ ان کے خواتین کے مدارس میں اور دیگر حالات میں بھی ایسی ناز یبا حرکات موجود نہیں ہوتیں؟ تو پھر وہ ہمت کریں، ذکر میلاد کو بند کرنے کے مطالبہ سے پہلے اپنے ان ''آمدنی کے ذرائع'' کو روکیں، مدارس کو تالے لگوائیں، مساجد کو سیل کروا دیں، اور جلسے وجلوس رکوا دیں کیونکہ وہ غیر شرعی حرکات سے محفوظ نہیں ہوتے۔ اگر وہ یہ ہمت کر ڈالیں تو انہیں آٹے اور دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ پھر تو وہ حج بیت اللہ سے بھی توبہ کر لیں گے کیونکہ وہاں پر بھی کئی غیر ذمہ دار لوگ غلط حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ممکن ہے کل کلاں یہ خود ساختہ مفتی قرآن کریم کی اشاعت وتقسیم پر بھی پابندی لگوانے کا سوچ ڈالیں کہ قرآن مجید کے اوراق زمین پر گر جاتے ہیں جن سے قرآن کی بے حرمتی اور گناہ لازم آتا ہے۔ اگر وہ اپنی رائے میں مخلص ہیں تو یہ اُمور بھی ضرور سرانجام دیں، جب ان سے فارغ ہو جائیں تو پھر ہمیں اطلاع کر دیں، ہم کچھ اور ڈیوٹیاں ان کے ذمے لگا دیں۔ امید ہے کہ انہیں مسئلہ سمجھ میں آجائے گا۔

بات کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ہر اچھے کام میں بعض دنیا دار لوگ کوئی غلط پہلو نکال لیتے ہیں۔ مثلاً عیدین کے موقع پر نماز، ذکر وفکر کی تعلیم ہے اور مناسب طریقہ سے خوشی کا اظہار درست ہے مگر آج کل اس تصور کو دھندلا دیا گیا ہے، ایسے ہی نکاح کا مقصد ایک سنت پر عمل تھا لیکن آج کل نکاح کے موقع پر کیا کچھ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی حج بیت اللہ پر ڈاکے، چوریاں، قتل جیسے اُمور رونما ہوتے ہیں، تو کیا اس سے ان اُمور کو بند کر دینا چاہیے۔ نہیں! بلکہ اصل عمل کو قائم رکھ کر خرافات کا قلع قمع کرنا چاہیے۔ کیونکہ ناک پر مکھی بیٹھنے سے مکھی اُڑاتے ہیں، ناک نہیں کاٹتے۔ بچھونے میں پسو پڑ جائیں تو انہیں بھگاتے ہیں، بستر کو نہیں جلاتے۔ پاؤں پر گندگی آ لگے تو

Marfat.com

اسے دور ہٹاتے ہیں، پاؤں نہیں کٹواتے۔ ایسے ہی کسی بھی درست عمل میں اگر کوئی غیر شرعی حرکت کا ارتکاب ہو تو اسے دور کرتے ہیں، اصل عمل کا انکار کرنا نادانی ہے۔

## انداز بدلتے رہتے ہیں

مخالفین کے پاس جب ''ذکرِ میلاد'' اور ''محفلِ میلاد'' یا ''جشنِ میلاد'' کے خلاف قرآن وحدیث کی کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ جس میں اس عمل خیر کو ناجائز کہا گیا ہو تو وہ اس بات پر اتر آتے ہیں کہ ہمیں بھی میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی خوشی ہے اور کون مسلمان ہے جسے یہ خوشی نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ اس طریقہ سے میلاد منانا قرآن وحدیث اور عملِ صحابہ سے ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ بدعت ہے اور ہمیں چونکہ اس عمل سے اختلاف ہے اور تم اس انداز میں میلاد نہ منانے والے پر فتویٰ لگاتے ہو، لہٰذا س کے بدعت اور غلط ہونے میں شک نہیں۔

جواباً گزارش ہے کہ ہمارے نزدیک کسی بھی جائز طریقہ سے ذکرِ میلاد کرنا درست ہے۔ مروّجہ طریقہ کو کسی بھی ذمہ دار سنی عالم نے ضروری قرار نہیں دیا۔ اگر مخالفین اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو صرف ایک فتویٰ ایسا دکھا دیں جس میں موجود مروّجہ انداز نہ اپنانے والے کو بدعتی، جہنمی، بدمذہب وغیرہ قرار دیا گیا ہو۔ اعتراض صرف ان لوگوں پر ہے جو مطلقاً محفلِ میلاد اور ذکرِ میلاد کو حرام، ناجائز اور غلط کہتے ہیں۔ مثلاً:

☆ دیوبندیوں کے قطب الارشاد رشید گنگوہی نے لکھا ہے: ''انعقادِ مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۳۰، مطبوعہ محمد سعید اینڈ کمپنی، کراچی)

☆ غیر مقلد نجدیوں کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی نے جشنِ میلاد کو لعنت قرار دیا ہے۔ (استغفر اللہ) (فتاویٰ سلفیہ ص ۱۹)

☆ وہابیوں کے مفسر صلاح الدین یوسف نے عید میلاد کے متعلق ''یہ سارا انداز غیر

Marfat.com

اسلامی ہے'' لکھا ہے۔ (عید میلاد ص ۵)

☆ وہابیوں کی جماعۃ الدعوہ کے امیر حمزہ نے اسے ''بڑی ہی خطرناک اور ایمان شکن حرکت'' لکھا ہے۔ (شاہراہ بہشت ص ۱۳۱)

**وغیر ذالك من الخرافات الوهابية والديوبنديه .**

لہٰذا ایسے لوگوں کا اس ذکرِ رسول کو بند کرنے کیلئے ایسے ایسے ایمان شکن، باطل پرور اور دین سوز فتوے یقیناً ابولہب، ابوجہل اور مشرکینِ مکہ کی گندگی ذہنیت سے بھی کہیں بدتر ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے:

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعداء تیرے ۔ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے ۔ یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

اگر ان تیرہ بختوں کو ذکرِ میلاد کے موجودہ انداز پر اعتراض ہے تو یہ بھی ان کی اندرونی بغاوت اور قلبی شقاوت کا آئینہ دار ہے، کیونکہ کتنے ہی ایسے دینی اُمور میں جنہیں یہ لوگ سینے سے لگائے بیٹھے ہیں جبکہ وہ اس انداز میں قرآن و حدیث اور عملِ صحابہ سے ہرگز ثابت نہیں۔ تو کیا پھر بھی ان لوگوں کا ذکرِ میلاد پر اعتراض ان کی رسول دشمنی یا ذکرِ رسول سے چڑ اور عداوت کی روشن دلیل نہیں؟

☆ کیا تبلیغ، تدریس، تقریر، تحریر، تنظیم کا موجودہ انداز، ظاہری دورِ رسالت میں موجود تھا؟

☆ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ انداز کے مدارس، مساجد، عمارات میں نماز، عبادت، تعلیم و تربیت کا کوئی عمل اپنایا۔

☆ کیا تعلیم و تربیت کیلئے مروّجہ انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کتب، رسائل، کتابچے اور اشتہارات و اسٹیکرز شائع کیے۔

☆ کیا کسی قسم کی کوئی تنظیم سازی جو امیر، غریب، نائب امیر و دیگر عہدہ جات پر

Marfat.com

مشتمل ہو فرمائی؟

☆ کیا تبلیغ یا حج بیت اللہ کیلئے مروجہ سفر اختیار فرمایا۔

☆ زکوٰۃ کیلئے مروجہ سکہ ادا کیا گیا؟

☆ کیا قرونِ ثلاثہ میں دیوبند کا اجتماع، مریدکے کا سالانہ اجتماع، اہلِ حدیث کانفرنس، سیرت النبی کانفرنس، شہداء اہلِ حدیث کانفرنس، جشنِ صد سالہ دیوبند، مدارس کے سالانہ، ماہانہ، ہفتہ وار دروس کا کوئی اتا پتا ملتا ہے؟

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

اگر سچے ہو تو دلیل لاؤ۔

اور اگر یہ کہو کہ ان پروگراموں کا مقصد ''تبلیغ دین'' اور ''عظمتِ رسالت'' کا اظہار ہے، ان کی اصل پہلے زمانوں میں موجود تھی، آج صرف طریقہ بدل گیا ہے تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ آمدِ مصطفیٰ، میلادِ مصطفیٰ، ذکرِ ولادت، جشنِ میلاد کی اصل قرآن و حدیث اور عملِ صحابہ میں موجود ہے، یہی محفلِ میلاد و جشنِ میلاد کا مقصد ہے، صرف انداز بدل گیا ہے، حقیقت وہی ہے، کیونکہ انداز بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔

جس طرح ظاہری زمانۂ رسالت میں تیروں، نیزوں، بھالوں اور تلواروں سے جنگ ہوتی تھی اور آج جدید آلات سے ہو رہی ہے، اسے کوئی بھی صاحبِ عقل غلط نہیں کہتا، کیونکہ حقیقت ایک ہی ہے، ایسے ہی آمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی اُس وقت بھی تھی اور آج بھی جدید انداز میں موجود ہے، اسے بھی کوئی صاحبِ شعور غلط نہیں کہہ سکتا۔

## میلاد منانے کے فوائد

میلاد منانے کے درج ذیل فوائد ہیں:

☆ اس سے شرک کی نفی ہوتی ہے اور توحیدِ الٰہی کا اعلان، کیونکہ خدا کا میلاد نہیں ہوا

Marfat.com

جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد ہوا ہے۔ خدا کی شان ہے: ''لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ'' لہٰذا میلاد منا کر ہم بتاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں۔

☆ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا کر خدا تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

☆ میلاد منا کر دنیا والوں کو آپ کی شان وشوکت اور رفعت ومنزلت سے آگاہ کرتے ہیں کہ جیسے ہمارے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی۔

☆ میلاد منا کر ختمِ نبوت کا اعلانِ عام کرتے ہوئے ہم بتا دیتے ہیں کہ ہم آج بھی دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہیں۔

☆ میلاد منانے سے محبت رسول میں اضافہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا جذبہ اُبھرتا ہے اور یہی جذبہ مؤمن کیلئے سرمایۂ حیات ہے، تمام محبانِ رسول کو ہماری دعوت ہے کہ آئندہ صفحات میں قرآن وحدیث اور اکابرین کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں اور پھر آؤ ہم سب مل کر میلاد منائیں۔

## میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی ومسرت کا اظہار احادیث وآثار کی روشنی میں

قارئین حضرات! سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، جانِ کائنات، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر ہمارے مسلک کے دیگر کئی علماء نے مختلف ناموں سے بہت زیادہ کتابیں اور تقاریر وبیانات تحریر فرمائیں، جن سے اُمت مسلمہ فیض یاب ہو رہی ہے، انہی کی روشنی کو برقرار رکھتے ہوئے ناچیز عطاری بھی قرآن وسنت سے میلاد شریف کے ثبوت وبرکات پر مختصر مگر جامع دلائل تحریر کر رہا ہے، اُمید ہے کہ علماء وخطباء اور عامۃ المسلمین کے لیے بے حد مفید ہوگی۔

اب یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ہمیں ثقہ روایات کی روشنی میں سنت الٰہیہ سے بھی

Marfat.com

اس امر کی تصدیق ملتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نعمت قرار دے کر ان کی آمد پر خوشی اور جشن منانے کا حکم تو دیا لیکن کیا اس نعمت کی آمد پر خود بھی جشن منایا اور خوشی کا کوئی اظہار فرمایا؟ یہ واقعی اتنی بڑی بات تھی تو خود اللہ عزوجل نے بھی ان کی ولادت پر جشن منایا ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول پر نہ صرف ہمیں جشن منانے کا حکم دیا ہے بلکہ اپنے عمل اور سنت مبارکہ سے جشن منا کر دکھایا بھی ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اللہ عزوجل کا خصوصی اہتمام

حضرات محترم! تمام کتب فضائل وسیر میں ہمیں اس قسم کی روایات اکثر ملتی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا تفصیلی حالات کے ساتھ اس چیز کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ولادت پر خوشی منائی۔

## موسمِ بہار میں صاحبِ بہار کی آمد

اللہ عزوجل کی قدرتِ کاملہ کے اس اہتمام و انصرام پر قربان جائیں کہ اس نے اپنے محبوب علیہ السلام کی آمد کیلئے جو موسم منتخب فرمایا وہ بھی بہار کا تھا' یہ عجیب حسن اتفاق تھا کہ وہ ربیع الاوّل جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا شرف حاصل ہوا' بہار کے جوبن کا حسن اور اس کی تمام تر رعنائیاں اور دلفریبیاں اپنے اندر سموئے ہوئے تھا' حالانکہ عام طور پر ربیع الاوّل ہر قمری مہینے کی طرح سال کے مختلف موسموں میں بدل بدل کر آتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیّب کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے:

وکان ذلک فی فصل الربیع ۔(حلبی' السیرۃ الحلبیہ' ج ۱ص ۵۷)

Marfat.com

یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت موسمِ بہار میں ہوئی۔
چنانچہ کسی عربی شاعر نے بڑے خوبصورت انداز میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے:

فوجهی والزمان وشهر وضعی ربیع فی ربیع فی ربیع

(حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ج ا ص ۵۷)

عربی میں ربیع، بہار کے موسم کو کہتے ہیں، یہ فطرت کا کتنا حسین امتزاج تھا کہ جہانِ آب و گل میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی، خزاں اپنی بساط لپیٹ کر رخصت ہو چکی تھی۔ مشاطہ بہار عروس چمن کو آراستہ و پیراستہ کرنے میں محو تھی اور بے رنگ خاکہ دہر میں قدرت کی رنگینیاں بھری جا رہی تھیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ نے ساری زمین کو سرسبز کر دیا اور روئے زمین کے خشک اور گلے سڑے درختوں کو بھی پھلوں پھولوں سے لاد دیا، ہر سمت رحمتوں اور برکتوں کی بھرمار کر دی اور قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرما دی کہ وہ سال خوشی اور فرحت والا سال کہلایا۔

اس بارے میں درج ذیل روایت ہے:

”جس سال نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ آمنہ (رضی اللہ عنہا) کو ودیعت ہوا وہ فتح و نصرت، ترو تازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا۔ اہلِ قریش اس سے قبل معاشی بدحالی، عسرت اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔ ولادت کی برکت سے اس سال اللہ تعالیٰ نے بے آب و گیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی عطاء فرمائی اور (سوکھے) درختوں کی پژمردہ شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے لاد دیا۔ اہلِ قریش اس طرح ہر طرف سے کثیر خیر آنے سے خوشحال ہو گئے“۔

(حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ج ا ص ۷۸۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ج ا ص ۱۱۹۔ زرقانی، شرح الزرقانی علی

Marfat.com

المواہب اللدنیہ‘ ج ا ص ۱۹۷- دحلان‘ السیرۃ النبویہ ج ا ص ۴۵- نبہانی‘ الانوار المحمدیہ‘ ص ۲۰ (نبہانی نے اس روایت میں لفظ الرفد نقل کیا ہے)

## بوقت ولادت آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے گئے

ایک روایت میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے وقت فرشتوں سے فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیں۔ متعدد کتب سیر میں اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

”عمرو بن قتیبہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا جو متبحر عالم تھے کہ جب حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا“۔

(حلبی‘ السیرۃ الحلبیہ‘ ج ا ص ۴۵- قسطلانی‘ المواہب اللدنیہ‘ ج ا ص ۱۲۴- زرقانی‘ شرح المواہب اللدنیہ‘ ج ا ص ۱۰۸‘ نبہانی‘ الانوار المحمدیہ‘ ص ۲۲- دحلان‘ سیرۃ النبویہ‘ ج ا ص ۴۵)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں پورا سال خواتین کو لڑکے عطاء ہوئے

ایک اور نہایت اہم بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر وقوع پذیر ہوئی‘ وہ یہ کہ ربِ کائنات نے بھی اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں تشریف آوری کی خوشی میں پورا سال لڑکیوں کی پیدائش کو موقوف کر کے اور دنیا کو لڑکے عطاء کر کے جشنِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔ قبائلِ عرب لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس خیال کرتے تھے‘ خود ساختہ غیرت کی آڑ میں لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے تھے‘ اللہ کے محبوب علیہ السلام کی آمد یقیناً کائنات کا ایک غیر معمولی واقعہ تھا کہ اس سال کسی کے گھر لڑکی پیدا نہ ہوئی۔ اللہ رب العزت نے لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسمِ بد سے عام میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالی رکھا اور ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل عرب

Marfat.com

اس قبیح رسم سے رکے رہے، عموماً لڑکوں کی پیدائش پر زیادہ مسرت اور شادمانی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ لڑکوں کی پیدائش سے ماں باپ کو فطری اور قلبی راحت بھی ملتی ہے کہ لڑکے بڑے ہو کر ان کے بڑھاپے کا سہارا بنیں گے۔ پس اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے نعلین پاک کے صدقے دنیا بھر کو لڑکے عطاء کیے، تا کہ ہر آنگن میں لمحات مسرت اتر آئیں اور کسی کے چہرے پر حزن و ملال کا ہلکا سا بھی سایہ نہ پڑنے پائے۔

”اور اللہ نے اس سال یہ اذن جاری کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم میں تمام دنیا کی مائیں لڑکوں کو جنم دیں“۔

(حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ج ا ص ۷۸۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ج ا ص ۱۲۴۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ج ا ص ۲۰۸۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ج ا ص ۸۰۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ، ص ۲۲)

## حضور کی ولادت کے وقت اللہ نے جشن منایا

اے محترم بزرگو اور دوستو!

ولادتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا سال اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول جاری رہا، جب ظہورِ قدسی کی وہ سعید ساعتیں جن کا ان گنت صدیوں سے انتظار تھا۔ گردشِ ماہ وسال کی کروٹیں لیتے لیتے اس لمحہ منتظر میں سمٹ آئیں جس میں خالق کائنات کے بہترین شاہکار کو منصۂ عالم پر اپنی ضیاء پاشیوں سے جلوہ گر ہونا تھا تو مشاطہ فطرت نے ایسی ایسی آرائشوں اور زیبائشوں کا اہتمام کیا جس کی نظیر ازل سے ابد تک نہ کبھی تھی اور نہ کبھی حیطۂ خیال میں آسکتی ہے، اگر یہ کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی دنیا میں آمد کے موقع پر کائنات پست و بالا میں اتنا چراغاں کیا کہ شرق تا غرب ہر چیز بقعۂ نور بن گئی۔ حضرت آمنہ جن کی آغوش مبارک کو اس نور پاک کی پہلی جلوہ گاہ بننا تھا، انہیں نبی آخر الزماں، شہنشاہ دو جہاں، حضرت

Marfat.com

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ ہونے کا عدیم النظیر شرف حاصل ہوا۔ وہ اپنے اس عظیم الشان لختِ جگر کے واقعاتِ ولادت بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

''جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا' جس سے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے''۔

(ابن سعد' الطبقات الکبریٰ' ج۱ص۱۰۲- ابن عساکر' تاریخ دمشق الکبیر' ج۳ص۷۹- ابن جوزی' صفوۃ الصفوۃ' ج۱ص۵۲- ابن کثیر' البدایہ والنہایہ' ج۲ص۲۶۴- سیوطی' الخصائص الکبریٰ' ج۱ص۹۷- حلبی' السیرۃ الحلبیہ' ج۱ص۹۱- ابن حبیب' المقتفی من سیرۃ المصطفیٰ' ج۱ص۳۱)

آپ ہی سے ایک اور روایت یوں مروی ہے:

''بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین شام میں بصریٰ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہو گئے''۔

اسی قسم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اس نور سے ملک شام کے محلات اور وہاں کے بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصریٰ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا''۔

(طبری' تاریخ الامم والملوک' ج۱ص۴۵۵- حاکم' المستدرک' ج۲ص۶۷۳' رقم:۴۲۳۰- طبرانی' المعجم الکبیر' ج۲۴ص۲۱۴' رقم:۵۴۵- شیبانی' الآحاد والمثانی' ج۳ص۵۶' رقم:۱۳۶۹- ابن اسحاق' السیرۃ' ج۱ص۲۸' رقم:۳۲- ابن سعد' الطبقات الکبریٰ' ج۱ص۱۰۲- ابن ہشام' السیرۃ النبویہ' ج۱ص۳۰۲- ماوردی۔ اعلام النبوۃ' ج۱ص۲۷۵- ابن کثیر' البدایہ والنہایہ' ج۲ص۲۷۵- دحلان' السیرۃ النبویہ' ج۱ص۴۶)

اسی نور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا حضرت سیدنا عباس اپنے ایک نعتیہ قصیدے میں جو انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر غزوہ تبوک سے لوٹتے ہوئے سنایا' فرماتے ہیں:

وانت لما ولدت اشرقت الارض     وضاءت بنورك الافق

فنحن فی ذالك الضياء وفی النور     وسبل الرشاد نخترق

Marfat.com

(حاکم، المستدرک، ج ۳ ص ۳۶۹، رقم: ۵۴۱۷-ہیثمی، مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۲۱۸-ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ج ۱ ص ۵۴- ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج ۲ ص ۴۴۷، رقم: ۶۶۴- ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۲ ص ۲۵۸- ابن حبیب، المقتضی من سیرۃ المصطفیٰ، ج ۱ ص ۳۳- حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ج ۱ ص ۹۲- سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ج ۱ ص ۶۷-ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۲ ص ۱۰۳)

''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو زمین چمک اُٹھی اور آفاق روشن ہو گئے، پس ہم اسی نور وضیاء میں رشد و ہدایت کی راہوں کی طرف گامزن ہیں''۔

اس پر بحث کرتے ہوئے کتب سیر میں یہ صراحت بھی کی گئی ہے کہ حضرت آمنہ نے ملک شام اور دیگر عجائبات حالت بیداری میں ملاحظہ فرمائے نہ کہ خواب میں، مثلاً:

وهذا ظاهر فی انها رأت ذالك النور يقظة.

(حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ج ۱ ص ۵۶)

''اور یہ ظاہر ہے کہ آپ نے یہ نور حالتِ بیداری میں دیکھا''۔

اس ضمن میں کتب تاریخ وسیر میں ایک روایت بھی ملتی ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صحابہ اس طرح جھرمٹ بنائے بیٹھے تھے جیسے چاند کے گرد نور کا ہالہ ہوتا ہے، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اپنی ولادت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

''میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں، میری والدہ ماجدہ نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا جس سے محلاتِ شام روشن ہو گئے''۔

(ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱ ص ۳۰۲- حاکم، المستدرک، ج ۲ ص ۶۵۶، رقم: ۴۱۷۴- ابن اسحاق، السیرۃ، ج ۱ ص ۲۸، رقم: ۳۳- طبری، تاریخ الامم والملوک، ج ۱ ص ۴۵۸-ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر،

Marfat.com

ج ا ص ۱۷۵- ابن کثیر' تفسیر القرآن العظیم' ج ۴ ص ۳۶۱- ابن کثیر' البدایہ والنہایہ' ج ۲ ص ۲۷۵'۸۵- کلاعی' الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ' ج ا ص ۱۳۶- حلبی' السیرۃ الحلبیہ' ج ا ص ۷۷- دحلان' السیرۃ النبویہ' ج ا ص ۴۵- نبہانی' الانوار المحمدیہ' ص ۲۵)

## بزمِ کون و مکاں کی آرائش و زیبائش

حضراتِ محترم!

یہ احادیث جو وقتِ ولادت کے متعلق ہیں' اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مشرق و مغرب میں چراغاں کر دیا' یہ بھی مشہور روایت ہے کہ وہ رات جب نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بطورِ امانت حضرت سیّدہ آمنہ کے بطنِ مبارک میں منتقل ہوا' جمعۃ المبارک کی رات تھی۔

اس رات اللہ عزوجل نے رضوانِ جنت کو جنت کے سارے دروازے کھول دینے کا حکم دیا اور ایک منادی کو یہ نداء دینے پر مامور فرمایا کہ وہ سعید ساعت قریب آ گئی ہے جس میں بشیر و نذیر ہادیٔ کائنات اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہونے والا ہے' اس کے بعد عالم ملکوت و جبروت میں یہ نداء کی گئی کہ مقاماتِ مقدسہ و مشرفہ کو معطر اور نہایت خوشبودار بنایا جائے اور مقربین ملائکہ جو اہلِ صدق و صفا ہیں' وہ مقاماتِ مقدسہ میں عبادت کے مصلے بچھائیں' اس لیے کہ آج وہ نور جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک اصلاب طاہرہ میں مستور و مخفی چلا آتا تھا۔ سیّدہ آمنہ کے مبارک بطن میں منتقل ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ انتقالِ نوری کی اس رات کوئی ایسی جگہ اور مکان نہ تھا جو نور سے منور نہ ہوا ہو اور قریش کے تمام چوپائے گویا ہو گئے تھے اور آپس میں اس ظہورِ قدسی کے متعلق باتیں کرتے تھے اور بشارتیں دیتے تھے۔

(ماخوذ از زرقانی' شرح المواہب' ص ۱۰۵'۱۰۸)

Marfat.com

## آسمان کے ستارے قمقمے بنے اور پرچم لہرائے گئے

ہم جب جشن مناتے ہیں تو اپنی بساط کے مطابق قمقمے روشن کرتے، اپنے گھروں، محلوں اور بازاروں کو چراغوں سے مزین و منور کرتے ہیں، لیکن وہ خالق کائنات جس کی بساط میں شرق و غرب ہے، اس کی مشیت نے چاہا کہ محبوب علیہ السلام کے میلاد پر چراغاں کیا جائے تو نہ صرف شرق و غرب تک کی کائنات کو منور کر دیا بلکہ آسمانی کائنات کو بھی اس خوشی میں شامل کرتے ہوئے ستاروں کو قمقمے بنا کر زمین کے قریب کر دیا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس تھی، میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہو گیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے ہیں کہ مجھے کہنا پڑا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں“۔

(طبری، تاریخ الامم والملوک، ج ۱ ص ۴۵۴ - ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج ۴ ص ۱۹۰۰، رقم: ۴۰۵۹ - ماوردی، اعلام النبوۃ، ج ۱ ص ۲۴۷ - ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۲ ص ۲۶۴ - کلاعی، الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ، ج ۱ ص ۱۳۲ - عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج ۸ ص ۶۷، رقم: ۱۱۵۹۹ - حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ج ۱ ص ۹۴)

نوٹ: بعض روایات میں وقع کی جگہ وضع بھی مذکور ہے۔

روشنیوں، قمقموں اور چراغوں کے علاوہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جشن میں جھنڈیاں بھی لگائی جاتی ہیں، جن کے اثبات میں تاریخ و سیر کی جملہ معروف کتب میں ہمیں حضرت سیدہ آمنہ سے منقول روایت اس کی شہادت فراہم کرتی ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جشن میلاد میں جھنڈے بھی لہرائے گئے۔

Marfat.com

آپ فرماتی ہیں:

''پھر اللہ نے میری آنکھوں سے حجاب اُٹھا دیئے تو مشرق تا مغرب تمام روئے زمین میرے سامنے کر دی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا' نیز میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا' دوسرا مغرب میں اور تیسرا پرچم کعبۃ اللہ کی چھت پر لہرا رہا تھا''۔

(سیوطی' الخصائص الکبریٰ' ج۱ص۸۱'۸۳- ابن کثیر' البدایہ والنہایہ' ج۶ص ۲۹۸-حلبی' السیرۃ الحلبیہ' ص۱۰۹-نبہانی' الانوار المحمدیہ' ص۲۲'۲۴-صبح بہاراں' امیر اہل سنت)

## حضور کی آمد پر شہد سے میٹھا فرحت بخش مشروب

ہمارے رؤف و رحیم اللہ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں یہاں تک اپنے کرم و انعام فرمائے کہ حضرت آمنہ دیگر تفصیلات کے ساتھ یہ بھی صراحت سے بیان فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت مجھے ایک ایسا مشروب دیا گیا جسے پی کر میں نے بے انتہاء فرحت محسوس کی' وہ شربت شہد سے بھی میٹھا اور فرحت بخش تھا۔

## حضور کا حورانِ بہشت نے استقبال کیا

ظہورِ قدسی کے وقت حوروں نے حضرت آسیہ اور حضرت مریم علیہا السلام کی قیادت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث میں مندرجہ بالا عجائبات کا تذکرہ ملتا ہے:

''آپ فرماتی ہیں: مجھے عورتوں کی طرح جب دردِ زہ شروع ہوا تو میں نے ایک بلند آواز سنی جس نے مجھ پر خوف طاری کر دیا' پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے کا پر میرے دل کو مس کر رہا ہے' جس سے میرا تمام درد اور خوف جاتا رہا' پھر میں متوجہ ہوئی تو میں نے اچانک اپنے سامنے ایک سفید شربت پایا جسے میں نے پی

Marfat.com

لیا' وہ شہد سے بھی میٹھا تھا' پھر ایک بلند نور کے ہالے نے مجھے گھیر لیا' میں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عورتیں جو قد کاٹھ اور چہرے مہرے میں عبد مناف کی بیٹیوں سے مشابہ تھیں' انہوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا' میں حیران ہوئی کہ وہ کہاں سے آ گئیں اور انہیں اس (ولادت) کی خبر کس نے دی تو انہوں نے کہا کہ آسیہ زوجۂ فرعون اور مریم بنت عمران ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔

(قسطلانی' المواہب اللدنیہ' ج ۱' ص ۱۲۴-۱۲۵- زرقانی' شرح علی المواہب اللدنیہ' ج ۱ ص ۲۰۹- نبہانی' انوار محمدیہ' ص ۲۲' ۲۳)

## حضور کی آمد پر پرندوں نے استقبال کرتے ہوئے خوشی منائی

ولادتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ صرف جنت کی حوریں اور فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور خوشیاں منانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت پر آئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوق حیوانات اور چرند پرند بھی حکمِ ربی سے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے اُمڈ آئے اور وہ اس لیے خوشی منا رہے تھے کہ آج وہ ہستی بزم کائنات کو سعادتوں سے نواز رہی تھی' جسے خود اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کہا' چونکہ عالمین میں کائنات ہست و بود کی ہر ذی روح اور غیر ذی روح' شجر و حجر غرضیکہ جملہ خشک و تر مخلوق شامل ہے۔

لہٰذا بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت خدا کی جملہ مخلوق جس میں انسانوں' فرشتوں' جنوں' چرندوں اور پرندوں کے علاوہ غیر ذی روح مخلوق بھی شامل ہے' سب نے اظہارِ مسرت و انبساط کیا۔

چنانچہ مندرجہ بالا روایت ہی کے بقیہ الفاظ اس طرح اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ حضرت سیّدہ آمنہ ولادت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

Marfat.com

''اسی دوران میں نے ایک سفید ریشم کا ٹکڑا دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان پھیلا دیا گیا' اس وقت ایک کہنے والا کہہ رہا تھا: انہیں پکڑ کر لوگوں کی آنکھوں سے دور لے جاؤ' آپ فرماتی ہیں: میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ہوا میں (تعظیماً) کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں ہیں' پھر میں نے پرندوں کے جھنڈ دیکھے جنہوں نے آ کر میرے حجرہ (مبارک) کو ڈھانپ لیا' ان کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے''۔ (قسطلانی ج ا ص ۱۲۵)

ان تفصیلات کو متعدد ائمہ تفسیر و حدیث کے علاوہ علامہ ابن ہشام نے سیرت ابن ہشام میں' ابن کثیر نے سیرت ابن کثیر میں' امام قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں' امام محمد بن عبدالباقی زرقانی نے شرح المواہب میں' امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی نے دلائل النبوۃ میں' علامہ یوسف نبہانیؒ نے انوار محمدیہ اور شواہد الحق میں' علامہ محمد برہان الدین حلبی نے سیرت حلبیہ میں' علامہ عبدالرحمٰن سہیلی نے روضۃ الانف میں' شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں' مولانا اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب اور خطبات میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور شیخ محمد رضا مصری نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے متقدمین و متاخرین' صوفیاء و اصحابِ سیر و تاریخ نے بھی اپنی مختلف کتب میں تفصیلاً ذکر کیا ہے' جن کا ذکر یہاں باعث طوالت سمجھتے ہوئے نہیں کیا گیا' تاہم تفصیلات کے لیے درج بالا کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔

## میلادِ مصطفیٰ منانا سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے

اے میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اس سے پہلے قرآن حکیم کی آیات اور بعد ازاں احادیث و اقوالِ صحابہ کی روشنی

Marfat.com

میں جشن میلاد کو سنت الٰہیہ کے طور پر منانے کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے؟ امام جلال الدین سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ میں اس موضوع سے متعلق ایک مکمل باب ''حسن المقصد فی عمل المولد'' کے نام سے رقم کیا ہے، جس میں انہوں نے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنا میلاد منایا، اس لحاظ سے یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔

## احادیثِ یوم عاشورہ سے جشن میلاد پر استدلال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا فضل، رحمت اور احسان ہیں۔ اُمتِ مسلمہ پر واجب ہے کہ وہ اس نعمت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کسی عطاء پر اس کا شکر بجالانا سنت انبیاء ہے، جیسا کہ احادیثِ صوم عاشوراء سے واضح ہے۔ یومِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عید مسرت کے طور پر منانا شکر بجالانے کا ایک طریقہ ہے۔ ذیل میں احادیثِ یوم عاشورہ سے جشن میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال پیش کیا جاتا ہے۔

یومِ عاشورہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فتح عطاء کی اور فرعون کو اس کے لشکر سمیت غرق نیل کر دیا۔ یوں آپ علیہ السلام کی قوم کو فرعون کے جبر و استبداد سے نجات ملی۔ چنانچہ یہ دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کا دن بھی تھا اور قوم بنی اسرائیل کی آزادی کا دن بھی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے اس دن روزہ رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودِ مدینہ کو دیکھا کہ وہ یومِ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے مذکورہ بالا وجہ بیان کی۔ اس پر آپ نے فرمایا: (ایک نبی ہونے کی

Marfat.com

حیثیت سے) میرا موسیٰ علیہ السلام پر زیادہ حق ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطاء ہونے والی نعمتِ خداوندی پر اظہارِ تشکر کے طور پر خود بھی روزہ رکھا اور تمام اہلِ اسلام کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ یومِ عاشورہ کے روزہ کے حوالے سے چند روایات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے:

''حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو یومِ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو یہود نے جواب دیا کہ یہ وہ مبارک دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا حق دار میں ہوں! چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا اور مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا''۔

(بخاری، الصحیح، ج ۲ ص ۷۰۴، کتاب الصیام، باب: ۶۹، صیام یوم عاشورہ، رقم: ۱۹۰۰- احمد بن حنبل، المسند، ج ۱ ص ۲۹۱، رقم: ۲۶۴۴- ابویعلیٰ، المسند، ج ۴ ص ۴۴۱، رقم: ۲۵۶۷- ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۱ ص ۹۲)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری جگہ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر فتح عطاء کی تو ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تم سے زیادہ موسیٰ کے حق دار ہیں، پھر آپ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا''۔

(بخاری، الصحیح، ج ۳ ص ۱۴۳۴، کتاب المناقب، باب اتیان الیہود النبی حین قدم المدینۃ، رقم: ۳۷۲۷- ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۳ ص ۱۶۱)

Marfat.com

(۳) بعض محدثین نے ''اظفر'' کی بجائے ''اظہر'' کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

(مسلم، الصحیح، ج ۲ ص ۷۹۵، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشورہ، رقم: ۱۱۳۰- ابوداؤد، السنن، ج ۲ ص ۳۲۶، کتاب الصوم، باب فی صوم یوم عاشورہ، رقم: ۲۴۴۴- نسائی، السنن الکبریٰ، ج ۲ ص ۱۵۶، رقم: ۲۸۳۴- نسائی، السنن الکبریٰ، ج ۶ ص ۳۶۲، رقم: ۱۱۲۳۷- قزوینی، التدوین فی اخبار قزوین، ج ۲ ص ۱۷۸- ابن عبدالبر، التمہید، ج ۷ ص ۲۰۹)

(۴) ایک روایت میں یہودیوں کا جواب اس طرح منقول ہے:

''انہوں نے کہا: یہ بہت عظیم دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو نجات عطاء کی جبکہ فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا، موسیٰ نے اسی دن شکرانے کے طور پر روزہ رکھا، لہٰذا ہم بھی روزہ رکھتے ہیں، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمہاری نسبت موسیٰ کے زیادہ حق دار اور قریبی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور اس کے روزوں کا حکم دیا''۔

(مسلم، الصحیح، ج ۲ ص ۷۹۶، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، رقم: ۱۱۳۰- بخاری، الصحیح، ج ۳ ص ۱۲۴۴، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ وھل اتاک حدیث موسیٰ، رقم: ۳۲۱۶- ابن ماجہ، السنن، ج ۱ ص ۵۵۲، کتاب الصیام، باب الصیام یوم عاشوراء، رقم: ۱۷۳۴- احمد بن حنبل، المسند، ج ۱ ص ۳۳۶، رقم: ۳۱۱۲- نسائی، السنن الکبریٰ، ج ۲ ص ۱۵۶، رقم: ۲۸۳۵- ابن حبان، الصحیح، ج ۸ ص ۳۸۹، رقم: ۳۶۲۵- بیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۴ ص ۲۸۶، رقم: ۸۱۸۰)

## لوگو! یہود کا یومِ آزادی قابل تعظیم ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ میلاد کیوں نہیں؟

مذکورہ بالا روایات سے واضح ہو رہا ہے کہ یہود اپنی فتح و آزادی کے دن کو قابلِ تعظیم سمجھتے تھے اور اس دن کو یاد کرنے اور منانے کے لیے اس دن روزہ رکھتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے حضور موسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے اس دن کو روزہ رکھ کر منایا اور مسلمانوں کو بھی اس دن کا حکم دیا۔

Marfat.com

اگر یہود اپنے پیغمبر کی فتح اور اپنی آزادی کے دن کو قابلِ تعظیم سمجھ کر اسے منا سکتے ہیں تو مسلمان اپنے نبی علیہ السلام کے یومِ ولادت کو قابلِ تعظیم سمجھ کر کیوں نہیں منا سکتے کہ جو خاتم الانبیاء اور سیّد الانبیاء ہیں جو اللہ کا فضل اور رحمت بن کر پوری انسانیت کو آزادی عطاء کرنے اور ہر ظلم و ناانصافی سے نجات دلانے کیلئے تشریف لائے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے:

وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط

(القرآن، الاعراف، ۷:۱۵۷)

اور ان سے ان کے بارِ گراں اور طوق (قیود) جو ان پر (نافرمانیوں کے باعث) مسلط تھے، ساقط فرماتے ہیں (اور انہیں نعمت آزادی سے بہرہ یاب کرتے)۔

ان احادیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانے کی دلیل یہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود حضرت موسیٰ کی نسبت سے اس دن کو منایا اور روزہ رکھا۔ اس سے کسی عظیم دن کو منانے کا جواز خود سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل رہا ہے۔ اس کے بعد یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منانے میں کون سی چیز مانع ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نعمتِ خداوندی کا شکر بجالاتے ہوئے اس دن روزہ رکھا تو اُمت مسلمہ کو ولادت و بعثتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عظیم نعمت حاصل ہوئی، اس پر ان کا شکر بجالانے کا زیادہ حق بنتا ہے، انہیں چاہیے کہ وہ اس دن کو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے خوب منائیں۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو روزہ رکھنے کا عمل ہے جشنِ میلاد میں روزہ رکھنے کا عمل کہاں ہے، تو کہا جائے گا کہ مبارک دن پر خوشی منانا سنت ہے اور یہ دائرۂ شریعت میں رہتے ہوئے کسی بھی شکل میں ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

## پہلے یومِ عاشورہ، یومِ عید کے طور پر منایا جاتا تھا

قارئین کرام! یہودِ مدینہ یومِ عاشوراء کو عید کے طور پر مناتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے پیچھے بھی یہی وجہ کارفرما تھی کہ اس دن کو عید کے طور پر منایا جاتا تھا، صرف یہود ہی نہیں قریشِ مکہ بھی مناتے تھے۔

(۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں:

یہود یومِ عاشوراء کی تعظیم کرتے تھے اور اسے عید کے طور پر مناتے تھے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس دن روزہ رکھو۔

(مسلم، الصحیح، ج ۲ص ۷۹۶، کتاب الصیام، باب صیام یوم عاشوراء، رقم: ۱۱۳۱- بخاری، الصحیح، ج ۲ص ۷۰۴، کتاب الصیام، باب صیام یوم عاشوراء، رقم: ۱۹۰۱- نسائی، السنن الکبریٰ، ج ۲ص ۱۵۹، رقم: ۲۸۴۸- طحاوی، شرح معانی الآثار، ج ۲ص ۷۶- بیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۴ص ۲۸۹، رقم: ۸۱۹۷)

(۲) حضرت موسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے ہی روایت ہے:

''اہل خیبر یومِ عاشوراء کا روزہ رکھتے، اسے عید کے طور پر مناتے تھے اور اس دن ان کی عورتیں نہایت حسین وجمیل لباس زیب تن کرتی تھیں، پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں کو) فرمایا: تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو''۔

(مسلم، الصحیح، ج ۲ص ۷۹۶، کتاب الصیام، باب صیام یوم عاشوراء، رقم: ۱۱۳۱- ابونعیم الصبہانی، المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم، ج ۳ص ۲۱۲، رقم: ۲۵۷۵- اسماعیلی، معجم شیوخ ابی بکر الاسماعیلی، ج ۳ص ۷۲۲، رقم: ۳۳۷- عسقلانی، فتح الباری، ج ۴ص ۲۴۸)

امام جلال الدین سیوطی، امام ابن حجر عسقلانی کا استدلال نقل کرتے ہیں:

''شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر سے میلاد شریف کے عمل کے حوالے سے پوچھا گیا، آپ نے اس کا جواب کچھ یوں دیا: مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتا چلا جو صحیحین سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے

Marfat.com

ہوئے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس پر وہ عرض کناں ہوئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی' ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کیلئے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان و انعام کا عطاء ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا بھی مناسب تر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر' نماز و سجدہ' روزہ' صدقہ' تلاوتِ قرآن اور دیگر عبادات کے ذریعہ بجالایا جاسکتا ہے اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بڑھ کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس لیے اس دن ضرور سجدہ بجالانا چاہیے''۔ (سیوطی' حسن المقصد فی عمل المولد' ص ۶۳)

امام قسطلانی نے صوم عاشوراء سے جو استدلال کیا ہے اس میں غور کیجئے کہ باوجود یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کی کامیابی ایک معین عاشوراء میں ہوئی تھی' مگر پورے سال کے دنوں میں صرف اسی روز کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس نعمت کا شکر یہ اسی روز مکرر ہر سال ادا کیا جائے' جس سے ثابت ہے کہ گو واقعہ مکرر نہیں مگر اس کی برکت کا اعادہ ضرور ہوتا ہے' جس پر دلیل یہ ہے کہ ہر پیر کے روز ابولہب کیلئے اس کی برکت کا اعادہ ہوتا ہے۔

بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صوم عاشوراء منسوخ ہوگیا ہے' اس لیے اس کی فضیلت باقی نہیں رہی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رمضان شریف کے روزوں کی فرضیت کے بعد اب کسی روزہ کی فرضیت نہیں ہے' اس سے صوم عاشوراء کی علت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر تھی' اس میں کوئی فرق نہیں آیا' اس لیے کہ اس کے منسوخ کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ''نحن السنا احق بموسٰی منکم'' جس

Marfat.com

طرح روزہ رکھنے کے وقت ''نحن احق بموسیٰ منکم'' فرمایا تھا اور نہ یہ فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ گزرے ایک زمانہ بیت گیا' ہر سال اس کا لحاظ رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس میں اعادہ معدوم نظر آتا ہے۔ پھر باوجود اس روزے کے منسوخ ہونے کے احادیث میں اس کے فضائل وارد ہیں' جس سے ثابت ہے کہ روزے کا حکم فرمانے کے وقت جو فضیلت ملحوظ تھی وہ اب بھی ملحوظ ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ فضائل منسوخ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے امام عسقلانی کے استدلال پر اس کے منسوخ ہونے کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ اس روزہ کی فضیلت بھی منسوخ ہوگئی تو بھی کوئی حرج نہیں' اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام کی نجات کی بے حد خوشی اگر ہو تو ان لوگوں کو ہوگی جن کو ان کے اُمتی ہونے کا دعویٰ تھا' یعنی یہود کو۔ ہمارے اوپر یہ خوشی منانا لازم نہیں' اگر انبیائے سابق کے اس قسم کے واقعات کی خوشی ہم پر لازم ہو تو ہفتہ کے تمام ایام انہی خوشیوں میں صرف ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روزہ سے صرف اُمت کو توجہ دلانا مقصود معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم ایک نبی کی نجات پر شکریہ ادا کرتے ہیں تو تمہیں ہماری ولادت کی بے حد خوشی کرنی چاہیے' مگر طبع غیور کو صراحۃً یہ فرمانا گوارا نہ تھا کہ ہمارے میلاد کے روز تم لوگ روزہ رکھا کرو' بلکہ خود ہی اس شکریہ میں پیر کے روز ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ اس وقت تک نہیں بتائی کہ کسی نے نہیں پوچھا' اس لیے کہ بغیر استفسار کے بیان کرنا بھی طبع غیور کو ناپسند تھا۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کا روزہ کیوں رکھا کرتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ میری ولادت کا روز ہے اور اس روز مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

## (۲) یوم نوح علیہ السلام کی یاد منانے سے استدلال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہود سے یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے نجات اور فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ بیان کر کے کہا:

''اور اس دن جودی پہاڑ پر کشتی ٹھہری تو نوح اور موسیٰ علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں موسیٰ کا زیادہ حق دار ہوں اور میں اس دن روزہ رکھنے کا زیادہ حق دار ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا''۔

(احمد بن حنبل، المسند، ج ۲ ص ۳۵۹، رقم: ۸۷۰۲- عسقلانی، فتح الباری، ج ۴ ص ۲۴۷)

یومِ نوح منایا جا سکتا ہے تو یومِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں؟

## (۳) غلافِ کعبہ کا دن عید کے طور پر منائے جانے سے استدلال

دورِ جاہلیت میں قریش یومِ عاشوراء کا روزہ رکھتے اور اس دن کو عید کے طور پر مناتے تھے، ہجرت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن روزہ رکھا، وہ اس دن کو اس وجہ سے مناتے تھے کہ اس دن کعبۃ اللہ کو پہلی مرتبہ غلاف دیا گیا۔ بنابریں اس دن کا احترام اور تعظیم کی جاتی۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''زمانہ جاہلیت میں قریش اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یومِ عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے''۔

(بخاری، الصحیح، ج ۲ ص ۷۰۴، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، رقم: ۱۸۹۸- بخاری، الصحیح، ج ۳ ص ۱۳۹۳، کتاب المناقب، باب ایام الجاہلیۃ، رقم: ۳۶۱۹- مسلم، الصحیح، ج ۲ ص ۷۹۲، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، رقم: ۱۱۴۵- ترمذی، الجامع الصحیح، ج ۳ ص ۱۲۷، کتاب الصوم، باب فی الارخصۃ فی ترک صوم یوم عاشوراء، رقم: ۷۵۳)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے:

اور اس دن کعبہ کو غلاف چڑھایا جاتا تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کے

Marfat.com

روزے فرض کر دیئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو اس دن روزہ رکھنا چاہے تو وہ روزہ رکھ لے اور جو ترک کرنا چاہے وہ ترک کر دے۔

(بخاری، الصحیح، ج ۲ ص ۵۷۸، کتاب الحج، باب قول اللہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام، رقم: ۱۵۱۵- طبرانی، المعجم الاوسط، ج ۷ ص ۲۷۸، رقم: ۷۴۹۵- بیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۵ ص ۱۵۹، رقم: ۹۵۱۳- ابن عبدالبر، التمہید، ج ۷ ص ۲۰۴)

امام ابن حجر عسقلانی قریش کے اس دن روزہ رکھنے کی وجہ بیان کرتے ہیں:

''عاشورہ کے دن قریش کا روزہ رکھنے کا سبب یہ ہے کہ شاید انہوں نے گزشتہ شریعت سے اس کو پایا ہو اور اسی لیے وہ اس دن کی تعظیم کعبہ کو غلاف چڑھا کر کیا کرتے تھے''۔

(عسقلانی، فتح الباری، ج ۴ ص ۲۴۶)

امام عسقلانی اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت سے ہی وہ غلاف سے کعبہ کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے ذریعے اپنی حکمرانی قائم رکھتے تھے''۔

(عسقلانی، فتح الباری، ج ۳ ص ۴۵۵)

غلافِ کعبہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ رکھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ کسی مبارک دن کو عید کے طور پر منایا جا سکتا ہے، ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مبارک دن کون سا ہو گا' سو اسے بھی عید کے طور پر منانا نہ صرف جائز بلکہ سنت ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم میلاد پر روزہ رکھ کر خود خوشی کا اظہار کیا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام کو اپنے یومِ میلاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کی تلقین فرمائی اور ترغیب دی۔

Marfat.com

''حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی روز میری ولادت ہوئی، اسی روز میری بعثت ہوئی اور اسی روز میرے اوپر قرآن نازل کیا گیا''۔

(مسلم، الصحیح، ج ۲ ص ۸۱۹، کتاب الصیام، باب استحباب، رقم: ۱۱۶۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۴ ص ۲۸۶، رقم: ۸۱۸۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۴ ص ۳۰۰، رقم: ۸۲۵۹)

درج ذیل روایات میں ''انزلت علیّ فیه النبوة'' کے الفاظ ہیں:

نسائی، السنن الکبریٰ، ج ۲ ص ۱۴۶، رقم: ۲۷۷۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ج ۵ ص ۲۹۶، رقم: ۲۲۵۹۰۔ احمد بن حنبل، المسند، ج ۵ ص ۲۹۷، رقم: ۲۲۵۹۴۔ عبدالرزاق، المصنف، ج ۴ ص ۲۹۶، رقم: ۷۸۶۵۔

ثابت ہوا کہ یومِ میلاد پر اظہارِ مسرت کرنا سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

## یومِ آیت ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ'' کو عید کے طور پر منانا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

(۱) ایک یہودی نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں اگر وہ ہم گروہ یہود پر اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے، آپ نے فرمایا: کون سی آیت؟ اس نے کہا:

''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا'' (القرآن، المائدہ، ۵:۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔

(بخاری، الصحیح، ج ۱ ص ۲۵، کتاب الایمان، باب زیادة الایمان ونقصانه، رقم: ۴۵۔ بخاری، الصحیح، ج ۴ ص ۱۶۰۰، کتاب المغازی، باب حجة الوداع، رقم: ۴۱۴۵۔ بخاری، الصحیح، ج ۴ ص ۱۶۸۳، کتاب تفسیر القرآن، باب

Marfat.com

قولہ الیوم اکملت لکم دینکم، رقم: ۴۳۳۰۔ مسلم، الصحیح، ج ۴ ص ۲۳۱۳، کتاب تفسیر، رقم: ۳۰۱۷۔ بخاری، الصحیح، ج ۶ ص ۲۶۵۳، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم: ۶۸۴۰۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ج ۵ ص ۲۵۰، کتاب تفسیر القرآن، باب من سورۃ المائدۃ، رقم: ۳۰۴۳۔ نسائی، السنن، ج ۸ ص ۱۱۴، کتاب الایمان، باب زیادۃ الایمان، رقم: ۵۰۱۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس دن اور جگہ کو پہچانتے ہیں جس میں یہ آیت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے مقام پر جمعہ کے دن کھڑے تھے۔

حدیث مذکورہ میں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ یہودی کا سوال یہ تھا کہ اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو ہم اس دن کو عید کے طور پر مناتے، تم کیوں نہیں مناتے؟ یہاں جواب بھی اسی نوعیت کا ہونا چاہیے تھا مگر حضرت عمر نے اس کے جواب میں نزول کا دن اور مقام بیان فرما دیا کہ ہم اس دن اور جگہ کو پہچانتے ہیں جہاں یہ آیت نازل ہوئی، وہ میدانِ عرفات یعنی یوم الحج اور یوم الجمعہ تھا۔ ظاہراً جواب کی سوال سے مطابقت نہیں ہے۔

حضرت عمر کا جواب عین مطابق سوال ہے، آپ نے عرفہ اور یوم الجمعہ کے الفاظ سے ہی اس کا مکمل جواب دے دیا۔ آپ نے اشارۃً بتا دیا کہ یہ یوم حج اور یوم جمعہ ہمارے ہاں دونوں عید کے دن ہیں، یوم الحج سالانہ عید اور جمعۃ المبارک ہفتہ وار عید۔ اس لیے یہودی اس جواب سے مطمئن ہو گیا اور دوبارہ سوال نہ کیا۔

امام ابن حجر عسقلانی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب کو مکمل جواب قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

**عندی أن هذا الرواية اکتفی فیها بالاشارة .**

(عسقلانی، فتح الباری، ج ۱ ص ۱۰۵، رقم: ۴۵)

''میرے نزدیک اس روایت میں اشارہ کرنے پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب کی مزید تصریح حضرت کعب احبار رضی اللہ

Marfat.com

عنہ کی روایت سے ہوتی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب سے کہا کہ میں ایسی قوم کو جانتا ہوں اگر ان پر یہ آیت نازل ہوتی تو وہ اس دن کا انتظار کرتے اور اسے عید کے طور پر مناتے۔

پس عمر نے فرمایا: کون سی آیت؟ اس نے کہا: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ'' آخر آیت تک' تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں پہچانتا ہوں کس دن ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ'' نازل ہوئی' جمعہ اور عرفات کے دن اور وہ دونوں ہمارے عید کے دن ہیں۔

(طبرانی' المعجم الاوسط' ج ۱ ص ۲۵۳' رقم: ۸۳۰۔ عسقلانی' فتح الباری' ج ۱ ص ۱۰۵' رقم: ۴۵۔ ابن کثیر' تفسیر القرآن العظیم' ج ۲ ص ۱۴۔ مبارکپوری' تحفۃ الاحوذی' ج ۸ ص ۳۲۳)

اس معنی کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت سے بھی ہوتی ہے' آپ نے آیت ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط'' تلاوت کی تو آپ کے پاس ایک یہودی کھڑا تھا' اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کے طور پر مناتے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا:

**فانها نزلت فی یوم عیدین یوم جمعة ویوم عرفة۔**

(ترمذی' الجامع الصحیح' ج ۵ ص ۲۵۰' کتاب تفسیر القرآن' باب من سورۃ المائدۃ' رقم: ۳۰۴۴۔ المعجم الکبیر ج ۱۲ ص ۱۸۴ رقم: ۳۵۴'۔ طبری' جامع البیان فی تفسیر القرآن' ج ۶ ص ۸۲۔ مروزی' تعظیم قدر الصلوٰۃ' ج ۱ ص ۳۵۲' رقم: ۳۵۴۔ ابن کثیر' تفسیر القرآن العظیم' ج ۲ ص ۱۴۔ ابن موسیٰ حنفی معتصر المختصر ج ۲ ص ۱۶۹)

بے شک یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی: جمعہ اور عرفہ کو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہودی کی بات کو ردّ نہیں کیا بلکہ اس کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اس آیت کا نزول جمعہ اور عرفات (حج) کے دن ہوا

Marfat.com

جنہیں مسلمان پہلے ہی عید کے طور پر مناتے ہیں۔

جس دن اکمال دین کی آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی' اسے عید کے طور پر منایا جائے تو وہ دن جس میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہمارے پاس تشریف لائے' اس دن کو بطور عید کیوں نہیں منایا جا سکتا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول جمعہ کے بطور عید منایا جا سکتا ہے تو یومِ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہیں؟ وہ ذات کہ جس کے صدقے تمام عیدیں نصیب ہوئیں' اس کا جشن میلاد منانے پر دل کیوں تنگی محسوس کرتے ہیں۔

## (۶) فضیلت جمعہ کے ذریعہ یوم تخلیقِ آدم علیہ السلام کو منایا جاتا ہے

حضراتِ محترم! یومِ جمعہ کی خاص فضیلت ہے' یہ باقی دنوں سے افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس دن خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس دن غسل سنت کیا جاتا ہے' لوگ صاف ستھرا لباس زیب تن کر کے خوشبو لگا کر مسجد میں اکٹھے ہوتے ہیں' یہ سارا اہتمام درحقیقت محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محفل درود وسلام کے لیے ہے۔ اس دن کو کثرتِ درود وسلام کیلئے خاص کیوں کیا گیا۔ اس لیے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کو یومِ پیدائش (عرف عام میں) ہے۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے' اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا' اس روز ان کی روح قبض کی گئی' اسی روز صور پھونکا جائے گا اور اسی روز کثرت سے مجھ پر درود شریف بھیجا کرو' بے شک تمہارا یہ عمل مجھ پر پیش کیا جاتا

Marfat.com

ہے۔ (ابوداؤد، السنن، ج ا ص ۲۷۵، رقم: ۱۰۴۷- نسائی، السنن، ج ا ص ۵۱۹، رقم: ۱۶۶۶- نسائی، السنن، ج ۳ ص ۹۱، رقم: ۱۳۷۴- ابن ماجہ، السنن، ج ا ص ۳۴۵، رقم: ۱۰۸۵)

جمعۃ المبارک، عید کا دن ہے، اس پر محدثین کرام نے اپنی کتب میں درج ذیل روایات بیان کی ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک یہ عید کا دن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے بنایا ہے تو جو جمعہ کی نماز کیلئے آئے تو غسل کر کے آئے اور اگر خوشبو ہو تو اس کو لگا کر آئے اور تم پر مسواک کرنا لازمی ہے''۔ (ابن ماجہ، السنن، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، باب فی الزینۃ یوم الجمعۃ، ج ا ص ۳۴۹، رقم: ۱۰۹۸- طبرانی، المعجم الاوسط، ج ۷ ص ۲۳۰، رقم: ۷۳۵۵)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''بے شک جمعہ کا دن عید کا دن ہے تو تم اپنے عید کے دن کو روزوں کا دن مت بناؤ مگر یہ کہ تم اس سے قبل (جمعرات) یا اس کے بعد (اتوار) کے دن روزہ رکھو'' (پھر اس دن روزہ رکھنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں)۔

(احمد بن حنبل، المسند، ج ۲ ص ۳۰۳، رقم: ۸۰۱۲- احمد بن حنبل، المسند، ج ۲ ص ۵۳۲، رقم: ۱۰۹۰۳- ابن خزیمہ، الصحیح، ج ۳ ص ۳۱۵، رقم: ۲۱۶۱- ابن خزیمہ، الصحیح، ج ۳ ص ۳۱۸، رقم: ۲۱۶۶- ابن راھویہ، المسند، ج ا ص ۴۵۱، رقم: ۵۲۴- حاکم، المستدرک، ج ا ص ۶۰۳، رقم: ۱۵۹۵)

(۳) اوبر سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے ان کے پاس آ کر کہا:

''بے شک آپ نے لوگوں کو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، آپ

Marfat.com

نے فرمایا: میں نے لوگوں کو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے نہیں روکا بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ عید کا دن ہے سوائے اس کے کہ تم اس کو (اور) دنوں کے ساتھ ملا کر رکھو''۔

(ابن حبان، الصحیح، ج ۳ ص ۳۷۵، رقم: ۳۶۱۰)

جمعہ کے دن ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اس وجہ سے اس دن کو عید کہا گیا اور روزہ رکھنے کی ممانعت کر دی گئی، جب تک کہ اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کا روزہ نہ رکھا جائے۔ اور جس دن باعثِ تخلیقِ کائنات افضل الانبیاء، اشرف المرسلین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد ہوا، وہ دن تو پھر عید الاعیاد کہلایا، اسے کیوں نہ منایا جائے۔

## بیت لحم کا سبب مولد عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفر معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے بیت اللحم کے مقام پر مجھ سے کہا:

''آپ (براق سے) اتریئے اور نماز پڑھیے! تو میں نے اتر کر نماز ادا کی، پس اس نے کہا: آپ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز ادا کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللحم میں نماز ادا کی ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی''۔

(نسائی، السنن، ج ۱ ص ۲۲۲، کتاب الصلوٰۃ، باب فرض الصلوٰۃ، رقم: ۴۵۰۔ طبرانی، مسند الشامیین، ج ۱ ص ۱۹۴، رقم: ۳۴۱۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۳ ص ۷)

یہی روایت حضرت عثمان بن اوس رضی اللہ عنہ سے درج ذیل محدث نے روایت کی ہے:

Marfat.com

بزار، المسند، ج ۸ ص ۴۱۰، رقم: ۲۲۸۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ج ۷ ص ۲۸۳، رقم: ۱۴۲۷۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۷۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ج ۷ ص ۱۹۹۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح جمعہ کو فضیلت اور تکریم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی وجہ سے ہوئی جو کہ تعظیم زمانی ہے، اس طرح بیت اللحم کو مولد عیسیٰ علیہ السلام ہونے کی وجہ سے تعظیم مکانی کا شرف حاصل ہوا۔ اسی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں نماز ادا کرنے کی گزارش کی گئی، تو وہ لمحہ اور مکان جس میں آقائے دو جہاں محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس میں خوشی کا والہانہ اظہار کیا جائے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے میلاد کی خوشی میں بکرے ذبح کیے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے ولادت کی خوشی میں بکرے ذبح کیے اور ضیافت کا اہتمام فرمایا:

**عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسه بعد ما بعث نبیا۔**

(مقدسی، الاحادیث المختارۃ، ج ۵ ص ۲۰۵، رقم: ۱۸۳۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ج ۱ ص ۲۹۸، رقم: ۹۹۴۔ رویانی، المسند، ج ۲ ص ۳۸۶، رقم: ۱۳۷۱۔ ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج ۴ ص ۱۹۳، رقم: ۴۵۹۶)

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از بعثت اپنا عقیقہ کیا''۔

**عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسه بعد النبوۃ۔**

(بیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۹ ص ۳۰۰، رقم: ۴۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ج ۹ ص ۵۹۵۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج ۵ ص ۳۴۰، رقم: ۶۶۱۔ عسقلانی، تلخیص الحبیر، ج ۴ ص ۱۴۷، رقم: ۱۹۸۲۔ مزی، تہذیب الکمال، ج ۱۶ ص ۳۲، رقم: ۳۵۲۳۔ ابن حزام، تہذیب الاسماء، ج ۲ ص ۵۵۷، رقم: ۹۶۲۔ مبارکپوری، تحفۃ الاحوذی، ج ۱ ص ۱۹۶)

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا''۔

Marfat.com

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ عقیقہ دوبار نہیں کیا جاتا اور احتمال یہی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کیلئے عقیقہ خود کیا۔ اپنے رحمۃ للعالمین ہونے اور امت کے مشرف ہونے کی وجہ سے۔ اور اسی طرح ہم پر مستحب ہے کہ ہم بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت پر خوشی کا اظہار کریں اور کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات کریں اور خوشی کا اظہار کریں''۔

(سیوطی' الحاوی للفتاوی' ج ۱ص ۱۹۶- سیوطی' حسن المقصد فی عمل المولد' ص ۶۵ - نبہانی' حجۃ اللہ علی العالمین' ص ۲۳۷)

## میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی منانے پر کافر کے عذاب میں تخفیف

مندرجہ بالا دلائل سے یہ واضح ہوا کہ جشنِ میلاد منانا اللہ تعالیٰ کی' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کی سنت ہے' اس لیے بزرگانِ دین نے کثیر تعداد میں اس کے فضائل و برکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ تمام کتب فضائل و سیر اور تاریخ میں اس ضمن میں ایک مشہور واقعہ درج ہے' جو صحیح بخاری' کتاب النکاح میں نقل کیا گیا ہے۔ اس حدیث کو زیر بحث لانے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ قرآن و حدیث کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ کافر لوگوں کے سب نیک اعمال ہوا میں منتشر ہو جاتے ہیں' انہیں آخرت میں کسی نیک کام کی جزاء نہیں ملتی بلکہ ان کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی چکا دیا جاتا ہے۔ آخرت میں نیک کاموں پر جزاء کے مستحق صرف مسلمان ہیں کیونکہ عند اللہ اعمال کے اجر کا باعث ایمان ہے۔ یہ شریعت اسلامیہ کا ایک مسلمہ اصول ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اب ذرا صحیح بخاری کی اس حدیث کی طرف

Marfat.com

آ یئے' جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کافر چچا ابولہب کا ذکر ہے کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اجر سے محروم نہیں رکھا' حالانکہ یہ ابولہب ایسا بد بخت تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کی مذمت میں پوری سورت لہب نازل فرمائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَا لُهٗ وَمَا كَسَبَ○ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ○ (القرآن' اللهب' ۱۱۱: ۱ تا ۳)

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا○ اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آیا اور نہ ہی اس کی کمائی○ اسے عنقریب شعلہ زن آگ میں دھنسا دیا جائے گا○

کون نہیں جانتا کہ اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کیا کیا اذیتیں نہیں دیں۔ واقعاتِ ولادت کے ذیل میں احادیث میں آتا ہے کہ اس کی ایک لونڈی جس کا نام ثویبہ تھا' وقت ولادت اسے حضرت آمنہ کے گھر بھیجا کہ جاؤ میرے بھائی عبداللہ کے گھر ولادت ہونے والی ہے' میری بھاوج آمنہ کی خدمت کرو' جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہو گئی تو ثویبہ دوڑی دوڑی ابولہب کے پاس گئی اور کہا کہ آقا! آپ کو مبارک ہو! آج اللہ تعالیٰ نے آپ کے مرحوم بھائی کے گھر بیٹا عطاء کیا ہے۔ اپنے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں ابولہب اتنا خوش ہوا کہ جس حالت میں بیٹھا ہوا تھا' اسی حالت میں اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا: ثویبہ! جا میں نے تجھے نومولود (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کر دیا ہے۔

اب صحیح بخاری کی حدیث ملاحظہ ہو:

"ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے جب اسے

Marfat.com

خواب میں دیکھا تو وہ بُرے حال میں تھا' اس سے پوچھا: کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا: میں بہت سخت عذاب میں ہوں' اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا' ہاں! مجھے (اس عمل کی جزاء کے طور پر) کچھ سیراب کیا جاتا ہے کہ میں نے (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔

(بخاری' الصحیح' ج۵ص۱۹۶۱' کتاب النکاح' باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم' رقم: ۴۸۱۳- عبدالرزاق' المصنف' ج۷ص۴۷۸' رقم: ۱۳۹۵۵- بیہقی' السنن الکبریٰ' ج۷ص۱۶۲- بیہقی' شعب الایمان' ج۱ص۲۶۱- بیہقی' دلائل النبوۃ' ج۱ص۱۵۰- سہیلی' الروض الانف' ج۵ص۱۹۲- ابن کثیر' السیرۃ النبویہ' ج۱ص۲۲۴- ابن الربیع شیبانی' حدائق الانوار' ج۱ص۱۳۴- بغوی' شرح السنۃ' ج۹ص۷۶' رقم: ۲۲۸۲- زیلعی' نصب الرایہ' ج۳ص۱۶۸- عسقلانی' فتح الباری' ج۹ص۹۴۵- عینی' عمدۃ القاری' ج۲۰ص۹۵- عامری بہجۃ المحافل' ج۱ص۴۱- محدث دہلوی' مدارج النبوۃ ج۲ص۱۹' انور شاہ کشمیری' فیض الباری' ج۴ص۲۷۸)

اسی واقعہ کو عظیم محدث ابن حجر عسقلانی نے امام سہیلی کے حوالے سے یوں بیان کیا ہے:

''حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں ایک سال بعد بہت بُرے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں' لیکن سوموار کو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سوموار کو ہوئی اور جب ثویبہ نے اس روز ابولہب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر دی تو اس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا''۔ (عسقلانی' فتح الباری' ج۹ص۱۴۵)

(۱) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسی روایت کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''یہ روایت موقع میلاد پر خوشی اور مال صدقہ کرنے والوں کی دلیل اور سند ہے۔ ابولہب جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا' جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کر کے عذاب میں تخفیف حاصل کر سکتا ہے تو

Marfat.com

کیا مقام ہو گا اس مسلمان کا جس کے دل میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہو اور ایسے موقع پر خوشی کا اظہار کرے۔ ہاں بدعات مثلاً رقص اور غیر اسلامی اعمال وغیرہ سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعے میلاد کی برکت سے انسان محروم ہو جاتا ہے''۔ (عبدالحق، مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۱۹)

(۲) امام القراء الحافظ الشّمس الدین بن الجزری اپنی تصنیف ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' میں لکھتے ہیں:

''جب وہ دشمنِ خدا ابولہب جس کی مذمت میں قرآن میں سورہ نازل ہوئی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو کہ آپ کا عاشق ہے، میلاد کی خوشی سے کیا مقام پائے گا؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ کریم ایسے مسلمان کو اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں جنت النعیم عطاء فرمائے گا''۔

(نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۳۷، ۲۳۸ - سیوطی، الحاوی للفتاوی، ج ۱ ص ۱۹۶ - سیوطی، حسن المقصد فی عمل المولد، ص ۶۵ - علوی المالکی، حول الاحتفال بذکر المولد النبوی الشریف، ص ۱۷)

(۳) حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی ''مورد الصادی فی مولد الھادی'' میں فرماتے ہیں:

''یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ میلاد کی خوشی میں ثویبہ کے آزاد کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے عذاب میں کمی کر دی اور اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے:

اذا کان ھذا کافر جاء ذما　　وتبت یداہ فی الجحیم مخلّدا

اتی انہ فی یوم الاثنین دائما　　یخفف عنہ للسرور باحمدا

فما الظن بالعبد الذی طول عمرہ　　بأحمد مسرورا ومات موحّدا

Marfat.com

''جب ابولہب جیسے کافر و مشرک کیلئے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا مستحق قرار دیا گیا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر خوشی کرنے کی بناء پر ہر سوموار کو عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے تو کتنا خوش نصیب ہوگا وہ مسلمان جس کی زندگی میلاد کی خوشیوں میں بسر ہو جائے گی''۔

(نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۳۸۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ج ۱، ص ۳۶۷)

(۴) مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

''پس جب ابولہب جیسے کافر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی تو جو کوئی اُمتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرے اور حسبِ وسعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا''۔ (احسن الفتاویٰ، ج ۱۰، ص ۳۴۷، ۳۴۸)

ان تمام محدثین اور علماء کا ثویبہ کے واقعہ سے استدلال کرنا اس روایت کی صحت پر بھی دلالت کرتا ہے۔

## کافر کے عذاب میں تخفیف کیسے؟

اب سوال یہ ہے کہ کافر کا کوئی عمل بھی قابل اجر نہیں، لہٰذا ابولہب کے اس عمل پر تخفیف کیسے ہوگئی؟

اس کا جواب محدثین کرام نے یہ دیا ہے کہ کافر کا وہ عمل جس کا تعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ رائیگاں نہیں جائے گا، بلکہ اس پر اسے اجر و ثواب ملے گا جیسے ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، بقول بعض علماء کہ وہ حالتِ کفر میں فوت ہوئے لیکن جب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

یارسول اللہ! هل نفعت ابا طالب بشيء فانه كان يحوطك

Marfat.com

**ویغضب لك .**

''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ! کیا آپ کی خدمت کے صلہ میں ابوطالب کو کچھ نفع حاصل ہوا کیونکہ انہوں نے آپ کی خاطر اپنی ذات پر لوگوں کے ستم سہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**نعم هو فی ضحضاح من نار ولو لا انا لکان فی الدرک اسفل من النار .**

(بخاری، الصحیح، ج ۵ ص ۲۲۹۳ کتاب الادب، باب کنیۃ المشرک، رقم: ۵۸۵۵- مسلم، الصحیح، ج ۱ ص ۱۹۴، کتاب الایمان، باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب والتخفیف عنہ سببہ، رقم: ۲۰۹- احمد بن حنبل، المسند، ج ۱ ص ۲۰۱، رقم: ۱۷۸۹- ابونعیم اصبہانی، حلیۃ الاولیاء، ج ۱ ص ۲۷۸، رقم: ۵۰۱- ابوعوانہ، المسند، ج ۱ ص ۹۱، رقم: ۲۷۸- ابویعلیٰ، المسند، ج ۱۲ ص ۸۷، رقم: ۶۷۱۵- ابن مندہ، الایمان، ج ۲ ص ۸۸۸، رقم: ۹۶۱- ابن رجب، التخویف من النار، ج ۱ ص ۱۳۱- عسقلانی، فتح الباری، ج ۱۱ ص ۴۴۴- ابن قیم، حاشیۃ علی السنن ابی داؤد، ج ۱۳ ص ۵۵)

''ہاں (خدمت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب میں اتنی زیادہ تخفیف فرمادی ہے کہ) ان کے فقط پاؤں کو تکلیف پہنچتی ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے''۔

اس بارے میں مزید وضاحت کیلئے محدثین کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام کرمانی لکھتے ہیں:

''کافر کا وہ عمل اور بھلائی جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو' اس پر کافر کو اجر و ثواب دیا جاتا ہے جیسا کہ ابوطالب کو عذاب میں کمی سے نفع پہنچتا ہے'' (اس لیے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تھی)۔ (کرمانی، شرح البخاری، ج ۱۹ ص ۷۹)

Marfat.com

(۲) امام بدرالدین عینی فوائد ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

**ما یتعلق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مخصوصا من ذالک بدلیل قصۃ ابی طالب حیث خفف عنہ فنقل من الغمرات الضحضاح ۔** (عینی جلد ۲۰ ص ۹۵)

''وہ اعمال جن کا تعلق ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو اس کے ذریعے کافر کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے جیسے ابو طالب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے صلہ میں جہنم کے سخت عذاب سے چھٹکارا ملا''۔

(۳) مشہور مفسر قرآن امام قرطبی فرماتے ہیں:

**ھذا التخفیف خاص بھذا وبمن ورد النص فیہ ۔**

(عینی، عمدۃ القاری، ج ۲۰ ص ۹۵)

''جب نص صحیح (روایت ابی طالب) میں آچکا ہے کہ کافر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے صلہ میں اجر ملتا ہے تو ایسے مقام پر اسے مانا جائے گا''۔

(۴) امام بغوی لکھتے ہیں:

**ھذا خاص بہ اکرا مالہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔**

(بغوی، شرح السنۃ، ج ۹ ص ۷۶)

''ابولہب کے عذاب میں تخفیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے ہے''۔

(۵) امام عبدالرحمن بن الدیبع شیبانی صاحب جامع الاصول لکھتے ہیں:

**فتخفیف العذاب عنہ انما ھو کرامۃ النبی صلی اللہ علیہ**

Marfat.com

وسلم کما خفف عن ابی طالب لا لأجل العتق لقوله تعالیٰ وحبط ما صنعوا فیھا وباطل ما کانوا یعملون ۔

(شیبانی، حدائق الانوار، ج ا ص ۱۳۴)

''اس سے عذاب کی تخفیف کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم کی وجہ سے ہے نہ کہ آزاد کرنے کی وجہ سے، جیسا کہ ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا (کافروں کے بارے) فرمان ہے: اور وہ سب (اعمال اپنے اخروی اجر کے حساب سے) اکارت ہو گئے جو انہوں نے دنیا میں انجام دیئے تھے اور (سب کچھ) باطل و بیکار ہو گیا جو وہ کرتے رہے تھے''۔

یہ روایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ عمل کرنے والا کون ہے بلکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ عمل کس کے لیے کیا ہے، عمل کرنے والا ابولہب کافر تھا، اس سے اسے غرض ہی نہیں کیونکہ اس کی تو ساری شفقتیں اپنے محبوب علیہ السلام کی وجہ سے ہیں۔

حدیث بخاری اور دیگر درج بالا تصریحات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ نادانستہ طور پر میلاد کی خوشی کرنے والے بدترین کافر کو بھی اللہ تعالیٰ اس عمل کی جزاء دے رہا ہے اور قیامت تک دیتا رہے گا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ صرف اور صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے کیے جانے والے اعمال کی خصوصیت ہے کہ اگر کافر بھی کوئی عمل کرے گا تو اس کو جزاء دی جائے گی، کیونکہ!

ع اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

## اعتراضات کے جوابات

(۱) پہلا اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ ایک کافر (ابولہب) کا قول خواب میں ہے،

Marfat.com

مستزاد یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب یہ خواب دیکھا تو اس وقت وہ خود بھی مسلمان نہ تھے' اس پر بنیاد قائم کیسے کریں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہم اس حدیث کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی منانے کے ثبوت میں لیں گے تو ہماری دلیل کی بنیاد خواب میں ابولہب کا قول نہیں بلکہ حضرت عباس کا بیان ہے' انہوں نے اسے قبول کیا تو آگے بیان کیا۔ اگرچہ انہوں نے خواب میں اس وقت دیکھا جب وہ مسلمان نہ تھے' مگر جب بیان کیا اس وقت تو دائرۂ اسلام میں آچکے تھے۔ یہ بیان نہ تو ابولہب کا ہے اور نہ کسی کافر کا۔

(۲) ہماری دلیل کی دوسری بنیاد یہ ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم جیسے بلند پایہ محدثین نے روایت کیا ہے' کیا معترض امام بخاری و مسلم سے بڑا محدث ہے؟

ان حضرات کے بیان کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیان پر اعتماد کیا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ ائمہ ومحدثین کی کثیر تعداد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ ایک کافر کو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منانے پر جزاء دی جارہی ہے تو ایک مسلمان موحد کو میلاد کی خوشیاں منانے پر اجر وثواب کیوں نہ دیا جائے گا۔

## ایک قابل توجہ اور عبرت آموز حقیقت

حضراتِ محترم! ایک طرف تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کیا جانے والا معمولی سا عمل بھی بارگاہِ ایزدی میں باعث اجر ہے' خواہ وہ کافر کا ہی کیوں نہ ہو اور دوسری طرف قرآن حکیم کی ایک آیت' ہمیں یہ کہہ رہی ہے کہ

Marfat.com

مؤمن زندگی بھر کروڑوں نیک عمل کرتا ہے لیکن اگر اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی ایک معمولی سی بے ادبی سرزد ہو جائے تو مؤمن ہو کر بھی اس کے سارے اعمال کو تباہ کر دیا جائے گا۔ قرآن حکیم کی شہادت ملاحظہ ہو:

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (القرآن، الحجرات ۴۹:۲)

''اپنی آوازیں (میرے محبوب علیہ السلام) نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے (بے تکلف) بولتے ہو''۔

صحابہ کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی معمولی بارگاہ نہیں ہے۔

اہلِ محبت میں سے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا وہ ادب جس کی صحابہ کرام کو تعلیم دی گئی کہ احتیاط سے اپنی آوازوں کو پست رکھا کرو اور آپس میں باہمی گفتگو کی طرح آواز اتنی بلند نہ کرنا کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبسم شعار لب لعلیں سے نکلی ہوئی پیاری و میٹھی آواز سے اونچی ہو۔ خود رب العزت اپنے محبوب علیہ السلام کی بارگاہ عالی وقار کا یہ ادب سکھا رہا ہے اور خوبصورت دیگر واضح الفاظ میں حکم فرما رہا ہے کہ میرے باز رکھنے کے باوجود اگر نہیں سمجھو گے اور بے احتیاطی سے کام لو گے تو سن لو:

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (القرآن، الحجرات ۴۹:۲)

Marfat.com

''کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر تک نہ ہو''۔

یہاں نہ تو سنت کے انکار کا ذکر ہے نہ توحید کے انکار کا' نبوت و رسالت کے انکار کا ذکر ہے نہ آخرت کا' نماز روزے سے انحراف کا نہ حج و زکوٰۃ کا' کچھ بھی نہیں' بس صرف آواز اتنی بلند نکل گئی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوگئی تو نتیجۃً پوری زندگی کے نیک اعمال کو تباہ و برباد کر دینے کی وعید سنائی جا رہی ہے۔

اب دونوں کلیوں کو ملا کر یہ تصور ذہن نشین کرنا چاہیے کہ اگر مؤمن کروڑوں عمل کرے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی سی بے ادبی ہو جائے تو آخرت میں سارے اعمال کی جزاء سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اگر فاجر' اسلام کا دشمن اور توحید و رسالت کا منکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد اور آپ کی تعظیم میں ایک عمل بھی کر دے تو اسے اس عمل کی جزاء آخرت میں دی جاتی ہے۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

سارے اعمال کی عظمت وقبولیت اسی عمل کے سبب سے ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کیا جائے اور اگر دل محبتِ رسول سے خالی ہو تو کوئی نیک عمل بارگاہ خداوندی میں باعث اجر نہیں ہوگا۔

اسی لیے اہلِ دل کہتے ہیں کہ اے جود وسخا کے پیکر! گنہگار امت کی شفاعت کرنے والے آقا! آپ کی کرم نوازیوں کا یہ عالم ہے کہ اس خرمن جود وسخا سے کوئی دشمن بھی محروم نہیں تو اگر یہ آپ کی گنہگار امت میلاد پاک کی خوشی منائے گی تو آپ کے لطف وکرم کا کیا عالم ہوگا۔

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ با دشمناں نظر داری

Marfat.com

## ذکرِ میلاد قرآن و حدیث کی روشنی میں

اے محترم قارئین کرام! ہمارے رہبر کامل، جانِ کائنات یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات کائنات کی جملہ خوبیوں اور محاسن کی جامع ہے، جن کا ذکر کرنا ازل سے تا امروز اہلِ ایمان کا شیوہ رہا ہے۔ بلاشبہ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت ہے اور یہی اصلِ ایمان بھی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر جمیل کے ہزاروں طریقوں میں سے ایک معروف طریقہ جو قرونِ اولیٰ سے چلا آ رہا ہے، محافلِ میلاد کا انعقاد ہے۔ ان پاکیزہ محافل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ، فضائل و خصائل، کمالات اور ولادتِ باسعادت کے واقعات کا تذکرہ بڑے ذوق و شوق اور والہانہ انداز سے کیا جاتا ہے۔ ماہ ربیع الاوّل میں خصوصیت کے ساتھ یہ سلسلہ اپنے عروج کو پہنچ جاتا ہے اور بلادِ اسلامیہ میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریبات ایک جشن کا سا سماں پیدا کر دیتی ہیں۔

ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں تو ہر گوشہ اپنے اندر بے پایاں عظمت رکھتا ہے لیکن وہ گوشہ جسے ہم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں، اس کا ایک پہلو وہ ہے جس میں اہلِ ایمان اللہ عزوجل کے اس عظیم احسان کو یاد کرتے ہیں جو اس نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی صورت میں تمام عالم انسانیت پر فرمایا۔ ماہِ ربیع الاوّل میں جو نعمت عظمیٰ ہمیں عطاء کی گئی اور اس کے ساتھ کیا کیا عجائبات ظہور پذیر ہوئے، ان کا حسین تذکرہ انتہائی دل آویز پیرائے میں بیان کیا جاتا ہے۔ یہ سارا بیان اہلِ ایمان انتہائی فرحت و مسرت اور محبت و شوق کے انداز سے کرتے ہیں۔ اس ذکرِ جمیل کا دوسرا پہلو وہ بیان ہے جو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پاک پشتوں سے منتقل ہوتا ہوا پہلوئے سیّدہ آمنہ سے ظہور کے مرحلے کا احاطہ کرتا ہے۔ اس

Marfat.com

عنوان کے تحت آپ علیہ السلام کے شمائل وفضائل کا تذکرہ ہر کوئی اپنے انداز سے کرتا ہے اس میں نثر و نظم کے تمام قرینے اور پیرائے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ کوئی نعت کی صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن سراپا اور زلف ورخسار کی باتیں چھیڑتا ہے اور کوئی خطاب کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین خدوخال اور سراپائے جمیل کا نقشہ پیش کرنے کی سعی کرتا ہے اس کا تیسرا پہلو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کے بیان پر مشتمل ہوتا ہے۔

## میلاد نامہ کی اہمیت

اے محتشم قارئین! عرب ممالک میں ائمہ محدثین اور علماءِ ربانیین نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ میلاد کے بیان کو بلادِ عربیہ میں مولد مولید یا مولود پڑھنا کہتے ہیں۔ اس لیے ایسی کتابوں یا مضامین کو جس میں حضور علیہ السلام کے میلاد کے واقعات مذکور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کا تذکرہ ہو مولود کہا جاتا ہے۔ اہلِ عرب میں جو اہلِ محبت ہیں ان کے ہاں بیشتر اب بھی یہی طریقہ رائج ہے کہ جب میلادِ پاک کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے تو وہ محافلِ میلاد میں ذوق وشوق سے مولود پڑھتے ہیں حرمین شریفین میں آج بھی نثر و نظم کی صورت میں مولود پڑھے جاتے ہیں۔ مدینہ طیبہ مکہ معظمہ شام مصر عراق عمان اردن عرب امارات کویت لیبیا طرابلس مراکش اور دنیائے عرب کے علاوہ دنیا کے ہر ملک میں ائمہ ومحدثین کے تصنیف کردہ مولود ''نظم ونثر'' کی صورت میں اب بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی ولادت کے واقعات کو بیان کرنا مولد یا مولود کہلاتا ہے اردو میں اس کو میلاد نامہ کہتے ہیں۔

## انبیاء کا ذکر سنت الٰہیہ ہے

قارئین محترم! بعض ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ولادت باسعادت کے

Marfat.com

ذکر کی کیا ضرورت ہے؟ ولادت تو ہو چکی اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وسیرت کو بیان کیا جائے۔ اس سوچ اور ذہنیت کا ازالہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

قرآن وسنت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندوں کا فقط ذکر کرنا ہی عبادت ہے' یہ اللہ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں جا بجا اپنے صالح ومقرب بندوں کا ذکر فرماتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا ذکر بطور خاص فرماتا ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے مرتضیٰ بندے تھے۔ قرآن حکیم ان کی ولادت اور سیرت دونوں کو بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کے ذکر کو اللہ تعالیٰ کی سنت اور حکم کے طور پر بیان کیا ہے۔

قرآن جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے جاری ہوا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سنت ہوگی۔ اس بناء پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے واقعات اور اس کی جزئیات تک بیان کرنا سنتِ الٰہیہ بھی ہے اور خود سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ انبیاء علیہم السلام کے حالات و واقعات کا ذکر کرنا کتنا باعث خیر وبرکت ہے' اس کی تفصیل آیاتِ بینات کی روشنی میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

یوں تو قرآن مجید نے انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے حالات و واقعات کو جا بجا تفصیل سے بیان کیا ہے' مگر کئی مقامات ایسے بھی ہیں جہاں انبیاء و مقربین کے ذکر کو ہی عنوانِ کلام بنایا گیا ہے' اس حوالے سے چند آیات درج ذیل ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورت انعام میں اپنے انبیاء کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى

Marfat.com

الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(القرآن' الانعام ۶: ۸۶-۸۷)

اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط (کو بھی ہدایت سے شرف یاب فرمایا) اور ہم نے ان سب کو (اپنے زمانے کے) تمام جہان والوں پر فضیلت بخشی ۝ اور ان کے آبا (و اجداد) اور ان کی اولاد' ان کے بھائیوں میں سے بھی (بعض کو ایسی فضیلت عطاء فرمائی) اور ہم نے انہیں (اپنے لطفِ خاص اور بزرگی کے لیے) چن لیا تھا' سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمادی تھی۔

سورت ابراہیم کا نام ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کے نام پر رکھا' اس میں فرزندانِ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے حوالے سے فرمایا:

(۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَهَبَ لِىْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّىْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ (القرآن' ابراہیم ۱۴: ۳۹)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحٰق (دو فرزند) عطاء فرمائے' بے شک میرا رب دعا خوب سننے والا ہے۔

سورتِ مریم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے اذکار سے بھری پڑی ہے' اس میں اپنے انبیاء کا یوں ذکر فرمایا:

(۳) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ (القرآن' مریم ۱۹: ۲-۳)

یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے (جو اس نے) اپنے (برگزیدہ)

Marfat.com

بندے زکریا پر (فرمائی تھی) جب انہوں نے اپنے رب کو (ادب بھری) دبی آواز سے پکارا۔

(۴) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○

(القرآن، مریم ۱۹:۴۱)

اور آپ کتاب (قرآن مجید) میں ابراہیم کا ذکر کیجئے، بے شک وہ بڑے صاحبِ صدق نبی تھے۔

(۵) اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ○ (القرآن، ہود ۱۱:۷۵)

بے شک ابراہیم بڑے متحمل مزاج، آہ وزاری کرنے والے، ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرنے والے تھے۔

پھر سورۂ مریم میں ہی فرمایا:

(۶) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ (القرآن، مریم ۱۹:۵۱)

اور (اس) کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیجئے بے شک وہ (نفس کی گرفت سے خلاصی پا کر) برگزیدہ ہو چکے تھے اور صاحبِ رسالت نبی تھے۔

(۷) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ (القرآن، مریم ۱۹:۵۴)

اور آپ (اس) کتاب میں اسماعیل کا ذکر کریں، بے شک وہ وعدہ کے سچے تھے اور صاحبِ رسالت نبی تھے۔

(۸) وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ○ (القرآن، مریم ۱۹:۵۵)

اور وہ اپنے رب کے حضور مقامِ مرضیہ پر (فائز) تھے (یعنی ان کا رب ان

Marfat.com

سے راضی تھا)

حضرت ادریس کے حوالے سے فرمایا:

**وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ○** (۹) (القرآن مریم ۱۹: ۵۶، ۵۷)

اور (اس) کتاب میں ادریس کا ذکر کیجئے، بے شک وہ بڑے صاحبِ صدق نبی تھے ○ اور ہم نے انہیں بلند مقام پر اٹھا لیا تھا۔

اسی طرح یحییٰ علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد فرمایا گیا:

(۱۰) **وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ط وَكَانَ تَقِيًّا ○** (القرآن مریم ۱۹: ۱۳)

اور (ہم نے) اپنے لطف خاص سے (انہیں) درد و گداز اور پاکیزگی و طہارت (سے بھی نوازا تھا) اور وہ بڑے پرہیزگار تھے۔

(۱۱) **وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ م اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○** (القرآن مریم ۱۹: ۱۶)

اور (اے حبیب مکرم!) آپ کتاب (قرآن مجید) میں مریم کا ذکر کیجئے، جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر (عبادت کیلئے خلوت اختیار کرتے ہوئے) مشرقی مکان میں آ گئیں۔

سورت انبیاء ساری کی ساری نفوسِ مقدسہ کے محبوب تذکروں سے بھرپور ہے، حتیٰ کہ پے در پے مقرب اور محبوب انبیاء کے تذکرے شروع کرنے سے قبل آیت ۵۰ میں فرمایا جا رہا ہے:

**وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ط اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○**

(القرآن الانبیاء ۲۱: ۵۰)

اور یہ (قرآن) برکت والا ذکر ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے، کیا تم

Marfat.com

اس سے انکار کرنے والے ہو۔

ہم نے پانچ مختلف سورتوں میں سے کچھ مقامات پیش کیے۔ اہل فہم و بصیرت کے لیے اتنا ہی کافی ہے ورنہ قرآن مجید میں اور بھی بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور مقرب بندوں کے تذکرے فرمائے ہیں اور ان میں یکے بعد دیگرے سب کے روحانی مشاغل و معمولات کا ذکر فرمایا ہے۔ اپنے مقربین کی دعاؤں اور مناجات کے کلمات بھی من وعن بیان فرمائے ہیں' جن سے وہ اللہ کو پکارتے ہیں' ان کی عبادت گاہوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے خاص اوقاتِ دعا' اندازِ دعا اور مقاماتِ دعا و گریہ تک بیان فرمائے ہیں۔ ان پر اپنی غیبی نوازشات کا ذکر کیا۔ ان کی آزمائشیں' ریاضات اور مجاہدات کا ذکر فرمایا اور ان کی ثابت قدمی اور اولوالعزمی بیان فرمائی ہے۔ الغرض! ان کے ذکر کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا اور ہمیں بار بار ادھر متوجہ کیا ہے کہ یہ سب اَلتزام عبادت گزاروں اور طاعت شعاروں کیلئے ہے جو کوئی چاہے کہ اللہ کی اطاعت و عبادات اور محبوبیت و مقربیت کی راہ پر گامزن ہو تو اس کے لیے یہی تذکرے زادِ سفر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام کے ہر دور میں صحابہ کرام سے لے کر آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت اور حسن سیرت کا بیان کرنا ہر صاحب ایمان و محبت کا محبوب عمل رہا ہے۔ ائمہ محدثین' علماء کاملین اور اولیاء و عارفین سب اپنے اپنے ذوق کے مطابق ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل کا اہتمام کرتے چلے آرہے ہیں اور ہر دور میں اس حوالے سے ہزارہا کتابیں تصنیف کی جاتی رہی ہیں تاکہ اس سنت الٰہیہ پر عمل کی برکات نصیب ہوں۔

اللہ عزوجل نے خود اپنے کلام قرآن مجید میں انبیاء کرام کے میلاد کا بیان کیا ہے' قرآن مجید کی بہت ساری شانوں میں سے ایک شان یہ بھی ہے کہ یہ میلاد نامۂ انبیاء علیہم السلام ہے اور میلاد پڑھنے والی خود ذاتِ خدا ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے اللہ کے

Marfat.com

محبوب علیہ السلام کا میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے۔

## میلاد انبیاء علیہم السلام کی اہمیت

اے میرے محترم قارئین! انبیاء علیہم السلام کی ولادت فی نفسہٖ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہے۔ ہر نبی کی ولادت کی نعمت کے طفیل اس کی امت کو باقی ساری نعمتیں نصیب ہوئیں۔ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت یعنی نبوت و رسالت کی نعمت، نزولِ قرآن اور وحی کی نعمت، ہدایت و سیرت کی نعمت، جتنی بھی نعمتیں ہیں تسلسل کے ساتھ عطاء ہوئیں۔ ان ساری نعمتوں کا اصل موجب وہ دن ہے جس میں حضور علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور ان کی اس دنیائے آب و گل میں تشریف آوری ہوئی۔ لہٰذا حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت پر خوش ہو کر جشن منانا ایمان کی علامت اور حضور علیہ السلام کے ساتھ قلبی تعلق کا آئینہ دار ہے۔

ولادت یا پیدائش تو ہر انسان کیلئے خوشی کا باعث ہے۔ یومِ پیدائش کی ایک خاص اہمیت ہوتی ہے، قرآن مجید کے نقطہ نظر سے ہر نبی کا یومِ ولادت خاص اہمیت کا حامل ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حوالے سے سورۃ مریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

(القرآن، مریم ۱۹: ۱۵)

اور یحییٰ پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن اور ان کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اُٹھائے جائیں گے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے قرآن مجید کلام کی نسبت ان کی طرف کر کے فرماتا ہے:

Marfat.com

وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○

(القرآن، مریم ۱۹:۳۳)

اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن اور میری وفات کے دن اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

اگر ولادت کا دن قرآن و سنت اور شریعتِ مطہرہ کے نقطۂ نظر سے خاص اہمیت کا حامل نہ ہوتا تو اس دن بطور خاص سلام بھیجنے کا بیان چہ معنی دارد؟ لہٰذا اس خاص اہمیت کے پیشِ نظر اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں بہت سے انبیاءِ کرام کے میلاد کا ذکر فرمایا ہے۔ ذیل میں چند جلیل القدر انبیاء علیہ السلام کا تذکرہ بطور حوالہ کیا جائے گا۔

## حضرت آدم علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں جہاں اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی پیدائش کا ذکر فرمایا ہے، وہیں سب سے پہلا ذکر سیّدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کا کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةًؕ

(القرآن، البقرہ ۲:۳۰)

اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

اللہ رب العزت نے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے میلاد کا ذکر ان کی تخلیق سے بھی پہلے کر دیا جس کا ذکر مذکورہ آیت کریمہ میں ہوا ہے، پھر جب خالقِ کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام کے پیکر بشری کی تخلیق فرمائی اور تمام فرشتوں کو اس کے لیے سجدے کا حکم دیا تو صرف ابلیس نے نافرمانی کی اور وہ راندۂ درگاہ ہوا، اس سارے

Marfat.com

عملِ تخلیق کا ذکر قرآن مجید نے تفصیلاً کر دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اور (وہ واقعہ یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں سن رسیدہ (اور) سیاہ بودار، بجنے والے گارے سے ایک بشری پیکر پیدا کرنے والا ہوں○ پھر جب میں اس کی (ظاہری) تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشری کے بطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا○ پس (اس پیکر بشری کے اندر نورِ ربانی کا چراغ جلتے ہی) سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا○ (القرآن، الحجر، ۱۵: ۲۸ تا ۳۱)

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر تفصیل کے ساتھ آیا ہے اور صرف پیدائش کا ذکر ہی نہیں بلکہ ان کی حیاتِ طیبہ کے کئی پہلوؤں کا ذکر موجود ہے۔ جیسے جنت میں ان کے رہن سہن، تخلیق آدم پر فرشتوں کی چہ میگوئیاں، شیطان رجیم کا اعتراض اور پیکرِ آدم کو سجدہ نہ کرنے کا ذکر بھی تفصیل سے موجود ہے۔ انسانی تخلیق سے متعلق جتنی آیاتِ مبارکہ ہیں، ان کے اوّلین مصداق سیّدنا آدم علیہ السلام ہیں جن کے احوال کو تفصیل سے قرآن مجید کی زینت بنایا گیا ہے، یہی ان کا میلاد نامہ ہے۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام وہ جلیل القدر نبی ہیں جنہوں نے فرعون جیسے ظالم، جابر اور سرکش شخص کو جو زمین پر خدائی کا دعوے دار بنا بیٹھا تھا، للکارا۔ اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دی، فرعون کو غرق کر کے ہمیشہ کیلئے نشانِ عبرت بنا دیا۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

Marfat.com

سے قبل فرعون نے قوم بنی اسرائیل پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے' جب اسے نجومیوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل میں کسی ایک بچے کی پیدائش ہونے والی ہے جس کے ذریعہ بنی اسرائیل تمہاری محکومی سے نجات پالیں گے تو اس نے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے' لڑکوں کو ذبح کروا دیتا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا۔ اس پسِ منظر میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی' جسے اللہ عزوجل نے بڑی تفصیل کے ساتھ قرآن مجید کا موضوع بنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر قرآن مجید کے متعدد مقامات پر تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

سورۃ القصص کا آغاز ہی قصہ موسیٰ و فرعون سے ہوا ہے' جو کہ ۵۰ آیاتِ مبارکہ پر مشتمل ہے۔ پہلے ۵ رکوعات میں مسلسل آپ کا ذکر ہے۔ یہاں ہم میلادنامہ موسیٰ علیہ السلام کے ضمن میں سورۃ القصص کی ابتدائی ۱۴ آیات مع ترجمہ دے رہے ہیں جس میں باری تعالیٰ نے ان کی پیدائش سے لے کر جوانی تک کا ذکر بڑے بلیغ انداز سے بیان فرما کر اُمت مسلمہ کو یہ پیغام دیا ہے کہ میلاد پڑھنا میری سنت ہے' ارشاد فرمایا:

> ''طا' سین' میم (معنی اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں)○ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں○ (اے حبیب مکرم!) ہم آپ پر موسیٰ اور فرعون کے حقیقت پر مبنی حال میں سے ان لوگوں کیلئے کچھ پڑھ کر سناتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں○ بے شک فرعون زمین میں سرکش و متکبر (یعنی آمر مطلق) ہو گیا تھا اور اس نے اپنے (ملک کے) باشندوں کو (مختلف) فرقوں (اور گروہوں) میں بانٹ دیا تھا' اس نے ان میں سے ایک گروہ (یعنی بنی اسرائیل کے عوام) کو کمزور کر دیا تھا کہ ان کے لڑکوں کو (ان کے مستقبل کی طاقت کچلنے کیلئے) ذبح کر ڈالتا اور ان کی

Marfat.com

عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا (تاکہ مردوں کے بغیر ان کی تعداد بڑھے اور ان میں اخلاقی بے راہ روی کا اضافہ ہو)' بے شک وہ فساد انگیز لوگوں میں سے تھا○ اور ہم چاہتے تھے کہ ہم ایسے لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں (حقوق اور آزادی سے محرومی اور ظلم و استحصال کے باعث) کمزور کر دیئے گئے تھے اور انہیں (مظلوم قوم کے) رہبر و پیشوا بنا دیں اور انہیں (ملکی تخت کا) وارث بنا دیں○ اور ہم انہیں ملک میں حکومت و اقتدار بخشیں اور فرعون اور ہامان اور ان دونوں کی فوجوں کو وہ (انقلاب) دکھا دیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے○ اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم انہیں دودھ پلاتی رہو' پھر جب تمہیں ان پر اندیشہ ہو جائے تو انہیں دریا میں ڈال دینا اور نہ تم (اس صورتِ حال سے) خوف زدہ ہونا اور نہ رنجیدہ ہونا' بیشک ہم انہیں تمہاری طرف واپس لوٹانے والے ہیں اور انہیں رسولوں میں (شامل) کرنے والے ہیں○ پھر فرعون کے گھر والوں نے انہیں (دریا سے) اٹھا لیا تاکہ وہ (مشیتِ الٰہی سے) ان کے لیے دشمن اور (باعثِ) غم ثابت ہوں' بے شک فرعون اور ہامان اور ان دونوں کی فوجیں سب خطا کار تھے○ اور فرعون کی بیوی نے (موسیٰ کو دیکھ کر) کہا کہ (یہ بچہ) میری اور تیری آنکھ کے لیے ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو' شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں اور وہ (اس تجویز کے انجام سے) بے خبر تھے○ اور موسیٰ کی والدہ کا دل (صبر سے) خالی ہو گیا تھا کہ وہ (اپنی بے قراری کے باعث) اس راز کو ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل پر صبر و سکون کی قوت نہ اتارتے' تاکہ وہ (وعدۂ الٰہی پر) یقین رکھنے والوں میں سے ہو○ اور (موسیٰ کی

Marfat.com

والدہ نے) ان کی بہن سے کہا کہ (ان کا حال معلوم کرنے کیلئے) ان کے پیچھے جاؤ، سو وہ انہیں دور سے دیکھتی رہی اور وہ لوگ (باطل) بے خبر تھے ○ اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا، سو (موسیٰ کی بہن نے) کہا: کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کی نشاندہی کروں جو تمہارے لیے اس (بچے) کی پرورش کر دیں اور وہ اس کے خیر خواہ (بھی) ہوں ○ پس ہم نے موسیٰ کو (یوں) ان کی والدہ کے پاس لوٹا دیا تا کہ ان کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور تا کہ وہ (یقین سے) جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچ گئے اور (سنِ) اعتدال پر آ گئے تو ہم نے انہیں حکم (نبوت) اور علم و دانش سے نوازا اور ہم نیکوکاروں کو اس طرح صلہ دیا کرتے ہیں"۔ (القصص: ۲۸)

ان ۱۴ آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کے حالات، ان کی پیدائش، پھر دودھ پلائے جانے کا بیان، الغا کے بامرِ الٰہی صندوق میں ڈالے جانے، پھر فرعون کے محل کے ساتھ دریا کی لہروں کے دوش پر بہتے ہوئے صندوق کے وہاں پہنچنے کا بیان، پھر فرعون کے محل میں پرورش پانے اور رضاعت کیلئے ان کی والدہ کی طرف لوٹائے جانے، پھر جوانی اور بعثت یعنی ایک ایک چیز کو بیان کیا ہے، یہی میلاد نامہ موسیٰ علیہ السلام ہے جو اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے۔

## حضرت مریم علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کا میلاد نامہ بھی بیان کیا ہے جو اگرچہ پیغمبر نہیں لیکن ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور ایک پاکباز ولیہ کاملہ ہیں، ان کا میلاد نامہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سب

Marfat.com

سے پہلے بعض انبیاء علیہم السلام اور ان کی نسل کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْ ۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(آل عمران، ۳: ۳۳، ۳۴)

بے شک اللہ نے آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم کو اور آلِ عمران کو سب جہان والوں پر (بزرگی میں) منتخب فرمالیا ۝ یہ ایک ہی نسل ہے ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے ۝

یہ تمہید تھی جس سے آگے میلاد نامہ مریم علیہا السلام بیان ہو رہا ہے، اب کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ قرآن نے گزشتہ واقعہ بیان کیا ہے تو آپ اس کو میلاد نامہ کیسے قرار دے رہے ہیں؟

تو ایسے ذہن رکھنے والے لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ جو چیز فقط تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت کی غرض سے جانی جاتی ہے، اس کی حدود و قیود ہوتی ہیں کہ کیا بیان کرنا ضروری ہے اور کیا ضروری نہیں، جو بات مضمون سے جتنی متعلق ہو اتنی بتائی جاتی ہے اور جو چیز غیر متعلق ہو، اس کو کم از کم کلامِ الٰہی میں جگہ دینے اور قرآن مجید کا مضمون بنانے کا کوئی جواز نہیں۔ اب ذیل میں حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت کے متعلق آیات اور ترجمہ پر غور کریں، جس سے خود بخود پتا چل جائے گا کہ یہ نفسِ مضمون کسی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت کے لیے نہیں بلکہ فقط ولادت کا قصہ بیان ہو رہا ہے، جسے ہم بجا طور پر میلاد نامہ سے تعبیر کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

''اور (یاد کریں) جب عمران کی بیوی نے عرض کیا: اے میرے رب! جو

Marfat.com

میرے پیٹ میں ہے میں اسے (دیگر ذمہ داریوں سے) آزاد کر کے خالص تیری نذر کرتی ہوں' سو تو میری طرف سے (یہ نذرانہ) قبول فرما لے' بے شک تو خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے ○ پھر جب اس نے لڑکی جنی تو عرض کرنے لگی: مولا! میں نے تو یہ لڑکی جنی ہے حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا اللہ اسے خوب جانتا تھا' (وہ بولی:) اور لڑکا (جو میں نے مانگا تھا) ہرگز اس لڑکی جیسا نہیں (ہو سکتا) تھا (جو اللہ نے عطاء کی ہے) اور میں نے اس کا نام ہی مریم (عبادت گزار) رکھ دیا ہے اور بے شک میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے تیری پناہ میں دیتی ہوں''۔

یہ حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت کا حسین تذکرہ ہے' جسے اللہ رب العزت نے بیان فرمایا۔ آگے ان کے بچپن کا بیان ہو رہا ہے' جب وہ حضرت زکریا علیہ السلام کے سایۂ عاطفت میں پرورش پانے لگیں' اس دوران اللہ رب العزت نے ان پر جو نوازشات کیں اور بے موسم پھل عطاء فرمائے' اس کا تذکرہ ہے' جس کے توسل سے حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے اولادِ نرینہ کی دعا کی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت عطاء فرمائی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''سو اس کے رب نے اس (مریم) کو اچھی قبولیت کے ساتھ قبول فرما لیا اور اسے اچھی پرورش کے ساتھ پروان چڑھایا' اور اس کی نگہبانی زکریا کے سپرد کر دی' جب بھی زکریا اس کے پاس عبادت گاہ میں داخل ہوتے تو وہ اس کے پاس (نئی سے نئی) کھانے کی چیزیں موجود پاتے' انہوں نے پوچھا: اے مریم! یہ چیزیں تمہارے لیے کہاں سے آتی ہیں؟ اس

Marfat.com

نے کہا: یہ (رزق) اللہ کے پاس سے آتا ہے' بے شک اللہ جسے چاہتا ہے
بے حساب رزق عطاء فرماتا ہے''۔ (آل عمران' ۳:۳۷)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں حضرت مریم علیہا السلام کے بچپن اور پرورش سے متعلق حالات کا بیان ہوا' مگر بات فقط اس پر ختم نہ ہوئی' بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مزید فضائل کو بیان فرمایا یہاں تک کہ اس چھوٹی سی بات کو بھی نظر انداز نہ کیا جب کاہن اس کی پرورش کیلئے قرعہ ڈال رہے تھے' فرمایا:

''اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بے شک اللہ نے تمہیں منتخب کر لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطاء کی ہے اور تمہیں آج سارے جہان کی عورتوں پر برگزیدہ کر دیا ہے ○ اے مریم! تم اپنے رب کی بڑی عاجزی سے بندگی بجالاتی رہو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو ○ (اے محبوب!) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں حالانکہ آپ (اس وقت) ان کے پاس نہ تھے جب وہ (قرعہ اندازی کے طور پر) اپنے قلم پھینک رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے' اور نہ آپ اس وقت ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے ○'' (آل عمران' ۳:۴۲-۴۴)

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے میلاد نامہ مریم علیہا السلام ہی تو ہے کہ اس قدر چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بیان کر دیں جن کا بظاہر تعلیم و تربیت سے کوئی تعلق نہیں' مثلاً یہ فرمانا کہ وہ قرعہ اندازی کر رہے تھے' اپنے قلم پھینک رہے تھے اور یہ بات کہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ لیکن اُمتِ مسلمہ کی تعلیم و تربیت کا کونسا پہلو سنت الٰہیہ کی پیروی میں اس کے اندر پوشیدہ ہے؟ اگر بیان کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد نامہ بیان کریں' آپ علیہ السلام کے حالات و واقعات کی تفصیلات و جزئیات

Marfat.com

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ظہور میں آنے والے آثار و برکات بیان کریں تو یہ بھی نہ صرف دین اور ایمان کی بات بلکہ اصل ایمان ہے۔ کاش! کوئی اتنی سی بات سمجھ سکے کہ اگر اللہ کی ایک پاکباز ولیہ کا میلاد نامہ قرآن مجید میں بیان ہو رہا ہے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو محبوب رب العالمین ہیں اور تاجدارِ انبیاء ہیں، ان کا میلاد نامہ کیوں بیان نہیں ہو سکتا اور یہ ہرگز ہرگز بدعت نہیں بلکہ جزوِ ایمان، اصلِ ایمان اور عینِ توحید ہے۔

## حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد نامے کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے، جب ان کے والد گرامی اور اللہ کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کی پرورش کے دوران توسل مکانی کیا اور حجرۂ مریم میں کھڑے کھڑے دعا کی، اس کو بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

''اسی جگہ زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، عرض کیا: میرے مولا! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطاء فرما! بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے ۝ ابھی وہ حجرے میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے (یا دعا ہی کر رہے تھے کہ) انہیں فرشتوں نے آواز دی: بے شک اللہ آپ کو (فرزند) یحییٰ کی بشارت دیتا ہے، جو کلمۃ اللہ (یعنی عیسیٰ) کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور سردار ہوگا اور عورتوں (کی رغبت) سے بہت محفوظ ہو گا اور (ہمارے) خاص نیکوکار بندوں میں سے نبی ہو گا ۝ (زکریا نے) عرض کیا: اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا؟ درآں حالیکہ مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے اور میری بیوی (بھی) بانجھ ہے، فرمایا: اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۝ عرض کیا: اے میرے رب! میرے

Marfat.com

لیے کوئی نشانی مقرر فرما! فرمایا: تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے سوائے اشارے سے بات نہیں کرسکو گے اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو اور شام اور صبح اس کی تسبیح کرتے رہو ○"

(القرآن' آل عمران' ۳:۳۸ تا ۴۱)

واضح ہوا کہ ابھی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت نہیں ہوئی صرف دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قبل از ولادت ان کے بعض فضائل کا ذکر کیا' آگے سورۂ مریم میں ان کی ولادت کا مکمل بیان آرہا ہے' جبکہ پہلے رکوع میں سارا بیان میلادِ یحییٰ علیہ السلام کا ہے۔ اس بیان کو قرآن مجید یوں کرتا ہے:

كٓهٰيٰعٓصٓ ○ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ○ (مریم' ۱۹:۱'۲)

ک' ھا' یا' عین' ص ○ یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے (جو اس نے) اپنے (برگزیدہ) بندے زکریا پر (فرمائی تھی) ○

ان آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ میلاد نامہ یعنی پیغمبر کی ولادت کا ذکر قرآن مجید کے الفاظ میں اللہ کی رحمت ہوتا ہے۔ اب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر رحمتِ رب ہے تو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نص قرآن سے بدرجہ اولیٰ رحمت ثابت ہوا۔ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی رحمت اور کیا ہوسکتی ہے۔ لہٰذا عقل و منطق رو سے بھی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ذکرِ رحمت ہوگا' یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ قرآن نے ولادتِ یحییٰ علیہ السلام کے ذکرِ رحمت کے تسلسل سے آگے یوں بیان فرمایا ہے:

"جب انہوں نے اپنے رب کو (ادب بھری) دبی آواز سے پکارا ○ عرض کی: اے میرے رب! میرے جسم کی ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور بڑھاپے کے باعث سر آگ کے شعلہ کی مانند سفید ہوگیا ہے اور

Marfat.com

میرے رب! میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا○ اور میں اپنے (رخصت ہو جانے کے) بعد (بے دین) رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں (کہ وہ دین کی نعمت ضائع نہ کر بیٹھیں) اور میری بیوی (بھی) بانجھ ہے سو تو مجھے اپنی (خاص) بارگاہ سے ایک وارث (فرزند) عطاء فرما○ جو (آسمانی نعمت میں) میرا (بھی) وارث بنے اور یعقوب کی اولاد (کے سلسلۂ نبوت) کا (بھی) وارث ہو اور اے میرے رب! تو اسے اپنی رضا کا ولی بنالے○ (ارشاد ہوا:) اے زکریا! بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا' ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا○ (زکریا نے) عرض کیا: اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے میری بیوی بانجھ ہے اور میں خود بڑھاپے کے باعث (انتہائی ضعف میں) سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا ہوں○ فرمایا: ایسے ہی ہوگا' تمہارے رب نے فرمایا: یہ (لڑکا پیدا کرنا) مجھے آسان ہے اور بے شک میں اس سے پہلے تمہیں پیدا کر چکا ہوں اس حالت سے کہ تم کوئی چیز ہی نہ تھے○ (زکریا نے) عرض کیا: اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما! ارشاد ہوا: تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم بالکل تندرست ہوتے ہوئے بھی تین دن (رات) لوگوں سے کلام نہ کر سکو گے○ پھر (زکریا) حجرۂ عبادت سے نکل کر لوگوں کے پاس آئے تو ان کی طرف اشارہ کیا کہ تم صبح و شام تسبیح کیا کرو○ اے یحییٰ! (ہماری) کتاب کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ہم نے انہیں بچپن ہی سے حکمت و بصیرت (نبوت) عطاء فرما دی تھی○ اور اپنے لطفِ خاص سے دردوگداز اور پاکیزگی و طہارت (سے نوازا تھا) اور وہ بڑے

Marfat.com

پرہیز گار تھے ○ اور وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بڑی نیکی سے پیش آنے والے اور ہرگز سرکش و نافرمان نہ تھے ○ اور یحییٰ پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن اور ان کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اُٹھائے جائیں گے''۔ (سورۃ مریم ۱۹)

یہ سارے کا سارا رکوع میلادِ یحییٰ علیہ السلام کے بیان کے لیے وقف ہے جس میں پہلے ان کے میلاد اور پھر ان کی سیرت کو بیان کیا گیا۔ یہ تھا میلاد نامہ یحییٰ علیہ السلام جس کی قرآن میں تلاوت کی جاتی ہے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام جو اللہ رب العزت کی پاکباز ولیہ تھیں، ان کے میلاد نامہ کے بیان کے بعد ان کے فرزند، اللہ کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد نامہ بھی اللہ عزوجل نے بیان فرمایا۔ سورۂ مریم کا ایک مکمل رکوع میلاد نامہ عیسیٰ علیہ السلام پر مشتمل ہے، جس میں ان کی ولادت سے قبل ان کی والدہ محترمہ کو بیٹے کی خوشخبری دی گئی، اس کا تفصیلی بیان بھی قرآن مجید میں مذکور ہے:

''جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے پاس سے ایک کلمہ (خاص) کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا، وہ دنیا اور آخرت میں قدر و منزلت والا ہوگا اور اللہ کے خاص قربت یافتہ بندوں میں سے ہوگا ○ اور وہ لوگوں سے گہوارے میں اور پختہ عمر میں گفتگو کرے گا، وہ (اللہ کے) نیکوکار بندوں میں سے ہوگا، (مریم نے) عرض کیا: اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا، ارشاد ہوا: اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا

Marfat.com

فرماتا ہے، جب کسی کام (کے کرنے) کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو اس سے فقط اتنا فرماتا ہے کہ ''ہوجا'' وہ ہوجاتا ہے''۔ (آل عمران ۳)

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر تفصیل سے کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے روح پھونکی، حضرت مریم علیہا السلام اُمید سے ہوگئیں، بچوں کی ولادت کے وقت جیسے ہر ماں کو دردِ زِہ ہوتا ہے، جو کہ معمول کی چیز ہے، حضرت مریم علیہا السلام کو بھی تکلیف لاحق ہوئی، لیکن قرآن نے مریم کی اس تکلیف کا بھی ذکر کیا، بتقاضائے نسوانیت ان کے شرمانے کا بھی ذکر کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ جو خلوت گزیں ہو گئیں اس کا ذکر کیا، پھر تکلیف کو رفع کرنے کیلئے اللہ نے چشمے کا شیریں پانی مہیا کیا، تازہ کھجوریں دیں جسے کھانے سے تکلیف دور ہوگئی، پھر عین ولادت کا ذکر کیا، پھر ولادت کے بعد جب وہ تو مولود کو اٹھا کر اپنے لوگوں کے پاس لے گئیں ان کے طعنوں کا ذکر کیا اور طعن و تشنیع کے جواب میں پنگھوڑے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کرنے کا ذکر کیا۔ ان سارے احوال کو بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

''اور (اے حبیبِ مکرم!) آپ کتاب (قرآن مجید) میں مریم کا ذکر کیجئے جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہوکر (عبادت کیلئے خلوت اختیار کرتے ہوئے) مشرقی مکان میں آگئیں، پس انہوں نے ان (گھر والوں اور لوگوں) کی طرف سے حجاب اختیار کرلیا (تاکہ حسن مطلق اپنا حجاب اٹھادے) تو ہم نے ان کی طرف اپنی روح (یعنی فرشتہ جبریل) کو بھیجا، سو جبریل ان کے سامنے مکمل بشری صورت میں ظاہر ہوا، (مریم نے) کہا: بے شک میں تجھ سے (خدائے) رحمان کی پناہ مانگتی

Marfat.com

ہوں اگر تو (اللہ سے) ڈرنے والا ہے' (جبریل نے) کہا: میں تو فقط تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطاء کروں' (مریم نے) کہا: میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں' (جبریل نے) کہا: (تعجب نہ کر) ایسا ہی ہوگا' تیرے رب نے فرمایا ہے: یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (یہ اس لیے ہوگا) تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے نشانی اور پانی جانب سے رحمت بنادیں اور یہ امر (پہلے سے) طے شدہ ہے' پس مریم نے اپنے پیٹ میں لے لیا اور (آبادی سے) الگ ہوکر دور ایک مقام پر جا بیٹھیں' پھر دردِ زِہ انہیں ایک کھجور کے تنے کی طرف لایا' وہ کہنے لگیں: اے کاش! میں پہلے سے مرگئی ہوتی اور بالکل بھولی بسری ہوچکی ہوتی' پھر ان کے نیچے کی جانب سے (جبریل نے یا خود عیسیٰ نے) انہیں آواز دی کہ تو رنجیدہ نہ ہو! بے شک تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کردیا ہے (یا تمہارے نیچے ایک عظیم المرتبہ انسان کو (پیدا کرکے) لٹا دیا ہے) اور کچھ کھجور کے تنا کو اپنی طرف ہلاؤ وہ تم پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرا دے گا○ سو تم کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو' پھر اگر تم کسی بھی انسان کو دیکھو تو (اشارے سے) کہہ دینا کہ میں نے (خدائے) رحمان کیلئے (خاموشی کے) روزہ کی نذر مانی ہوئی ہے' سو میں آج کسی انسان سے قطعاً گفتگو نہیں کروں گی' پھر وہ اس (بچے) کو (گود میں) اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آ گئیں' وہ کہنے لگے: اے مریم! یقیناً تو بہت ہی عجیب چیز لائی ہے○ اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدچلن تھی○ تو مریم نے اس (بچے) کی طرف اشارہ کیا' وہ

Marfat.com

کہنے لگے: ہم اس سے کس طرح بات کریں جو (ابھی) گہوارہ میں بچہ ہے ○ (بچہ خود) بول پڑا: بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں' اس نے مجھے کتاب عطاء فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے ○ اور میں جہاں کہیں بھی رہوں اس نے مجھے سراپا برکت بنایا ہے اور میں جب تک بھی زندہ رہوں اس نے مجھے زکوٰۃ اور نماز کا حکم فرمایا ہے ○ اور اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا (بنایا ہے) اور اس نے مجھے سرکش و بدبخت نہیں بنایا ہے ○ اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن اور میری وفات کے دن اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا ○ یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں' (یہی) سچی بات ہے جس میں یہ لوگ شک کرتے ہیں ○ یہ اللہ کی شان نہیں کہ وہ (کسی کو اپنا) بیٹا بنائے اور وہ (اس سے) پاک ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو اسے صرف یہی حکم دیتا ہے "ہو جا" پس وہ ہو جاتا ہے"۔ (سورۂ مریم ۱۹)

## حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا تذکرہ

اے میرے محترم میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

گزشتہ صفحات میں ہم نے "قرآن میلاد نامہ انبیاء علیہم السلام" کے عنوان سے ان انبیاء کرام کے میلاد نامے بیان کیے ہیں' جن کا میلاد خواں خود خدائے رحمان ہے۔ قرآن کے حوالے سے ان انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد نامے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ولادت کے واقعات کا ذکر' ان کے کمالات و برکات اور ان پر ربِ کریم کی عنایات کا ذکر کیا جائے۔ یہ سب سنت الٰہیہ اور ان کا بار بار دہرانا قرآن کا منشاء ہے۔ اب یہاں ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ انبیاء کرام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے' ان کا ذکر تو قرآن میں آیا ہے تو کیا حضور علیہ

Marfat.com

السلام کی ولادت کا ذکر قرآن میں ہے؟

تو اس کا جواب اثبات میں ہے' قرآن مجید میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

مطالعہ قرآن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں اپنے نبیوں کی ولادت کا ذکر فرما کر ان کی شان کو اجاگر کیا اور یہی میلادنامہ انبیاء ہے۔ اگر قرآنی آیات کے مفہوم پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اللہ عزوجل نے امام الانبیاء رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو اس شانِ امتیاز کے ساتھ کیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی نسبت سے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہرِ ولادت بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ (البلد ۹۰:۱-۳)

مجھے اس شہر (مکہ) کی قسم ۝ (اے حبیبِ مکرم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں ۝ (اے حبیبِ مکرم!) والد (آدم یا ابراہیم) کی قسم اور (ان کی) قسم جن کی ولادت ہوئی ۝

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہر مکہ کو اس وجہ سے لائقِ قسم نہیں ٹھہرایا کہ وہاں کعبۃ اللہ' حجر اسود' مطاف' حطیم' صفا و مروہ اور آبِ زم زم ہے' بلکہ قسم بیان فرمانے کی وجہ ازروئے قرآن یہ ہے کہ اس شہر کو محبوبِ خدا کی جائے سکونت ہونے کا شرف حاصل ہے' یعنی اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم اس لیے بیان فرمائی کہ وہ محبوب علیہ السلام کا مسکن ہے' پھر اپنے محبوب کے جملہ آباء واجداد کی قسم بیان فرمائی۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے پیدا ہونے کی قسم نہیں بیان فرماتا بلکہ صرف ایک ہی پیدا

Marfat.com

ہونے والی ہستی کی قسم بیان فرما رہا ہے جس کے باعث ہر کوئی پیدا ہوا ہے۔

ان آیاتِ مقدسہ کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُمت مسلمہ کو یہ سمجھا دیا کہ میرے محبوب کی ولادت کا ذکر قیامت تک آنے والوں پر واجب ہے' یہ سوچ کر کہ ولادت کا ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟ قرآن کی سینکڑوں آیات سے انکار کے مترادف ہے کیونکہ انبیاء کی ولادت کا ذکر کرنا اور ان کا میلاد نامہ قرآن میں بیان کر کے تلاوت کا حکم دینا منشائے خداوندی ہے جب حضور علیہ السلام کا ذکر بعنوان میلاد کرتے ہیں تو اللہ کی سنت ادا ہوتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے واقعاتِ میلاد کے بیان' قرآن مجید کی ان آیات کے مفہوم پر جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی ولادت کو بیان کیا ہے' غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ ان آیات میں بیان کردہ واقعات کا اُمت مسلمہ کی تعلیم وتربیت سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں سوائے اس کے کہ ان سب واقعات کا مقصود میلاد نامہ انبیاء کا بیان ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے برگزیدہ انبیاء کی ولادت کا ذکر اس قدر اہتمام سے کیا کہ انسانی ذہن میں پیدا ہونے والے خیال کو بھی بیان کیا۔ میلاد نامہ یحییٰ علیہ السلام پڑھیں تو پتا چلتا ہے کہ جب ان کے والد گرامی حضرت زکریا علیہ السلام حجرۂ مریم علیہا السلام میں تشریف لے گئے اور وہاں ان کے پاس بے موسم پھلوں کو دیکھا تو اسی جگہ بیٹے کی ولادت کی دعا مانگی' پھر جب ان کو خوشخبری ملی کہ بیٹا عطاء ہوگا تو دل میں بشری تقاضے کے تحت ایک خیال آیا کہ میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں' میری بیوی بانجھ ہو چکی ہے تو میرا بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ یہ خیال آتے ہی اللہ کی بارگاہ میں سوال کیا تو قرآن نے اس خیال اور اس کے نتیجے میں ذہن میں پیدا ہونے والے سوال کا بھی ذکر کیا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا جو جواب دیا' اس کا ذکر بھی کیا۔

Marfat.com

اسی طرح میلاد نامہ عیسیٰ علیہ السلام کا مطالعہ بھی بڑا ایمان افروز اور فکر انگیز ہے، اس میں بعض چیزوں کو پڑھ کر کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس قدر معمول کی چیزوں کو بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی، جیسے جبریل امین سے لے کر ولادتِ عیسیٰ تک لمحہ بہ لمحہ واقعات کا ذکر، دردِ زہ کی تکلیف کا ذکر اور اس وقت حضرت مریم علیہا السلام کو جو پریشانی لاحق ہوئی اور انہوں نے اس پریشانی کے عالم میں جب کہا: اے کاش! میں پہلے سے مرگئی ہوتی اور بالکل بھولی بسری ہو چکی ہوتی، اس قسم کی باتوں کا بھی ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کو یہ شعور عطا کیا کہ جس طرح قرآن دیگر انبیاء کی ولادت کے باب میں بہت سے واقعات بیان کرتا ہے، اس طرح جب حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات آئے اور ان کی ولادت کا ذکر چھڑے تو تم بھی حضرت عبدالمطلب سے بات شروع کرو اور سیّدہ آمنہ کی گود سے لے کر حضرت حلیمہ سعدیہ کے گاؤں تک کے سارے واقعات بیان کرو اور جو کمالات و برکات مشاہدے میں آئے، ان کا ذکر کرو، یہی سنتِ الٰہیہ اور منشاء قرآن ہے۔ ذکر انبیاء علیہم السلام کا ذکر تو وحی الٰہی کے ذریعے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا: اور ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کا ذکر بعد میں آنے والوں ہی نے کرنا تھا چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر امت ہی کرے گی، نبی نہیں۔

میلاد نامۂ مصطفیٰ علیہ السلام انہی واقعات کا بیان ہے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت سے قبل اور ولادت کے وقت ظہور میں آئے۔ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک کس طرح پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا، آپ علیہ السلام کی ولادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر کیا کیا احسانات فرمائے۔ اب جب بھی بطور خاص ماہ میلاد

Marfat.com

ربیع الاوّل آتا ہے تو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین تذکروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پیغام عام کیا جاتا ہے' یہ بڑا ایمان افروز سماں ہوتا ہے' کہیں نعت خوانوں کی ٹولیاں جمع ہو کر حضور علیہ السلام کے زلف و رخسار کی باتیں کرتی ہیں' کوئی شہر مدینہ کے گلی کوچوں' کوئی گنبد خضریٰ کے حسین منظر کی' کوئی روضۂ اقدس کی سنہری جالیوں کی باتیں کرتا ہے' کوئی اس شہر دلنواز کی روشنیوں اور رونقوں کی بات کرتا ہے' کوئی آقا علیہ السلام کے دیدار اور وصال کی بات کرتا ہے' کوئی حضرت آمنہ کے گھر کا تذکرہ کرتا ہے' کوئی حضرت حلیمہ سعدیہ کے آنے اور آقا علیہ السلام کو لے جانے کی بات کرتا ہے' کوئی حضور علیہ السلام کے بچپن کی بات کرتا ہے' کوئی چودہ سو سال پیچھے پلٹ کر شہر مکہ کی وادی میں آقا علیہ السلام کے خرامِ ناز کا حسین تذکرہ چھیڑتا ہے۔ الغرض! اس مہینے میں فقط محبت کے ترانے گونجتے ہیں' محبت کے تذکرے ہوتے ہیں' آقا کی ولادت اور بچپن کی باتیں ہوتی ہیں' یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے کہ اہلِ ایمان کے دلوں کے اندر موجود خوابیدہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عشق کے یہ ترانے سن کر جاگ اُٹھے۔

گزشتہ صفحات میں قرآن مجید کے حوالے سے انبیاء علیہم السلام کے میلادناموں کے بیان سے اس سوال کا ردّ ہو جاتا ہے کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان کے تحت یہ بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ کس طرح نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت میں آیا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کس طرح ہوئی؟ وغیرہ۔ اس کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ انبیائے کرام کے احوال پڑھ کر بھی اگر کوئی یہ سوچے اور سمجھے کہ ان چیزوں کو بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تو اس سے قرآن مجید کی سینکڑوں آیات کا انکار لازم آتا ہے' اس لیے کہ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' کوئی قصے کہانی کی کتاب نہیں جس میں معاذ اللہ

Marfat.com

غیر ضروری اور بے فائدہ باتوں کا ذکر کیا گیا ہو۔

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانا عملِ توحید ہے

اے میرے محترم قارئین!

یہاں ایک نقطہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ میلاد منانا فی الواقعہ عملِ توحید ہے' یہ ذاتِ باری تعالیٰ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے' کیونکہ میلاد منانے سے یہ امر خود بخود ثابت ہو جاتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا بندہ' اللہ کی مخلوق مانتے ہیں اور جس کی ولادت مانی جائے وہ خدا نہیں ہو سکتا' کیونکہ خدا کی ذات ''لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ'' (القرآن' الاخلاص ۱۱۲:۳) ''نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ پیدا کیا گیا ہے'' کی شان کی حامل ہے۔

جبکہ نبی وہ ذات ہے جس کی ولادت ہوئی ہو' جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حوالے سے سورۂ مریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ ۝ (القرآن' مریم ۱۹:۱۵)

اور یحییٰ پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن ۝

تو میلاد منانا گویا نبی کو اللہ کی مخلوق قرار دینا ہے' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی مخلوق اس کائنات میں کوئی نہیں' جب ہم سب سے بڑی مخلوق کا میلاد مناتے ہیں تو ہم اللہ کی خالقیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلوقیت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ پیدا ہوئے' اس سے بڑی توحید اور کیا ہے؟ مگر بعض لوگ اس خالص عملِ توحید کو بھی بزعم خویش بدعت کہتے ہیں جو کہ صریحاً غلط ہے (بدعت کی شرعی حیثیت کیا ہے' یہ ایک الگ بحث ہے جس کو ہم نے تفصیل سے اسی کتاب کے الگ باب میں بیان کر دیا ہے)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت مبارکہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت

Marfat.com

قرآن میں مختلف مقامات پر یوں تذکرہ کرتا ہے:

(۱) كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ (القرآن البقرہ۲:۱۵۱)

اس طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا۔

(۲) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

(القرآن آل عمران۳:۱۶۴)

بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے عظمت والا رسول بھیجا۔

(۳) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط (القرآن النساء۴:۱۷۰)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس یہ رسول تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تشریف لایا ہے، سوتم (ان پر) اپنی بہتری کیلئے ایمان لے آؤ۔

(۴) يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ط قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ (المائدہ۵:۱۵)

اے اہل کتاب! بے شک تمہارے پاس ہمارے (یہ) رسول تشریف لائے جو تمہارے لیے بہت سی ایسی باتیں ظاہر فرماتے ہیں جو تم کتاب میں سے چھپائے رکھتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر فرماتے ہیں، بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آ گیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید)○

(۵) يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ م بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ز فَقَدْ جَآءَكُمْ

Marfat.com

بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (القرآن، المائدہ ۵:۱۹)

اے اہلِ کتاب! بے شک تمہارے پاس (یہ آخر الزمان) رسول پیغمبروں کی آمد کے منقطع ہونے پر تشریف لائے ہیں جو تمہارے لیے (ہمارے احکام) خواب واضح کرتے ہیں کہ تم کہہ دو گے ہمارے پاس نہ (تو) کوئی خوشخبری سنانے والا آیا اور نہ ڈرانے والا' بلاشبہ تمہارے پاس (آخری) خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا (بھی) آ گیا ہے اور اللہ ہر چیز پر بڑا قادر ہے۔

(۶) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبہ ۹:۱۲۸)

بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول تشریف لائے' تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے' (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزو مند رہتے ہیں (اور) مؤمنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

(۷) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء ۲۱:۱۰۷)

اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر۔

(۸) هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (القرآن، الجمعہ ۶۲:۲)

وہی (تو) ہے جس نے (عرب کے) اَن پڑھ لوگوں میں ان ہی (کی

Marfat.com

قوم) میں سے ایک رسول بھیجا جو ان (لوگوں) کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا (اور ان کے ظاہر و باطن کو سنوارتا) اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ اس سے قبل صریح گمراہی میں تھے۔

(۹) اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا (المزمل: ۱۵)

(اے اہلِ مکہ!) ہم نے تمہاری طرف ایک (عظیم الشان) رسول بھیجا۔

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جہانِ آب و گل میں تشریف لانے کا ذکر ذکرِ ولادت ہی تو ہے جس کو بطور حوالہ چند آیات سے بیان کر دیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ولادت کا ذکر تمام نسلِ انسانی کیلئے کر دیا ہے اس میں مؤمنین سے لے کر اہلِ کتاب اہلِ مکہ اور عام لوگوں تک سب شامل ہیں۔ ہر ایک کو بتایا جا رہا ہے کہ میرا محبوب تمہارے درمیان آ گیا ہے اور پھر آپ علیہ السلام کی آمد کو تمام کائنات کیلئے نعمت اور رحمت قرار دیا گیا۔ یہ خاص بات ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر اس قدر اہتمام اور تواتر سے کر دیا ہے کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ معمول کی بات ہے۔ مؤمن مشرک اہلِ کتاب الغرض کوئی بھی طبقہ انسانی نہ چھوڑا جن کو مخاطب کر کے اپنے محبوب کا ذکر نہ کیا ہو اور جب محبوب کو مخاطب کیا تو فرمایا کہ ہم نے تمہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔

## مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر نصب پتھر کو محفوظ کرنے کا سبب

جناب محترم! سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی دعا کی تھی اس پتھر کو صحنِ کعبہ میں قیامت تک کیلئے بطور یادگار محفوظ کر دیا گیا۔ کوئی پوچھ سکتا ہے کہ جب فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کو پتھروں سے پاک کر دیا گیا تھا تو اس ایک پتھر کو کیوں باقی رکھا؟ اس کا

Marfat.com

جواب یہ ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام کی بعثت وولادت کی دعا مانگی تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دونوں دعا کر رہے تھے) کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرمالے! بے شک تو خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے ○ اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنے حکم کے سامنے جھکنے والا بنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک اُمت کو خاص اپنا تابع فرمان بنا' اور ہمیں ہماری عبادت (اور حج کے) قواعد بتادے اور ہم پر رحمت ومغفرت کی نظر فرما' بے شک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے ○ اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (آخری اور برگزیدہ) رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنادے) اور ان (کے نفوس وقلوب) کو خوب پاک صاف کردے' بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے''۔

(القرآن' البقرہ ۲: ۱۲۷ تا ۱۲۹)

اللہ رب العزت نے مقامِ ابراہیم پر نصب پتھر کو جو ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دے رہا ہے' کو اپنی بڑی بڑی نشانیوں میں سے قرار دیا' جبکہ سارا کعبہ' حرمِ پاک اور اس کے اندر اور بھی بہت سی نشانیوں کو محض اجمالاً بیان کیا گیا ہے' مگر جب اس نشانی کی بات آئی جو ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر تھی تو نام لے کر اس کا ذکر کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى

Marfat.com

لِلْعٰلَمِیْنَ ○ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ج

(القرآن، آل عمران۳:۹۶، ۹۷)

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کیلئے (مرکز) ہدایت ہے ○ اس میں کھلی نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) ابراہیم کی جائے قیام ہے۔

اور یہی نہیں کہ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی کو محفوظ کر کے اس کو ذکر کر دیا، بلکہ حکم دیا کہ:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط (القرآن، البقرہ۲:۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ نماز بنا لو۔

مقام کے بارے میں اہلِ لغت نے لکھا ہے کہ ''المقام'' کا معنی ہے: ''موضع القدمین''۔ (ابن منظور، لسان العرب، ج۱۲ص۲۹۸ - یعقوب فیروز آبادی، القاموس المحیط، ج۱ص۱۴۸۷ - خلیل بن احمد فراہیدی، کتاب العین، ج۵ص۲۳۲) ''قدموں کے رکھنے کی جگہ''۔

مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم نے کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر کی۔ اس پتھر کی سختی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے نرم کر دی گئی۔ آپ علیہ السلام کے قدمین اس میں دھنسنے کی وجہ سے اس پتھر پر آپ علیہ السلام کے قدموں کے نشان پڑ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت ابراہیم کی تعمیر کعبہ کے بارے میں روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''پس یہیں سے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھائیں۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے جبکہ ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے تھے، یہاں تک کہ جب عمارت اونچی ہو گئی تو

Marfat.com

اسماعیل علیہ السلام اس پتھر کو لائے اور آپ علیہ السلام کے لیے رکھا۔ آپ علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے جاتے' جبکہ اسماعیل علیہ السلام آپ علیہ السلام کو پتھر پکڑاتے جاتے اور دونوں کہتے جاتے:

''اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرمالے' بے شک تو خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے''۔

(بخاری' الصحیح' ج ۳ ص ۱۲۲۹' کتاب احادیث الانبیاء' باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا' رقم: ۳۱۸۴۔ عبدالرزاق' المصنف' ج ۵ ص ۱۱۰' رقم: ۹۱۰۱۷۔ طبری' جامع البیان فی تفسیر القرآن' ج ۱ ص ۵۵۰۔ ابن کثیر' تفسیر القرآن العظیم' ج ۱ ص ۱۷۸۔ قزوینی' التدوین فی اخبار قزوین' ج ۱ ص ۱۰۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ دونوں تعمیر کرتے کرتے پورا خانہ کعبہ گھوم گئے اور کہتے جاتے: اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرمالے' بے شک تو خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

ابن حجر عسقلانی اس حدیث میں واضح الفاظ ''جاء بھذا الحجر'' کے بارے میں کہتے ہیں:

**یعنی مقام وفی روایۃ ابراھیم بن نافع حتی ارتفع البناء وضعف الشیخ عن نقل الحجارۃ فقام علی حجر المقام**۔ (فتح الباری' ج ۶ ص ۴۰۶)

اس سے مراد مقام (ابراہیم علیہ السلام) ہے اور ابراہیم بن نافع کی روایت میں ہے:

حتیٰ کہ کعبہ کی عمارت بلند ہوگئی اور بزرگ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کیلئے پتھر نصب کرنا مشکل ہوگیا تو پھر آپ حجر پر کھڑے ہوگئے' وہی مقام ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

هذلك مقام ابراهيم عليه السلام وقامه عليه .

(طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۱۳ ص ۲۳۲)

پس یہی مقامِ ابراہیم ہے اور اسی پر ان کا قیام ہوا۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان

اس پتھر پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں اور قدموں کے نشان واضح تھے۔ لوگوں کے تبرکاً چھونے سے وہ نشان مٹتے چلے گئے کہ درج ذیل روایات سے ظاہر ہے:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأيت في اصابعه وأخمص قدميه أثر أذهبه مسح الناس بايديهم .

(فاکہی، اخبار مکۃ فی قدیم الدھر وحدیثہ، ج ۱ ص ۴۵۰، رقم: ۹۸۶- قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۲ ص ۱۱۳- ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۱ ص ۱۷- عسقلانی، فتح الباری، ج ۸ ص ۱۶۹)

میں نے ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں اور قدموں کے نشان اس پتھر پر دیکھے جو کہ لوگوں کے ہاتھ لگانے سے مٹ گئے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رأيت المقام وموضع العقب . (فاکہی، اخبارِ مکہ، ج ۱ ص ۴۵۱، رقم: ۹۹۰)

میں نے مقامِ ابراہیم علیہ السلام اور ایڑھی رکھنے کی جگہ کو دیکھا۔

(۳) حضرت قتادہ ''وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط'' کی تفسیر میں کہتے ہیں: انہیں صرف اس کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ اسے چھونے کا۔ اور اس امت نے اپنے اوپر وہ بوجھ ڈالا ہے جیسا کہ پہلی اُمتوں نے ڈالا تھا اور ہم سے بعض نے بیان کیا ہے جنہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی ایڑھی یا انگلیوں کے

Marfat.com

نشان اس میں دیکھے ہیں تو لوگ اُسے مس کرتے رہے یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔

(طبری، جامع البیان فی التفسیر القرآن، ج۱ص۵۳۷- ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج۱ص۱۷۱- عسقلانی، فتح الباری، ج۸ص۱۶۹)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین کی قدمین خلیل علیہ السلام سے مشابہت

نافع بن جبیر، حضور علیہ السلام کے حضرت عبدالمطلب کی کفالت میں آجانے کے بعد کا واقعہ روایت کرتے ہیں:

بنو مدلج کی قوم نے عبدالمطلب سے کہا: آپ ان کو حفاظت سے رکھئے ہم نے ان کے قدم سے بڑھ کر کسی قدم کو بھی مقامِ ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مشابہت میں نہیں دیکھا۔

(سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۱ص۱۱۸- ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ج۱ص۶۵- ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج۲ص۲۸۲- سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ج۱ص۱۳۸- حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ج۱ص۱۷۸- کلاعی، الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ، ج۱ص۱۴۰)

(۲) سفر معراج والی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حلیہ یوں بیان فرمایا:

ورأیت ابراھیم وأنا أشبه ولده به۔

(بخاری، الصحیح، ج۳ص۱۲۶۹، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ واذکر فی الکتاب مریم، رقم:۳۲۵۴- مسلم، الصحیح، ج۱ص۱۵۴، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ الی السموات، رقم:۱۶۸- ترمذی، الجامع الصحیح، ج۵ص۳۰۰، کتاب تفسیر القرآن، باب من سورۃ بنی اسرائیل، رقم:۳۱۳۰- احمد بن حنبل، المسند، ج۲ص۲۸۲، رقم:۷۶۷۷- ابن حبان، الصحیح، ج۱ص۲۴۷، رقم:۵۱- عبدالرزاق، المصنف، ج۵ص۳۲۹- ابوعوانہ، المسند ج۱ص۱۱۶، رقم:۳۴۷- ابن مندہ، الایمان، ج۲ص۷۴۰، رقم:۷۲۸)

”اور میں نے ابراہیم کو دیکھا اور ان کی تمام اولاد میں سے میں ان سے

Marfat.com

سب سے زیادہ مشابہ ہوں''۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''قریش ایک کاہنہ عورت کے پاس آ کر کہنے لگے: تو ہمیں اس مقام والے (مقام ابراہیم) سے ہم میں سے نشان کے اعتبار سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والا بتا' تو اس نے کہا: اگر تم چادر کو پھیلا کر پھر سے اس پر چلو تو میں تمہیں بتاؤں گی' انہوں نے چادر بچھائی پھر اس پر چلے تو اس کاہنہ نے رسول اللہ کی نشانی دیکھی' اس نے کہا: یہ تم سب سے زیادہ اس سے مشابہت رکھنے والے ہیں''۔

(ابن ماجہ' السنن' ج ۲ص ۷۸۷' کتاب الاحکام' رقم: ۲۳۵۰- احمد بن حنبل' المسند' ج ۱ص ۳۳۲- کنانی' مصباح الزجاجہ' ج ۳ص ۵۰' رقم: ۸۳۰- سیوطی' الخصائص الکبریٰ' ج ۱ص ۱۱۸)

## انبیاء کا میلاد سنتِ الٰہیہ ہے تو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں؟

قرآن مجید کے حوالے سے یہ نکتہ سمجھانا مقصود ہے کہ انبیاء کرام کے میلاد نامے اور ان کی ولادت کے واقعات کا ذکر یہ سب اللہ کی سنت ہے' جن کو خود قرآن مجید میں بارہا اللہ نے کھول کر بیان کیا ہے' اس حوالے سے حضور علیہ السلام کا ذکر بھی سنتِ الٰہیہ کے زمرے میں آتا ہے' جس کو ظاہر ہے قیامت تک آنے والے دہراتے رہیں گے' یہ ذکر کیسے ہوگا؟ اس ذکر ولادت کا طریقہ خود اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا ہے' لہٰذا یہ گمان بھی نہ کیا جائے کہ ولادت کا ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟ ایسی سوچ سے تو قرآن کی سینکڑوں آیات کا انکار لازم آئے گا۔ پس جب ہم نبی اکرم علیہ السلام کا ذکر بعنوانِ میلاد کرتے ہیں تو ایسا کرنے سے سنت ادا ہوتی ہے اور جب ہم میلاد کے حوالے سے میلاد النبی کے واقعات کا ذکر کرتے ہیں تو یہ بھی اللہ کی سنت اور منشاء قرآن کے عین مطابق ہے' گزشتہ صفحات میں ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے' اب بھی اگر کسی ذہن میں سوال آئے کہ ان چیزوں کو بیان کرنے کی کا ضرورت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے

Marfat.com

کہ جس ضرورت کے تحت اللہ نے اپنے محبوب بندوں کی ولادت کا ذکر کیا ہے' اسی کے تحت ہم بھی بیان کرتے ہیں۔

## ساری گفتگو کا مفہوم

یہ بات ذہن میں رہے کہ حضور علیہ السلام وجہ تخلیقِ کائنات' سید الانبیاء اور محبوبِ کبریا ہیں' ان جیسا حسین ازل سے ابد تک کائنات ہست و بود میں نہ پیدا ہوا ہے اور نہ ابد تک ہوگا' آپ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر آئے تو واقعات کی کڑیاں حضرت آدم سے حضرت ابراہیم' حضرت اسماعیل سے ملاتے ہوئے حضرت عبدالمطلب اور حضرت عبداللہ سے بات شروع کر کے مخدومۂ کائنات سیّدہ آمنہ کی آغوش اور حضرت حلیمہ سعدیہ کی بستی تک پھیلاتے چلے جائیں گے تاکہ اس ذکرِ جمیل کی شیرینی اور حلاوت سے ہمارے قلوب وارواح بھی شادکام ہوسکیں اور اس ابدی داستانِ حسن وجمال کا پسِ منظر ہماری لوحِ تخیل پر نقشِ دوام ہوجائے۔

اس مطلع ازل اور آفتابِ حسن کی بات کرو تو اس کے نورِ ازل کا ذکر بھی ضروری ہے' جب عالم رنگ وبو میں کچھ بھی نہ تھا' عرش تک کوئی نوری' ناری اور مادی مخلوق نہ تھی فقط ایک خالق تھا' کوئی مخلوق نہیں تھی' سرمدی حسن تھا' پر اس کا کوئی چاہنے والا نہ تھا' وہ جلوہ تھا پر تکنے کے لیے کوئی نگاہ نہ تھی' حسن تھا مگر کوئی پہچاننے والا نہ تھا' پس ایسے میں اللہ نے چاہا کہ اس کی پہچان ہو' سو اس نے نقشِ اوّل اپنے نور سے بنایا جو مدتوں اللہ کی آغوش میں پرورش پاتا رہا' طویل مدت کے بعد عالمِ ارواح کو پیدا کیا اور اس نور کو عالمِ ارواح میں منتقل کیا' تب جاننے والوں کو پتا چلا کہ اس نور کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے' اب رہتی دنیا تک ہمیشہ اس نور کے چرچے ہوتے رہیں گے۔

## محفل میلادالنبی میں ہونے والے تمام کاموں کی تفصیل وفضائل اور فوائد

حضور مکی مدنی سرکار رحمت دوعالم' فخر بنی آدم' جانِ کائنات' فیض گنجینہ' تاجدارِ

Marfat.com

رسالت کی آمد آمد ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی‘ اسی لیے ماہ ربیع الاوّل خصوصی اہمیت و عظمت کا حامل ہے کیونکہ اس ماہ مبارک میں پہلوئے آمنہ سے اس عظیم ترین ہستی کا ظہور ہوا‘ جو وجہ تخلیق کائنات ہے‘ یوں تو سارا سال حضور کے تذکرے سرکار جمیل کی محفلیں منعقد ہوتی رہتی ہیں‘ لیکن جونہی ربیع الاوّل کی آمد ہوتی ہے‘ مسرتوں اور خوشیوں کا ایک سیل رواں شہر شہر‘ گاؤں گاؤں‘ بستی بستی اُمڈ آتا ہے اور اہل ایمان قریہ قریہ بے ساختگی کے عالم میں محافل میلاد اور جلسے جلوس کی صورت میں اپنے محبوب نبی سے اپنی قلبی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں‘ یہ سلسلہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تھمتا نہیں بلکہ ایک دیدنی جوش وخروش کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

محافل میلاد میں تحریر وتقریر اور نعت وبیان کے ذریعے حضور رحمت عالم ؐ کے حضور شاعر نعت خواں اور خطباء حضرات اپنے گلہائے عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق نظم ونثر کے پیرائے میں تخلیق وولادت اور عظمت وشانِ مصطفیٰ میں رطب اللسان ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ میلاد النبی کے لیے برپا کی جانے والی محافل میں عشق کے ترانے چھیڑے جاتے ہیں‘ حضور کے فضائل وشمائل اور فضائل وکمالات کا ذکر جمیل بڑے والہانہ انداز سے کیا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت کے احوال اور رشکِ زمانہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی آغوشِ عاطفت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے حالات وواقعات کا تذکرہ ان پاکیزہ محافل ومجالس میں قلب وروح کے تار ہلا دیتا ہے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والضحیٰ چہرے اور واللیل زلفوں کا دل آویز بیان حاضرین کی سماعتوں میں چاشنی بن کر اترتا ہے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات وکمالات بیان کیے جاتے ہیں تو وجد ومستی کے ایسے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں جنہیں صرف محسوس کیا جا سکتا ہے‘ انہیں بیان کرنے کی سکت کسی قلم اور زبان میں نہیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک

Marfat.com

تقریبات میں حسن صورت و سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے تو ہوتے ہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر الجہت شانوں کا بیان، اہل ایمان کے دلوں میں عشق ومحبت کی وہ شمع فروزاں کر دیتا ہے جس کی ضوء شبستان زندگی کو منور کر دیتی ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان کو جلا بخشنے کا ایک انتہائی مؤثر ومجرب ذریعہ ہے، اس سے وہ قوت پیدا ہوتی ہے جسے اقبال رحمۃ اللہ علیہ قوتِ عشق کا نام دیتے ہیں اور جس کی بدولت اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیا پاشیوں سے شبستانِ دہر میں اجالا کیا جا سکتا ہے، یہی جشن میلاد منانے کا مدعا و مقصود ہے، یعنی بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

میلاد مصطفیٰ کے اجزائے تشکیلی اور اس کے اندر ہونے والی ایمان افروز اور روح پرور سرگرمیوں کو درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔

## مجالس واجتماعات کا اہتمام

عید میلاد النبی کے پرمسرت موقع پر محافل نعت، مجالس ذکر مصطفیٰ اور خصوصی اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں جن میں لوگ انتہائی عقیدت واحترام اور جوش وخروش سے شریک ہوتے ہیں اور اپنے قلوب واذہان کو محبوبِ خدا کے ذکر جمیل سے معطر ومعنبر کرتے ہیں، بیان میلاد رسول کے لیے ایسے اجتماعات کا اہتمام کرنا خود سنت و سیرت سرورِ کائنات سے ثابت ہے، دلیل میں چند احادیث بطور حوالہ پیش کی جاتی ہیں۔

## (۱) تلاوتِ قرآن مجید

حضور پرنور، شافع محشر کے میلاد پاک کی محفل میں سب سے پہلا کام جو کیا جاتا ہے، وہ قرآن پاک کی تلاوت ہے، آیئے قرآن وحدیث سے تلاوت کی فضیلت و

Marfat.com

اہمیت معلوم کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَ قُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ○ (پ۲۳، الزمر: ۲۳)

(ترجمہ کنزالایمان:) اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی، اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں، یادِ خدا کی طرف رغبت میں اللہ کی ہدایت ہے، راہ دکھائے اس سے جسے چاہے اور جسے اللہ گمراہ کرے، اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔

## اس بارے میں احادیث کریمہ

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔

(مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ القرآن، سورۃ البقرہ، رقم: ۸۰۴، ص ۴۰۳)

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک، شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافع رنج و ملال، صاحب جود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، رقم: ۵۰۲۷، ۳، ص ۴۱۰)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے

Marfat.com

محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر محتاجی نازل ہو پھر وہ لوگوں سے سوال کرنے لگے تو اس کی محتاجی ختم نہیں ہو گی اور جس پر محتاجی طاری ہوا اور وہ اللہ عزوجل سے سوال کرے تو قریب ہے کہ اللہ عزوجل اسے جلد یا بدیر رزق عطاء فرمائے۔ (ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ہم الدنیا وحبھا، رقم: ۲۳۳۳، ج ۴ ص ۱۴۹)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک لوگوں میں سے کچھ اللہ والے ہیں، صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: قرآن پڑھنے والے یہی لوگ اللہ والے اور خواص میں شامل ہیں۔

(ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضل من تعلم القرآن وعلمہ، رقم: ۲۱۵، ج ص ۱۴۰)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود وسخاوت، پیکر عظمت وشرافت، محبوبِ ربِ العزت، محسنِ انسانیت نے فرمایا: جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت توجہ کے ساتھ سنی، اس کے لیے نیکی اضافہ کے ساتھ لکھی گئی اور جس نے اس کی تلاوت کی، وہ آیت قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگی۔ (مسند احمد، مسند ابی ہریرہ، رقم ۸۵۰۲، ج ۳ ص ۲۴۵)

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وصیت فرمایئے! تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کے خوف کو خود پر لازم کرلو کیونکہ یہی ہر کام کی اصل ہے، میں نے عرض کیا: مزید نصیحت فرمایئے! تو ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن کی تلاوت کو خود پر لازم کرلو کیونکہ یہ تمہارے لیے زمین میں نور اور آسمانوں میں ذخیرہ ہوگی۔

(الترغیب والترہیب، کتاب قراءۃ القرآن، باب الترغیب فی قراءۃ القرآن، رقم: ۱۰، ج ۲ ص ۲۲۷)

قارئین محترم! قرآن پاک کی آیت سے معلوم ہوا کہ تلاوتِ قرآن سے دل

Marfat.com

نرم ہوتے ہیں اور اللہ عزوجل کا خوف حاصل ہوتا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوا کہ تلاوتِ قرآن مجید سے قرآن کی شفاعت دوسرا فائدہ تلاوتِ قرآن مجید کرنے والا سب سے بہتر ہے' تیسرا فائدہ یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن سے محتاجی ختم ہوتی ہے' چوتھا یہ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے والے اللہ والے ہیں' پانچواں فائدہ یہ کہ تلاوت کرنے اور سننے والے کو نیکیاں ملتی ہیں' چھٹا فائدہ یہ کہ تلاوتِ قرآن سے رحمت نازل ہوتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے' جب اتنے فائدے ہیں تلاوتِ قرآن کے تو منع کرنے والے کو ہم صرف بدبخت اور نامراد ہی سمجھتے ہیں۔

## (۲) نعت خوانی

محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو دوسرا کام کیا جاتا ہے وہ ہے حضور کی نعت خوانی۔ آیئے! قرآن وحدیث سے اس کے جواز پر دلائل ملاحظہ فرمائیں:

اے میرے محترم بزرگو اور دوستو!

محافل میلاد النبی کا ایک اہم ترین عنصر حضور کی مدح سرائی اور نعت خوانی ہے' اہلِ اسلام اس دن محافلِ نعت منعقد کر کے اپنے محبوب پیغمبر کے ساتھ اپنی بے پناہ محبت اور جذباتی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں' نعتِ مصطفیٰ کوئی نیا عمل نہیں بلکہ قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

## قرآن میں نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں متعدد مواقعوں پر اپنے محبوب پیغمبر کا ذکرِ جمیل پیرایۂ نعت میں کیا ہے' حضور نبی اکرم سے جب بھی روئے خطاب ہوا تو نام لینے کے بجائے کبھی ''یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ'' کہا اور کبھی ''یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ'' اور کبھی ''یٰسٓ'' اسی طرح کلام مجید میں کہیں ''والضحی'' کہہ کر آپ کے روشن چہرے کی قسم بیان فرمائی اور کہیں ''واللیل'' کہہ کر آپ کی شب تاریک سی سیاہ زلفوں کو لائق قسم قرار دیا۔

Marfat.com

همه قرآن در شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کہ مصداق پورے کا پورا قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور نعت ہی تو ہے' اس کے اظہار کے مختلف پیراؤں میں نعت ہی کا رنگ صاف جھلکتا دکھائی دیتا ہے' جیسے فرمایا:

(۱) طٰهٰ ۞ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۞ (القرآن' طٰہٰ ۲۰: ۱'۲)

طٰہٰ ۞ (اے محبوب مکرم!) ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت یوں بیان فرمائی:

(۲) يٰسٓ ۞ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ ۞ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۞

(القرآن' یٰسین ۳۶: ۱'۲)

یاسین (اے سرورِ دوعالم) قسم ہے اس قرآن کی (جو حکمت سے بھرپور ہے) بے شک آپ (اللہ کے) پیغمبروں میں سے ہیں۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت کو بیان فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۞ (القرآن' الانبیاء ۲۱: ۱۰۷)

اور اے رسولِ محتشم! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔

(۴) آپ کے خلقِ عظیم کا ذکر فرمایا:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ۞ (القرآن' القلم' آیت: ۴)

اور یقیناً آپ کا خلق عظیم الشان ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنی نعت سننا

حضور نبی اکرم خود محفل نعت منعقد فرماتے ہیں اور حضرت حسان بن ثابت کو فرماتے کہ وہ مدح میں لکھے ہوئے قصائد پڑھ کر سنائیں' اسی طرح بعض دیگر صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے ہیں کہ وہ مدح میں لکھے ہوئے قصائد پڑھ کر سنائیں' اسی طرح بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حضور کی مدح سرائی کا شرف حاصل ہوا۔

اس حوالے سے چند روایات درج ذیل ہیں:

## حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما سے نعت سننا

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ کی نعت بیان کرتے یا فرمایا کہ حضور القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتے ہیں' جب تک وہ رسول اللہ کی نعت بیان کرتے ہیں یا ان کا دفاع کرتے ہیں۔

(ترمذی' الجامع الصحیح' ج۵ص۱۳۸' کتاب الادب باب فی انشاد الشعر' رقم:۲۸۴۶- حاکم' المستدرک' ج۳ص۵۵۴' رقم:۶۰۵۸- احمد بن حنبل' المسند' ع۲۶' ۷' رقم: ۲۴۴۸۱- ابویعلیٰ' المسند' ج۸ص۱۸۹' رقم:۴۶۷۴۶-واسطی' تاریخ واسط' ج۱ص۱۹۷-اسماعیلی معجم شیوخ ابی بکر اسماعیلی' ج۲ص۵۶۱' رقم:۱۹۵)

قارئین محترم! قرآن مجید اور احادیث مبارکہ اور معمولِ صحابہ سے معلوم ہوا کہ حضور تاجدارِ رسالت شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی' نعت خوانی اللہ عزوجل اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔ اپنا اپنا نصیب ہے' ہم اہل سنت جس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کھاتے ہیں اسی آقا کا گاتے ہیں' اسی لیے ہم کہتے ہیں:

جیدا کھائیے اے اوہدا گائیے دنیا دا دستور اے
ذکر نبی کردے رہیے دلاں دا سرور اے

## (۳) تقریر کرنا (یعنی حضور کے میلاد اور صورت وسیرت کے واقعات بیان کرنا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بیانِ میلاد کے لیے جلسہ کا اہتمام

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد میں تیسرا کام جو کیا تھا' وہ یہ کہ حضور مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت اور میلاد شریف بیان کرنے کے لیے کسی

Marfat.com

سنی عالم دین کو بلا دیا جاتا ہے۔ آیئے! احادیث مبارکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے میلاد مبارک کی محفل میں خود بیان کرنا ثابت ہے۔ ملاحظہ کریں!

## جلسہ کا اہتمام

(۱) حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے:

''حضرت عباس' حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (اس وقت) ان کی کیفیت ایسی تھی گویا کہ انہوں نے (حضور کے متعلق کفار سے) کچھ (نازیبا الفاظ) سن رکھے تھے (اور وہ حضور کو بتانا چاہتے تھے)۔ (حضرت عباس نے یہ کلمات حضور کو بتائے یا آپ علمِ نبوت سے جان گئے) تو حضور منبر پر قیام فرما ہوئے اور فرمایا: میں عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں' اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس مخلوق میں سے بہتر مخلوق (انسان) کے اندر مجھے پیدا فرمایا اور پھر اس بہترین مخلوق کے دو حصے (عرب و عجم) کیے اور ان دونوں میں سے بہترین حصہ عرب میں مجھے پیدا کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس حصے کے قبائل بنائے اور ان میں سے بہترین قبیلہ (قریش) کے اندر مجھے پیدا کیا اور پھر اس بہترین قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب (بنو ہاشم) میں پیدا کیا''۔

(ترمذی' الجامع الصحیح' ج۵ص۵۴۳' کتاب الدعوات' رقم:۳۵۳۲-ترمذی' الجامع الصحیح' ج۵ص۵۸۴' کتاب الدعوات' رقم:۳۶۰۸-احمد بن حنبل نے (المسند ج۱ص۲۱۰' رقم:۱۷۸۸) میں آخر حدیث میں' فانا خیر کم بیتا و خیر کم نفسا '' کا اضافہ کیا ج۴ص۱۶۵-ہیثمی' مجمع الزوائد ج۸ص۲۱۶-بیہقی' دلائل النبوۃ' ج۱ص۱۶۹-حسام الدین ہندی' کنز العمال' ج۱۱ص۴۱۵' رقم:۳۱۹۵-لالکائی' اعتقاد اہل السنۃ' ج۴ص۷۵۲' رقم:۱۴۰۱)

اس حدیث مبارکہ میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے واضح الفاظ میں اپنی ولادت (میلاد پاک) کا بیان فرمایا' اپنے

Marfat.com

نسب شریف، عالی مرتبت خاندان اور گھرانے کا ذکر کیا اور اس بیان کے لیے معمول سے ہٹ کر جلسہ کا اہتمام فرمایا، منبر پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا، ہمارے یہاں بھی میلاد النبی کے جلسہ کے خصوصی اہتمام کے ساتھ یہی موضوعات اور معمولات ہوتے ہیں۔

## بیان شرف وفضیلت کیلئے جلسہ کا اہتمام

(۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک روز حضور باہر (میدانِ اُحد کی طرف) تشریف لے گئے، پس آپ نے شہدائے اُحد پر نمازِ جنازہ کی طرح نماز پڑھی، پھر منبر پر رونق افروز ہوئے (اور) فرمایا: بے شک میں تمہارا پیش رو ہوں، اور میں تم پر گواہ (تمہارے احوال سے باخبر) ہوں، اور اللہ کی قسم! میں اس وقت حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطاء کی گئی ہیں، اللہ کی قسم! مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے، البتہ یہ خوف ضرور ہے کہ تم دنیا پرستی میں باہم فخر ومباہات کرنے لگو گے۔

(بخاری، الصحیح، ج ۱ ص ۴۵۱، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشہید، رقم: ۱۲۷۹۔ بخاری، الصحیح، ج ۳ ص ۱۳۱۷، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، رقم: ۱۴۰۱۔ بخاری، الصحیح، ج ۴ ص ۱۴۹۴، کتاب المغازی، باب احد یحبنا، رقم: ۳۸۵۷۔ بخاری، الصحیح، ج ۵ ص ۲۳۶۱، کتاب الرقاق باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا التنافس فیھا، رقم: ۶۰۶۲۔ بخاری، الصحیح، ج ۵ ص ۲۴۰۸، کتاب الحوض، باب فی الحوض، رقم: ۶۲۱۸۔ مسلم، الصحیح، ج ۴ ص ۷۹۵، کتاب الفضائل، باب اثبات الحوض، رقم: ۲۲۹۶۔ ابن حبان، الصحیح، ج ۷ ص ۴۷۳، رقم: ۳۱۶۸۔ ابن حبان، الصحیح، ج ۸ ص ۱۸، رقم: ۳۲۲۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ج ۴ ص ۱۴۹۔ احمد بن حنبل، المسند، ج ۴ ص ۱۵۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۴ ص ۱۴، کتاب الجنائز۔ طبرانی، المعجم الکبیر ج ۱۷ ص ۲۷۸، رقم: ۷۶۷۔ رویانی، المسند، ج ۱ ص ۱۵۷، رقم: ۱۷۹۔ بغوی، شرح السنہ ج ۱۴ ص ۴۱، رقم: ۳۸۲۳۔ حسام الدین ہندی، کنز العمال، ج ۱۴ ص ۴۱۲، رقم: ۳۹۱۲۲۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۶ ص ۳۳۔ ابن عبدالبر، التمہید، ج ۲ ص ۳۰۲، رقم: ۱۲۹۲)

Marfat.com

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ حضور نے صحابہ کرام سے خطاب کرنے کے لیے انہیں طلب کیا اور برسرِ منبر اپنے ذاتی فضائل کا بیان فرمایا' اس کے ساتھ ساتھ ان کی روحانی تربیت کرتے ہوئے میدانِ اُحد میں صحابہ کرام کو جمع کر کے جلسہ منعقد کیا گیا' جس کے لیے منبر کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا' کیونکہ وہاں کوئی مسجد تو نہ تھی کہ جس کے اندر منبر پہلے سے موجود تھا اور حضور نے اس پر کھڑے ہو کر اپنی شرف وفضیلت کو بیان فرمایا' یہ حدیث جلسہ میلادِ مصطفیٰ کی واضح دلیل ہے۔

(۲) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے:

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے میں ہی اپنی قبر سے باہر نکلوں گا اور جب سب لوگ بارگاہِ ایزدی میں اکٹھے ہوں گے تو میں ہی ان کا پیشوا ہوں گا اور جب سب لوگ خاموش ہوں گے تو میں ہی کلام کروں گا اور جب کوئی کلام نہ کر سکے گا تو میں ہی ان کی شفاعت کروں گا اور جب لوگ مایوس ہوں گے تو میں ہی ان کو نجات کی خوشخبری دوں گا' بزرگی اور جنت و رحمت کی چابیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمدِ الٰہی کا جھنڈا) اس روز میرے ہاتھ میں ہوگا' میری عزت خدا کے نزدیک تمام اولادِ آدم سے زیادہ ہے' اس روز ہزاروں خادم میرے اردگرد گھوم رہے ہوں گے' ایسا معلوم ہوگا کہ وہ (گردوغبار سے محفوظ) سفید (خوبصورت) انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔

(ترمذی' الجامع الصحیح' ج ا ص ۲۰۱' کتاب المناقب' باب فی افضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم' رقم: ۳۶۱۰ - دارمی' السنن' ج ا ص ۳۰ - بغوی' شرح السنہ ج ۱۳ ص ۲۰۳' رقم: ۳۶۲۴ - بیہقی' دلائل النبوۃ ج ۵ ص ۴۸۴)

(۳) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اتنے

Marfat.com

میں حضور باہر تشریف لے آئے جب ان کے قریب ہوئے تو سنا کہ وہ آپس میں کچھ تذکرہ کر رہے ہیں' ان میں سے ایک نے کہا کہ میرے نزدیک بڑے تعجب کی بات ہے' اللہ نے اپنی مخلوق سے (ابراہیم کو اپنا) خلیل بنایا' دوسرے نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کا کلام اور اس کی روح ہیں' تیرے نے کہا موسیٰ کلیم اللہ ہیں' چوتھے نے کہا کہ آدم کو اللہ نے برگزیدہ کیا' چنانچہ رسول اللہ ان کے حلقے میں تشریف لے آئے۔ حضور نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کا کلام اور تعجب کرنا سن لیا ہے' ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں' بے شک وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ اللہ سے سرگوشی کرنے والے اور وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں' وہ ایسے ہی ہیں اور آدم کو اللہ نے منتخب کیا اور وہ ایسے ہی ہیں' تم لوگوں کو قیامت کے دن سب سے پہلا شفیع اور پہلا مشفع ہوں گا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں اور میں وہ پہلا شخص ہوں جو بہشت کی زنجیر ہلائے گا اور اللہ اسے میرے لیے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ وہ مؤمنین ہوں گے جو فقیر (غریب و مسکین) تھے اور مجھے اس پر فخر نہیں اور اوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم و محترم میں ہی ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ (ترمذی' الجامع الصحیح' ج ۲ص ۲۰۲' کتاب المناقب' باب ماجاء فی فقد النبی' رقم: ۳۶۱۶ - دارمی' السنن' ج ۱ص ۳۰' رقم: ۴۸ - بغوی' شرح السنۃ' ج ۱۳ص ۱۹۸' رقم: ۳۶۱۷ - بغوی' شرح السنۃ' ج ۱۳ص ۲۰۴' رقم: ۳۶۲۵)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ کسی مجلس یا محفل میں حضور کے شرف وفضیلت کو بیان کرنا خود سنت رسول ہے' لہٰذا میلادِ مصطفیٰ کی محافل سجانا اور جلسوں کا اہتمام کرنا مقتضائے سنت رسول ہے۔

## (۴) درود وسلام

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں چوتھا کام جو کیا جاتا ہے' وہ حضور پرنور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود و سلام ہے۔ آیئے! اس پر دلائل ملاحظہ فرمائیں:

صلوٰۃ و سلام ایک منفرد اور بے مثل بہترین ذریعہ ہیں اور عبادات اور شاندار و مقبول عمل ہونے کی بناء پر قربِ خداوندی اور قربِ نبوی کا بہترین ذریعہ ہے۔ مقبول ترین فوری اثرات ونتائج کے حامل اعمال میں سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ صلوٰۃ و سلام کا میلادِ مصطفیٰ کے ساتھ گہرا تعلق ہے کیونکہ یہ عمل اللہ رب العزت اور ملائکہ کی سنت ہے اور وہ ہمہ وقت اپنے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور اہل ایمان کو بھی صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکمِ خداوندی ہے۔ لہٰذا محبوبِ کائنات کی اس کائنات میں تشریف آوری پر بدرجہ اولیٰ صلوٰۃ و سلام بھیجنا چاہیے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (القرآن، الاحزاب، آیت: ۵۶)

اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (یعنی جان بوجھ کر عبادات کے طور پر درود و سلام بھیجا کرو) ○

سلام بھیجنا سنت الٰہیہ ہے، ماحول، ضرورت اور زمانے کے بدلنے سے احکام میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ مگر سنت الٰہیہ میں تبدیلی نہیں ہوتی، سنت کو ہمیشہ ابدی، دائمی اور آفاقی قانون کا درجہ حاصل رہتا ہے، جو ہر دور میں بحالہ ایک ہی شکل میں قائم و برقرار رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ج (القرآن، الفاطر، آیت: ۴۳)

تو آپ ہرگز اللہ کے دستور میں تبدیلی نہ پائیں گے۔

آیت پر غور کریں تو پتا چلے گا کہ صلوٰۃ و سلام صرف اللہ کا حکم نہیں بلکہ اس میں

Marfat.com

ذاتِ باری تعالیٰ کا اپنا عمل اور سنت بھی ہے۔ اس سے حضور کے مقام و مرتبہ اور فضیلت کا پتا چلتا ہے' آیت صلوٰۃ مطلق ہے۔ اس میں وقت یا جگہ کی کیفیت کی کوئی پابندی نہیں' آپ کسی بھی کیفیت میں بیٹھ کر' لیٹ کر' کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھ سکتے ہیں' جس طرح محفل میلاد سے باہر پڑھ سکتے ہیں' اسی طرح اندر بھی پڑھ سکتے ہیں' حالت قیام جو کہ کمالِ ادب و احترام پر دلالت کرتی ہے' میں سلام پڑھنا بلند مقام کا حامل ہے۔

## قیام

محفل میلاد النبی میں بحالت قیام حضور کی ذات ستودہ صفات پر سلام عرض کرنا محبانِ مصطفیٰ کا خاصہ ہے' یہ ایک نہایت پسندیدہ عمل ہے' جس طرح حضور کی حیاتِ ظاہری میں آپ کی تعظیم و توقیر اہل ایمان پر واجب تھی اور صحابہ کرام آپ کے ادب و احترام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے تھے' اسی طرح آج بھی آپ کی تعظیم و توقیر امت پر واجب ہے' محفل میلاد و نعت کے دوران آپ پر سلام پڑھتے وقت احترام میں کھڑے ہونا' اسی ادب و تعظیم کا تسلسل ہے' جس محفل میں یہ عمل کیا جائے' اس پر انوار و برکاتِ الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے۔

اسی طرح اگر ہم ارکانِ نماز پر غور کریں تو وہ قیام' قومہ اور قعدہ ہیں' قیام نماز کا حصہ ہے تو قعود بھی نماز کا حصہ ہے' قیام عبادت ہے تو قعود (بیٹھنا) بھی عبادت ہے' قیام اللہ کے لیے ہے' قعود کس کے لیے ہے؟ قابل غور بات یہ ہے کہ فرائض نماز میں قعود کی حالت میں رسول اللہ پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے' اگر یہ حالتیں غیر خدا یا شرک ہوتیں تو آپ نماز میں شرک کے مرتکب ہو رہے ہوتے' مگر ایسا نہیں کیونکہ یہ حالتیں اللہ تعالیٰ کے لیے عبادتاً ہیں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تعظیماً ہیں۔

اعتراض کیا جاتا ہے کہ قیام عبادت کے لیے جائز ہے اور عبادت صرف اللہ کے

Marfat.com

لیے خاص ہے۔ لہٰذا قیام بھی اللہ کے لیے خاص ہوا۔ حضور کے لیے قیام کیوں؟ اس سوال کا جواب قرآن کی آیت کے واسطہ سے دیا جاتا ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰـمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ

(القرآن' آل عمران: ۱۹۱)

یہ وہ لوگ ہیں جو (سراپا نیاز بن کر) کھڑے اور (سراپا ادب بن کر) بیٹھے اور (ہجر میں تڑپتے ہوئے) اپنی کروٹوں پر (بھی) اللہ کو یاد کرتے رہتے تھے۔

اس آیت کریمہ میں تین حالتیں بیان ہوئی ہیں: اٹھنا' بیٹھنا اور لیٹنا۔ اگر قیام اللہ کے لیے ہے تو پھر قعود اور لیٹنا کس کے لیے ہے' آیت کی رو سے بیٹھنا بھی اللہ کے لیے خاص ہو گیا اور لیٹنا بھی اللہ کے لیے خاص ہو گیا' اس طرح تو سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا اور انسان کا اللہ کے سوا کسی کے لیے اٹھنا بیٹھنا' لیٹنا سب شرک ہو جائے گا۔

اس مشکل کا حل یہ ہے کہ یہ استدلال ہی ہے کہ قیام عبادت ہونے کی وجہ سے اللہ کے لیے خاص ہے' عبادت کا دارومدار نیت پر ہے' اگر قیام کی نیت اللہ کے لیے ہے تو عبادت ہے ورنہ نہیں۔

اگر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا عبادت ہے تو فقہ مالکی اور جعفری پر عمل پیرا لوگوں کے لیے کیا حکم ہے کہ ان کے یہاں ارسال الیدین (دونوں ہاتھ چھوڑنا) قیام نہیں' قیام مطلق کھڑے ہونا ہے' اس کا ہاتھ کے ساتھ تعلق نہیں چاہے کھولے جائیں یا باندھے جائیں۔

قیام سنت ہے اور یہ احادیث سے ثابت ہے' قیام کی سات اقسام ہیں:

(۱) قیام استقبال

Marfat.com

(۲) قیام محبت

(۳) قیام فرحت

(۴) قیام تعظیم

(۵) قیام اکرام انسانی

(۶) قیام سلام

(۷) قیام ذکر

## قیام صلوٰۃ وسلام

قیام کی متعدد صورتوں میں سے ایک قیام سلام ہے' حضور کی بارگاہِ عالیہ میں باادب و نیاز سلام پیش کرنا حضرت موسیٰ کی سنت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''میں موسیٰ کے پاس سے گزرا تو آپ اپنی قبر میں صلوٰۃ پڑھ رہے تھے''۔

(مسلم' الصحیح' ج ۴ص ۱۸۴۵' کتاب فضائل' باب فضائل موسیٰ' رقم: ۲۳۷۵-نسائی' السنن' ج ۳ص ۱۵۱' کتاب قیام اللیل وتطوع النہار' رقم: ۱۶۳۷- نسائی' السنن الکبریٰ' ج ۱ص ۴۱۹' رقم: ۱۳۲۹- احمد بن حنبل' المسند' ج ۳ص ۱۲۰- ابن حبان' الصحیح' ج ۱ص ۲۴۱' رقم: ۴۹- ابویعلیٰ' المسند' ج ۷ص ۱۲۷' رقم: ۴۰۸۵- فتاویٰ فیض القدیر' ج ۵ص ۵۱۹-مقریزی' امتاع الاسماع' ج ۱۰ص ۳۰۴)

حضرت انس بن مالک ہی سے ایک دوسری سند سے مروی حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں معراج کی رات سرخ وادی کے مقام پر موسیٰ کے پاس سے گزرا تو (میں نے دیکھا کہ) وہ اپنی قبر میں کھڑے صلوٰۃ پڑھ رہے تھے''۔

(مسلم' الصحیح' ج ۴ص ۱۸۴۵' کتاب الفضائل' باب فضائل موسیٰ' رقم: ۲۳۷۵- احمد بن حنبل' المسند' ج ۳ص ۱۴۸- فتاویٰ فیض القدیر' ج ۵ص ۵۱۹- بیہقی' دلائل النبوۃ' ص ۳۸۷-سبکی' شفاء السقام فی زیارت خیر

Marfat.com

الانام' ص ۱۳۷-مقریزی' امتاع الاسماع' ج ۸ ص ۲۵-مقریزی' امتاع الاسماع' ج ۱۰ ص ۳۰۴-سیوطی' الحاوی للفتاوی' ج ۲ ص ۲۶۴-سخاوی' القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع' ص ۱۶۸)

## (۵) دعا مانگنا

حضور پرنور مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی محفل میں پانچواں کام جو کیا جاتا ہے وہ ہے محفل کے اختتام پر دعا مانگنا' دعا مانگنا کتنا احسن عمل ہے۔ آیئے! قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ دعا کا کتنا بلند مقام ہے۔

## دعا مانگنے کا ثواب

قرآن مجید فرقانِ حمید میں دعا مانگنے کے بارے میں کئی آیات ہیں' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

(۱) وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (القرآن' البقرہ: ۱۸۶)

(ترجمہ کنزالایمان) اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں' دعا قبول کرتا ہوں' پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔

(۲) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ وَّاِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

(القرآن' الاعراف: ۵۵)

(ترجمہ کنزالایمان) اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ' بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

(۳) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ (القرآن' المؤمن: ۶۰)

(ترجمہ کنزالایمان) اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں

Marfat.com

قبول کروں گا۔

(۴) اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ

(القرآن، النمل: ۶۲)

(ترجمہ کنز الایمان) یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی۔

## اس بارے میں احادیث مبارکہ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے (مجھ سے کئے جانے والے) گمان کے قریب ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب، رقم: ۲۶۷۵۔ ج۱ص۳۴۶)

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم، نورِ مجسم، رسولِ اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے اُمید رکھے گا تو میں تیرے گناہوں کی مغفرت فرماتا رہوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں''۔ (ترمذی کتاب الدعوات، باب ۱۰۷، رقم ۳۵۵۱ ج۵ ص ۳۱۸)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، ماجاء فی فضل الدعاء، رقم: ۳۳۸۲، ج۵ ص ۲۶۳)

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعالمین،

Marfat.com

شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین نے فرمایا: دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے اور نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے اور بے شک بندہ گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ (الترغیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب والدعاء الخ، رقم: ۱۷، ج ۲ ص ۳۶۲)

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوبِ رب العزت، محسن انسانیت نے فرمایا: احتیاط تقدیر سے بے نیاز نہیں کرتی اور دعا نازل شدہ اور غیر نازل شدہ آفات سے نفع دیتی ہے اور جب کوئی آفت نازل ہوتی ہے تو اس کا سامنا دعا سے ہوتا ہے اور دونوں قیامت تک لڑتی رہتی ہیں۔

(مستدرک، کتاب الدعاء، باب الدعاء ینفع مما نزل، رقم: ۱۵۶، ج ۲ ص ۱۶۲)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار نے فرمایا: اللہ عزوجل سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو کیونکہ اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور خوشحالی کا انتظار کرنا، سب سے افضل عبادت ہے۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی انتظار الفراج وغیر ذالک، رقم: ۳۵۸۲، ج ۵ ص ۳۳۲)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِ اکبر نے فرمایا: تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے اور اللہ سے عافیت کے سوال سے زیادہ پسندیدہ کسی چیز کا سوال نہیں کیا گیا اور بے شک دعا نازل شدہ اور نازل نہ ہونے والی آفتوں سے نفع دیتی ہے تو اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۵۹، ج ۵ ص ۳۲۲)

Marfat.com

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّد المبلغین، حضور پاک نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہیں دشمنوں سے نجات دلائے اور تمہارے رزق میں اضافہ کر دے! اپنے دن اور رات میں اللہ سے دعا مانگا کرو کیونکہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیہ، باب الاستفسار بالدعا، رقم: ۱۸۱۹۹، ۱۰/ص ۲۲۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا مؤمن کا ہتھیار، دین کا ستون اور زمین و آسمان کا نور ہے۔

(مستدرک، کتاب الدعاء والتکبیر الدعاء سلاح المؤمن، رقم: ۱۸۳۳، ج ۵ ص ۲۴۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے یہ پسندیدہ ہو کہ اللہ عزوجل تنگ دستی کے وقت کی دعائیں قبول فرمائے، وہ خوشحالی میں دعا کی کثرت کیا کرے۔

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء ان دعوۃ المسلم، رقم: ۳۳۹۳، ج ۵ ص ۲۴۸)

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر نے فرمایا: دعا وہ تو عبادت ہے، پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۠ ○ (القرآن، المؤمن: ۶۰)

(ترجمہ کنز الایمان) اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو قبول کروں گا، بے شک وہ میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں، عنقریب جہنم

Marfat.com

میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

(جامع ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ المؤمن، رقم: ۳۲۵۸، ج ۵ ص ۱۶۶)

قارئین حضرات! جو ان مذکورہ آیتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ کو ملاحظہ کر کے بھی دعا کی افادیت کا انکار کرے، ہم اس کی عقل کی سلامتی کے دعا گو ہیں۔

## (۶) طعام اور لنگر (کھانا کھلانا)

میرے قارئین محترم!

ہاں محافل میلاد النبی میں ماکولات و مشروبات کا ہر خاص و عام کے لیے انتظام کیا جاتا ہے، انواع و اقسام کے کھانے تیار کرتے ہیں، مٹھائیاں اور شرینیاں تقسیم کی جاتی ہیں، کھانا کھلانا بہترین عمل ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے پسند کیا ہے۔

طعام کی قرآن و حدیث میں بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا○

(القرآن، الدھر، آیت: ۸، ۹)

اور (یہ لوگ ہیں جو) مسکین، یتیم اور قیدی کو اس کی (یعنی اللہ کی) محبت میں کھانا کھلاتے ہیں (ان کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ) ہم تم کو محض اللہ کی خوشنودی کے لیے کھلاتے ہیں، نہ ہم تم سے کوئی معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

(۲) مناسکِ حج میں سے ایک فعل قربانی کے جانور ذبح کرنا بھی ہے، ان قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد اللہ رب العزت نے ان کے گوشت کو خود کھانے اور باقی ضرورت مندوں کو کھلانے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

Marfat.com

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ○ (القرآن، الحج، آیت:۲۸)

پس تم اس میں سے خود (بھی) کھاؤ اور خستہ حال محتاج کو (بھی) کھلاؤ۔

ایک مقام پر فرمایا:

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ط (القرآن، الحج، آیت:۳۶)

تو تم (بھی) اس میں سے کھاؤ اور قناعت سے بیٹھے رہنے والوں کو اور سوال کرنے والے (محتاج) کو بھی کھلاؤ۔

(۳) حضور نبی اکرم، صحابہ کرام کو کھانے پر بلایا کرتے تھے، اس بارے میں قرآن کہتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ لا وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط (القرآن، الاحزاب:۵۳)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک تمہیں کھانے کے لیے نہ بلایا جائے (پہلے سے آ کر) کھانا پکنے کا انتظار نہ کرتے رہو، ہاں جب بلائے جاؤ تو آ جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو (فوراً) منتشر ہو جاؤ اور (وہاں بیٹھے) باتوں میں دل نہ بہلاؤ۔

ان آیاتِ مبارکہ سے واضح ہے کہ کھانے پر بلانا اور اپنے دوست احباب، ضرورت مندوں، محتاجوں اور بے کسوں کو کھانا کھلانا عین سنت مصطفیٰ اور حکمِ خداوندی ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی کھانا کھلانے کی کافی ترغیب دی گئی ہے:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم سے کسی شخص نے سوال کیا: بہترین اسلام کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: کھانا کھلائے یا سلام کرے تو اس

Marfat.com

شخص کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

(بخاری، الصحیح، ج ۱ص ۱۳، کتاب الایمان، باب سنان الطعام من الاسلام، رقم: ۱۲- بخاری، الصحیح، ج ۱ص ۱۹، کتاب الایمان، باب افشاء السلام، رقم: ۲۸- بخاری، الصحیح، ج ۵ص ۲۳۰۲، کتاب الاستئذان، باب السلام للمعرفۃ وغیرہ المعرفۃ، رقم: ۵۸۸۲- مسلم، الصحیح، ج ۱ص ۶۵، کتاب الایمان، باب تفاضل ایمان، رقم: ۳۹- ابوداؤد، السنن، ج ۴ص ۳۵۰، کتاب الادب، باب فی افشاء السلام، رقم: ۵۱۹۴- نسائی، السنن، ج ۸ص ۱۰۷، کتاب الایمان، باب ای الاسلام خیر، رقم: ۵۰۰۰- ابن ماجہ، السنن، ج ۲ص ۱۰۸۳، کتاب الاطعمۃ، باب سنان الطعام، رقم: ۳۲۵۳)

(۲) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ تشریف لائے تو اوّل کلام جو میں نے ان سے سنا، وہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اسلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ اور نماز پڑھو، جب لوگ سو رہے ہوں، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی، الجامع الصحیح، ج ۴ص ۶۵۲، کاب اصفۃ القیامۃ، رقم: ۲۴۸۵- ابن ماجہ، السنن، ج ۱ص ۴۲۳، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، باب فی قیام اللیل، رقم: ۱۳۳۴- ابن ماجہ، السنن، ج ۲ص ۱۰۸۳، کتاب الاطعمۃ، باب سنان الطعام، رقم: ۳۲۵۱- احمد بن حنبل، المسند، ج ۵ص ۴۵۱، رقم: ۲۳۸۳۵- دارمی، السنن، ج ۱ص ۴۰۵، رقم: ۱۴۶۰)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رحمان کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی، الجامع الصحیح، ج ۴ص ۲۸۷، کتاب الاطعمۃ، باب فضل اطعام الطعام، رقم: ۱۸۵۵- احمد بن حنبل، المسند، ج ۲ص ۱۷۰، رقم: ۶۵۸۷- دارمی، السنن، ج ۲ص ۱۴۸، رقم: ۲۰۸۱- بزار، المسند، ج ۶ص ۳۸۳، رقم: ۲۴۰۲- بخاری، الادب المفرد، ج ۱ص ۳۴۰، رقم: ۹۸۱)

(۴) حضرت عمر نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ پر کھانا کھلانے میں اسراف کا الزام لگایا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے

Marfat.com

کھانا کھلانے والا یا کھانا کھلانے والا بہت اچھے ہیں۔

(احمد بن حنبل، المسند، ج۶ص۱۶، رقم:۲۳۹۷۴-۲۳۹۷۱-طحاوی، شرح معانی الآثار، ج۴ص۳۴۰-حاکم، المستدرک، ج۴ص۳۱۰، رقم:۷۷۳۹-بیہقی، شعب الایمان، ج۶ص۴۷۸، رقم:۸۹۷۳)

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے کسی بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور خود پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو (دوزخ کی) آگ سے سات خندق جتنے فاصلے سے دور کرے گا۔ دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

(حاکم، المستدرک، ج۴ص۱۴۴، رقم:۷۱۷۲-ہیثمی، مجمع الزوائد، ج۳ص۱۳۰- طبرانی، المعجم الاوسط، ج۶ص۲۰، رقم:۲۵۱۸)

ان تمام احادیث سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ کسی کو بھی کھانا کھلانا چاہے اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو، بہترین عمل ہے۔ یہ بھی پتا چلا کہ کھانا کھلانے سے دوزخ سے رہائی ملتی ہے اور جنت میں ٹھکانہ ملتا ہے۔ لہٰذا اگر عام دنوں میں کسی بھوکے اور محتاج کو کھانا کھلانے کا اتنا زیادہ ثواب ہے تو جس دن بے کسوں کے والی، بے آسروں کے آسرا، بے سہاروں کے سہارا اور بے نواؤں کے نوا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عالمِ آب و گل میں تشریف آوری ہوئی، اس موقع پر کھانا کھلانا کتنا باعثِ اجر ہوگا۔

## (۷) چراغاں اور لائٹنگ کا اہتمام

حضراتِ محترم! عمارتوں، راستوں اور شاہراہوں پر چراغاں کرنا بھی جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجزائے تشکیلی میں سے ہے، کیا قرونِ اولیٰ میں بھی اس کی کوئی مثال ملتی ہے؟ نگاہِ تحقیق سے دیکھا جائے تو اس کی مثال نہ صرف ثقہ روایات کی روشنی میں قرونِ اولیٰ سے دیکھی جاسکتی ہے بلکہ یہ عمل خود رب ذوالجلال کی سنت ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادتِ باسعادت کے حوالے سے حضرت عثمان بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا ایک روایت میں بیان فرماتی ہیں:

وہ حضور علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس تھیں اور اُس رات جب کہ آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، فرماتی ہیں:

میں نے دیکھا کہ ہر چیز نور سے منور ہوگئی ہے۔

(طبری، تاریخ الامم والملوک، ج۱ص۴۵۴- طبرانی، المعجم الکبیر، ج۲۵ص۱۸۶- شیبانی، الاحاد والمثانی، ج۶ص۲۹، رقم:۳۲۱۰- ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج۴ص۱۹۰۰، رقم:۴۰۵۹- ماوردی، اعلام النبوۃ، ج۱ص۲۷۳- کلاعی الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ، ج۱ص۱۳۲- ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج۲ص۲۶۴- سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ج۱ص۷۸- ہیثمی، مجمع الزوائد، ج۸ص۲۲۰- عسقلانی، فتح الباری، ج۶ص۵۸۳)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت یوں مروی ہے:

بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین شام میں بصرہ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہو گئے۔ اسی قسم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اس نور سے ملک شام کے محلات اور بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصرہ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔

(طبری، تاریخ الامم والملوک، ج۱ص۴۵۵- حاکم، المستدرک، ج۲ص۶۷۳، رقم: ۴۲۳۰- طبرانی، المعجم الکبیر، ج۲۴ص۲۱۴، رقم: ۵۴۵- شیبانی، الاحاد والمثانی، ج۳ص۵۶، رقم: ۱۳۶۹- ابن اسحاق، السیرۃ، ج۱ص۲۸ رقم: ۳۲- ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۱ص۱۰۲- ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱ص۳۰۲- ماوردی، اعلام النبوۃ ج۱ص۲۷۵- ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج۲ص۲۷۵- دحلان، السیرۃ النبویہ، ج۱ص۴۶)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ سعیدہ کی رات خانہ کعبہ پر جو ستاروں سے چراغاں کیا گیا، اسے اہلِ محبت سنت الٰہیہ کے ذیل میں دیکھ سکتے ہیں۔

جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چراغاں کرنے کے حوالے سے ماضی بعید میں اہلِ مکہ کے معمولات کیا تھے؟

Marfat.com

اس کا ذکر درج ذیل ہے:

(۱) امام قطب الدین الحنفی (الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام کے صفحہ ۱۹۶ پر) رقم فرماتے ہیں:

''۱۲ ربیع الاوّل کی رات ہر سال باقاعدہ مسجدِ حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا ہے' تمام علاقوں کے علماء' فقہاء' گورنر اور چاروں مسالک کے قاضی نمازِ مغرب کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے ہیں' ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے جاتے ہیں' وہ اپنے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں' فانوس اور مشعلیں تھامے ہوتے ہیں''۔

(۲) امام محمد بن جار اللہ ابن ظہیر الجامع اللطیف کے صفحہ ۲۰۱ پر لکھتے ہیں:

''ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاوّل کی رات کو اہلِ مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں' مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں' ان لوگوں میں دیگر تینوں مذاہبِ فقہ کے ائمہ' اکثر فقہاء اور اہلِ شہر ہوتے ہیں' ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں''۔

## جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ اسراف نہیں

ہمارے آقا' جانِ کائنات' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں خرچ کرنا اسراف نہیں' کیونکہ یہ ایک امرِ خیر ہے اور ائمہ وفقہاء کے نزدیک خیر میں اسراف نہیں۔ ذیل میں ہم چند ائمہ کے اقوال درج کر رہے ہیں کہ اُمورِ خیر میں خرچ کرنا اسراف کے زمرے میں نہیں آتا۔

''حسن بن سہیل کے بیٹے سے روایت ہے کہ حسن بن سہیل نے کسی پانی پلانے والے کو اپنے گھر میں دیکھا تو اس کا حال پوچھا' اس نے اپنے حال کی تنگی ظاہر کی اور

Marfat.com

اپنی بیٹی کی شادی کرنے کا ذکر کیا۔ انہوں نے ایک ہزار درہم کی بجائے غلطی سے دس لاکھ درہم نکال کر اس پانی پلانے والے یا دودھ دینے والے کے سپرد کر دیئے۔ ان کے اہلِ خانہ نے اس عمل کو پسند نہ کیا اور رقم کی واپسی کیلئے غسان بن عباد کے پاس گئے، حالانکہ وہ بھی سخی تھا، آپ کے اہل خانہ نے جا کر اسے خبر دی تو آپ اس کے پاس آئے، تو اس نے کہا: اے امیر! بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کو پسند نہیں کرتا، تو آپ نے فرمایا: خیر میں کوئی اسراف نہیں، پھر اس کو پانی پلانے کے حال کا ذکر کیا اور کہا: اللہ رب العزت کی قسم! میں جملہ دراہم میں سے کچھ بھی واپس نہیں لوں گا جس کو میرے ہاتھ نے غلطی سے پانی پلانے والے کو دے دیئے ہیں اور میں نے اسے ادا کر دیا ہے۔

(ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الملوک الامم، ج ۱۱ ص ۲۴۱، رقم: ۱۳۹۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج ۷ ص ۳۲۲۔ ابن جرادۃ، بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، ج ۵ ص ۲۳۸۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

حلال میں کوئی اسراف نہیں صرف نافرمانی کے ارتکاب میں ہے۔

(شربینی، مغنی المحتاج، ج ۱ ص ۳۹۳۔ دمیاطی، اعانۃ الطالبین، ج ۲ ص ۱۵۷)

سفیان ثوری فرماتے ہیں:

حلال کام میں اسراف کا احتمال نہیں ہوتا۔ (ابونعیم اصبہانی، حلیۃ الاولیاء، وطبقات الاصفیاء، ج ۶ ص ۳۸۲۔ شربینی، مغنی المحتاج، ج ۱ ص ۳۹۳۔ دمیاطی، اعانۃ الطالبین، ج ۲ ص ۱۵۷)

## شوکت اسلام کیلئے انتظامات

حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ میں خانہ کعبہ میں شیبہ کے ساتھ کرسی پر بیٹھا تو اس نے کہا کہ اسی جگہ پر عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، انہوں نے فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ اس (کعبہ) میں سے تمام زرد وسفید (سونا اور چاندی) تقسیم کردوں، میں نے کہا: بے شک آپ کے صاحبوں (حضور علیہ السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) میں سے کسی نے

Marfat.com

ایسا نہیں کیا، تو انہوں نے فرمایا: ان دونوں کی اقتداء کرنا مجھ پر لازم ہے (یعنی یہ مال تقسیم نہیں کروں گا)۔

(بخاری، الصحیح، کتاب الحج، باب کسوۃ الکعبۃ، ج ۲ ص ۵۷۸، رقم: ۱۵۱۷- بخاری، الصحیح، کتاب الاعتصام والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ، ج ۶ ص ۲۶۵۵، رقم: ۶۸۴۷- احمد بن حنبل، المسند، ج ۳ ص ۴۱۰- طبرانی، المعجم الکبیر، ج ۷ ص ۳۰۰، رقم: ۷۱۹۶- بیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۵ ص ۵۹، رقم: ۹۵۱۱- ابن حزم، المحلی، ج ۴ ص ۲۴۸)

امام ابن حجر عسقلانی نے کعبہ شریف کا خزانہ تقسیم نہ کرنے کی ایک وجہ یہ لکھی ہے:

**فی ذلك تعظيم الاسلام وترهب العدو** ۔(فتح الباری، ج ۳ ص ۴۵۷)

اس میں تعظیم اسلام اور دشمنوں کو ڈرانا معلوم ہوتا ہے۔

اور مزید لکھتے ہیں:

اور تقی الدین سبکی نے باب کی حدیث (درج بالا) سے خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سونے اور چاندی کی قنادیل لٹکانے کا استدلال کیا۔

عسقلانی، فتح الباری، ج ۳ ص ۴۵۷

کعبہ کے غلاف کے بارے میں لکھتے ہیں:

بے شک کعبہ کو دیباج (قیمتی ریشم کے کپڑے) کے ساتھ ڈھانپنے کی تجویز پر اجماع ہو گیا ہے۔

قاضی زین الدین عبدالباسط کو بحکم شاہی اس کا غلاف تیار کرنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے نہایت عمدگی سے تیار کیا، ابن حجر عسقلانی اس بارے میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اس کی عمر اور رزق میں اضافہ کرے، اس نے کعبہ کو اتنا حسین کیا کہ کوئی بھی اس کے حسن کو بیان کرنے سے عاجز ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس پر بہترین جزاء دے۔(فتح الباری، ج ۳ ص ۴۶۰)

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر تعظیم اسلام، عظمتِ اسلام، شوکتِ اسلام

Marfat.com

اور دشمنوں پر رعب و دبدبہ کیلئے کعبہ کی آرائش و زیبائش کی جا سکتی ہے۔ سونے اور چاندی کی قنادیل، شمعیں اور لائٹس کے ساتھ کعبہ میں روشنی کی جا سکتی ہے، بہترین ریشم کو کعبہ کی زینت بنایا جا سکتا ہے تو پھر کائنات کے دولہا حضور نبی اکرم کی ولادت باسعادت پر محبت کا ثبوت دیتے ہوئے اور والہانہ عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گلی، محلوں، بازاروں اور مسجدوں کو کیوں نہیں سجایا جا سکتا؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کائنات کی روح ہے، اگر یہ روح جلوہ گر نہ ہوتی تو نہ عرش وفرش ہوتے نہ کعبہ و بت خانہ۔ آپ علیہ السلام کے صدقے میں کعبہ ملا، اگر کعبہ کو سجایا جا سکتا ہے تو حضور پاک علیہ السلام کے میلاد پر چراغاں کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کے میلاد پر آرائش و زیبائش کا اہتمام کرنا بدرجہ اتم مستحسن عمل ہے۔

## (۸) عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن جلوس

حضراتِ محترم! عید میلاد النبی کے دن درودوں اور سلاموں کی جلو میں جلوس نکالنا بھی تقریباتِ میلاد کا ضروری حصہ بن چکا ہے۔ غلامانِ رسولِ عربی کا یہ عمل بھی صحابۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوس نکالے گئے، جن میں صحابہ کرام شریک ہوئے۔ درج ذیل احادیث سے جلوس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے:

## انصارِ مدینہ کے استقبالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جلوس

حدیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام کی مدینہ منورہ آمد کا واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

ان دنوں جب آپ علیہ السلام کی آمد متوقع تھی، مدینہ منورہ کے مرد و زن، بچے اور بوڑھے ہر روز جلوس کی شکل میں دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے، آپ کے استقبال کے لیے مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر قبا کے مقام پر جمع ہو جاتے، جب ایک روز سیّد

Marfat.com

کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہجرت کی مسافتیں طے کرتے ہوئے نزول اجلال فرمایا تو اس دن اہلِ مدینہ کی خوشی دیکھنے کے لائق تھی' اس دن ہر فرد فرطِ مسرت سے گھر سے باہر نکل آیا اور شہر مدینہ کی گلی کوچوں میں ایک جلوس کا سا سماں بن گیا۔

حدیث مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں:

مرد اور عورتیں گھروں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام راستوں میں پھیل گئے' بآوازِ بلند کہہ رہے تھے: ''یا محمد! یارسول اللّٰه! یارسول اللّٰه!(صلی اللّٰه علیه وسلم)''۔

(مسلم' الصحیح' ج ۴ص ۲۳۱۱' کتاب الزہد' باب فی حدیث الھجرۃ۔ ابو یعلیٰ' المسند' ج ۱ص ۱۰۷' رقم:۱۱۶۔ ابن حبان' صحیح' ج ۱۵ص ۲۸۹' رقم: ۶۸۷۰)

اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سواری پر دیکھ کر دل و جان نثار کرنے والے غلاموں پر کیف و مستی کا ایک عجیب سماں طاری ہو جاتا ہے۔ اچانک نعرے بلند ہونے لگتے ہیں:

اللّٰه اکبر قد جاء رسول اللّٰه　اللّٰه اکبر جاء رسول اللّٰه

اللّٰه اکبر جاء رسول اللّٰه　اللّٰه اکبر جاء رسول اللّٰه

معصوم بچیاں اور اوس و خزرج کی عفت شعار دوشیزائیں دف بجا بجا کر دل و جان سے محبوب تر اور عزیز تر اپنے مہمان کو ان اشعار سے خوش آمدید کہہ رہی تھیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع　وجب الشکر علینا ما دعا للّٰه داع

ایها المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

## فتح مکہ کے موقع پر عظیم الشان جلوس

اسی طرح حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ فتح مکہ کے موقع پر ایک عظیم الشان جلوس کی صورت میں جب

Marfat.com

مسلمان حضور علیہ السلام کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما باآوازِ بلند اللہ کی شان وشوکت اور حضور علیہ السلام کی نعت بیان کررہے تھے۔

گزشتہ صفحات میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجزائے تشکیلی بیان کیے گئے۔ہم دیکھتے ہیں کہ وہ تمام اجزاء جن سے مل کر ایک محفل کو وجود ملتا ہے' سب جائز ہیں۔ان میں سے ایک عمل بھی ایسا نہیں جس کی اصل موجود نہ ہو' یا کوئی قرآن وسنت سے متصادم ہو' جب یہ اجزاء الگ الگ طرز پر جائز ہیں تو مجموعی طور پر محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں جائز کیوں نہیں۔

## میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کے جوابات

سوال ۱: محفلِ میلاد کا آغاز ۶۰۴ھ میں ہوا اور اس کا بانی ایک بے دین حکمران مظفر الدین تھا؟

قارئین کرام! یہ اعتراض مندرجہ ذیل متعدد وجوہ کی بناء پر باطل ہے:

اوّلاً: محفلِ میلاد یعنی ایسی محفل جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے حالات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہو' کے بانی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہیں۔اس کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے تذکرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت رونما ہونے والے ایمان افروز واقعات قرآن وحدیث اور کتب وسیر وتواریخ میں پہلے ہی سے موجود تھے اور اہل اسلام ہمیشہ سے محفلِ میلاد منعقد کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان نعمت کے حصول پر خوشی ومسرت کا اظہار کرتے آئے ہیں۔حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

(۱) علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی (المتوفی ۵۹۶ھ) فرماتے ہیں:

اہلِ مکہ و مدینہ، اہلِ مصر، یمن، شام اور شرق تا غرب عالمِ اسلام ہمیشہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے موقع پر محافلِ میلاد کا انعقاد کرتے اور ماہ ربیع الاوّل کے ظہور کے ساتھ ہی خوشیاں مناتے چلے آرہے ہیں۔

(بیان المیلاد النبوی، ص ۵۸)

قارئین محتشم! علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ کی وفات ۵۹۶ھ میں ہوئی اور آپ اس رسالہ مبارکہ میں لکھتے ہیں کہ اہلِ اسلام ہمیشہ سے محافل میلاد منعقد کرتے رہے ہیں جو کہ اس مؤقف کی بھرپور توثیق و حمایت ہے کہ محفلِ میلاد ۶۰۴ھ کی پیداوار نہیں بلکہ ایسی محافل کا انعقاد کرنا اہلِ اسلام کا زمانہ قدیم سے ہی وطیرہ رہا ہے:

(۲) علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

ولا زال اهل الاسلام تحتفلون بشهر مولده علیه السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیاله بانواع الصدقات ویظهرون السرور۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں اہلِ اسلام ہمیشہ محفلِ میلاد منعقد، دعوت کا اہتمام کرتے ہیں، میلاد کی راتوں میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔

(المواہب اللدنیہ، ج ۱ ص ۱۴۸)

اس عبارت کو بعینہٖ یا بالفاظِ مختلفہ مندرجہ ذیل علماء و مشائخ نے اپنی اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے:

☆ امام محمد بن یوسف الصالحین (المتوفی ۹۴۲ھ) سبل الہدیٰ، ص ۳۶۲

☆ ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) المورد الروی فی المولد النبوی، ص ۲۶

Marfat.com

☆ علامہ علی بن برہان الدین حلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ) انسان العیون، ج ۱ص ۸۴
☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) ماثبت السنۃ ج ۱ص ۱۵۵
☆ علامہ حسن بن محمد دیار بکری (المتوفی ھ) تاریخ الخمیس، ج ۱ص ۲۵۲

ثانیاً: حاکم اربل ابوسعید مظفر آپ کی تحقیق کے مطابق اگر بے دین وکذاب ہی ہوں، پھر بھی یہ بات ہمیں مضر نہیں اور آپ کو مفید نہیں، کیونکہ کوئی بھی امر مستحسن کسی بے دین وفاسق وفاجر شخص کے آغاز یا عمل کرنے کی وجہ سے بدعت یا قبیح قرار نہیں پاتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

**من سن فی الاسلام سنة حسنه فله اجرها واجر من عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شيء.** (مسلم، ج ۱ص ۳۲۷)

ترجمہ: جو شخص اسلام میں نیک کام کی ابتداء کرے، اسے اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا اور ان عاملین کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

حدیث مذکور میں لفظ "من" (جو شخص) اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کسی نیک کام کی ابتداء کوئی احسن کردار کا مالک شخص کرے یا فاسق وفاجر، بہر حال وہ کام امر مستحسن ہی رہے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کو بھی اجر ملے گا، پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ کیا کوئی عمل خیر صرف اس وجہ سے ناجائز قرار پائے گا کہ کوئی بد مذہب اس کا عامل ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو کیا اگر کوئی چور، ڈاکو، زانی، شرابی یا مرتکب کبیرہ گناہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرے، غریبوں کی مدد کرے، یتیموں کی کفالت کرے، مساجد و مدارس تعمیر کرے تو کیا ہمیں صرف اس وجہ سے ان تمام اُمور کو معاذ اللہ ناجائز وممنوع قرار دے دینا چاہیے کہ ان کا عامل ایک فاسق وفاجر شخص ہے۔ یاللعجب!

ثالثاً: حاکم اربل ابوسعید مظفر پر تنقید کا بازار گرم کرنے اور ان کی کردار کشی کرنے

Marfat.com

سے آپ کا مدعیٰ کیا ہے؟ کیا آپ اس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بے دین و گمراہ افراد سے جو کام بھی صادر ہوگا' وہ ہر حال میں قبیح و مذموم ہوگا؟ آپ کا مؤقف واقعۃً یہی ہے جیسا کہ آپ کے سوال سے عیاں ہے' لہٰذا مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ نے احادیث مطہرہ کو پس پشت ڈال کر یہ اعتراض وارد کیا ہے۔ اس ضمن میں ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:

ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر ۔

(لفظ للمسلم' رقم:۱۶۲- بخاری' رقم:۳۸۸۲-مسند امام احمد' رقم:۷۷۰۴-دارمی' رقم:۲۴۰۵)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسقوں کے ذریعہ بھی تقویت دیتا رہتا ہے۔

لہٰذا بر سبیل تنزل اگرچہ حاکم اربل واقع میں غیر ثقہ بھی ہوں تو پھر بھی اس سے محفلِ میلاد کے جواز و اثبات میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی فساق و فجار سے بھی اپنے دین کا کام لے لیتا ہے۔

مزید برآں مخالفین بھی اذان کے وقت' تقاریر و خطبات کے دوران' حتیٰ کہ جماعت کراتے وقت مکبرین کو پس پشت ڈال کر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرتے ہیں۔ نیز ٹیلیفون' موبائل فون وغیرہ کا استعمال بھی بکثرت کرتے ہیں۔ جناب معترض صاحب! کس مدرسے کے مفتی نے یہ چیزیں ایجاد کی ہیں؟ کیا ان چیزوں کی ایجاد و استعمال امر مستحسن ہے یا قبیح؟ اگر مستحسن ہے تو ہمارا مؤقف ثابت اور قبیح ہے تو آپ کا نامہ اعمال سیاہ: ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

رابعاً: معترضین کا شہنشاہ ابوسعید مظفر الدین کو بے دین قرار دینا بھی دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ ہم ان کی توثیق میں چند حوالہ جات ہدیہ ناظرین

Marfat.com

کرتے ہیں، جس سے حق صبح روشن کی طرح آشکار ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ)

(۱) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

**صاحب اربل الملك المظفر ابو سعيد كوكبوری بن زين الدين علی ابن بكتكين احد الملوك الامجاد والكبراء الاجود وكان له آثار حسنة.** (حسن المقصد ص ۱، البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۱۸)

ترجمہ: حاکم اربل ابو سعید کوکبوری مظفر الدین عظیم المرتبت و فیاض حکمرانوں میں سے ایک ہیں اور انہوں نے بہت سے نیکی کے کام کیے۔

(۲) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۷۴ھ) بیان فرماتے ہیں:

**كان مع ذالك شهما شجاعا فاتلا بطلا عاقلا عالما عادلا رحمه الله واكرم مثواه.** (البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۱۸، سبل الہدیٰ ج ۱ ص ۳۶۲)

ترجمہ: آپ ایک ذکی القلب، دلیر، بہادر، جرأت مند، زیرک، عالم اور عادل تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل کرے اور معزز مقام و مرتبہ سے نوازے۔

(۳) معترض حاکم اربل پر جرح کرتے ہوئے تاریخ ابن خلکان سے چند الفاظ تو نقل کر دیتے ہیں لیکن باقی تعریفوں کے عظیم دفاتر چپکے سے ہضم کر جاتے ہیں۔ ان کی ثقاہت کے متعلق ذرا یہ کلمات ملاحظہ فرمائیں:

**وكان كريم الاخلاق كثير التواضع حسن العقيدة.**

(وفیات الاعیان، ج ۴ ص ۱۱۹)

ترجمہ: آپ بڑے اعلیٰ اخلاق والے، کثیر تواضع والے اور اچھے عقیدے والے شخص تھے۔

(۴) اسی میں ہے:

Marfat.com

انه کان لا یتعاطی المنکر ولا یمکن من ادخاله الی البلد ۔

(وفیات الاعیان' ج ۴ص ۱۱۷)

ترجمہ: آپ بُرائی کو پنپنے کا موقع نہیں دیتے اور نہ ہی بُرائی کو شہر میں داخل ہونے دیتے۔

(۵) لو استقیت فی تعداد محاسنه لطال الکتاب فی شهرة معروفة غنیة عن الاطالة ۔(وفیات الاعیان' ج ۴ص ۱۲۰)

اگر میں ان کے تمام محاسن نقل کردوں تو کتاب طوالت اختیار کر جائے گی اور ان کی نیکیوں کی شہرت بھی طوالت سے مانع ہے۔

(۶) پھر ان کیلئے اسی طرح دعا گو ہیں:

رحمه الله تعالی وعوضه خیرا وتقبل مباره واحسن منقلبه ۔(وفیات الاعیان' ج ۴ص ۱۲۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان پر رحمتوں کا نزول فرمائے اور انہیں بہتر جزاء دے' ان کی خدمات ونیکیوں کو قبول فرمائے اور ان کا ٹھکانہ خوبصورت ہو۔

(۷) علامہ حافظ شمس الدین ذہبی (المتوفی ۷۴۸ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

وکان متواضعا خیرا سنیا یحب الفقهآء والمحدثین ۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ص ۵۰)

ترجمہ: آپ بہت متواضع اور اہلِ سنت وجماعت کے فرد تھے اور فقہاء محدثین سے انہیں محبت تھی۔

محترم قارئین! فیصلہ کرنے کا اختیار اب آپ کے پاس ہے' کیا ایسا حکمران بے دین اور بدمذہب ہوسکتا ہے جسے مذکورہ بالا جلیل القدر محدثین ومحققین ذکی القلب' عالم وعادل حکمران' بہت زیادہ نیکی کے کام کرنے والا' اہلِ سنت وجماعت' اچھے

Marfat.com

عقیدے کا مالک، برائیوں کا دشمن بلکہ برائی کو اپنے ملک میں داخل نہ ہونے دینے والا شخص ایسے عالی القابات سے یاد فرمائیں۔

سوال ۲: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل کو نہیں بلکہ ۹ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔

قارئین کرام! تقریباً تمام معتبر مورخین، محققین ومحدثین کے ہاں یہ بات مسلمہ ہے کہ سرورِکون ومکاں، آقائے دو جہاں، نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل شریف بوقت صبح صادق اس جہانِ فانی میں جلوہ گر ہوئے۔ اس ضمن میں دلائل کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

- امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ) سند صحیح کے ساتھ روایت فرماتے ہیں:

**عن عفان عن سعید بن مینا عن جابر وابن عباس انهما قال ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاوّل۔**

(السیرۃ النبویہ لابن کثیر، ج ۱ ص ۱۹۹ - البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ج ۲ ص ۲۶۰)

ترجمہ: عفان سے روایت ہے، وہ سعید بن مینا سے روایت فرماتے ہیں اور آپ جابر اور ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے راوی کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔

آیئے! اب اس سند کے راویوں اور خود امام ابوبکر بن شیبہ پر ایک نظر ڈالیں:

## امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ)

آپ امام احمد بن حنبل، امام بخاری وامام مسلم کے استاذ تھے۔ محدث ابن حبان آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

''ابوبکر عظیم حافظ حدیث تھے' آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں' ان کی جمع و تدوین میں حصہ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔ (تہذیب التہذیب ج۶ ص۲)

## عفان

اس سند کے پہلے راوی عفان ہیں' جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا ہے کہ آپ ایک ثقہ' امام اور صاحبِ ضبط و اتقا ہیں۔ نیز آپ کی عظمت بیان کرنے کیلئے انہوں نے اضبط' اشہر' اصدق' اوثق' اثبت جیسے روشن اور جگمگاتے الفاظ استعمال کیے' ملاحظہ کیجئے! (تہذیب التہذیب ج۴ ص۱۴۸' ۱۴۹)

## سعید بن مینا

یہ بھی ثقہ راویوں میں شمار ہوتے ہیں۔ فن جرح و تعدیل کے امام علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

**قال ابن معین و ابو خاتم ثقة و ذکره ابن حبان فی الثقات وقال النسائی فی الجرح و التعدیل ثقة ۔**

(تہذیب التہذیب ج۲ ص۹۱)

ترجمہ: امام ابن معین و ابوخاتم نے فرمایا: ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا۔ امام نسائی نے الجرح والتعدیل میں انہیں ثقہ فرمایا۔

(۲) تاریخ ولادت کے بارے میں ایک اور روایت کچھ اس طرح آئی ہے:

**عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ولد النبی صلی اللہ علیه وسلم عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة مضت من ربیع الاوّل ۔** (المستدرک مع التلخیص' ج۲ ص۶۰۳)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم

Marfat.com

سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے دن ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد (م) لکھ کر یہ بات واضح کردی کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

پس ان تین جلیل القدر صحابہ کرام (حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم) کی روایات سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت بارہ ربیع الاوّل ہی ہے۔ لہٰذا بعد کے کسی مؤرخ، منجم یا ماہر فلکیات کا کوئی قول یا ظن ان روایات کے بالمقابل ہرگز ہرگز قابل التفات نہیں۔

(۳) محمد بن اسحاق (المتوفی ۱۵۰ھ) صاحب کتاب المغازی، تاریخ اسلام میں پہلے سیرت نگار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں:

**ولد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاوّل عام الفیل ۔**

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام ج ۱ ص ۱۶۷- سبل الہدیٰ لامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، ج ۱ ص ۳۳۴- المستدرک، لامام حاکم، ج ۲ ص ۶۰۳-شعب الایمان، لامام بیہقی، ج ۲ ص ۴۵۸، الروض الانف، لامام سہیلی، ج ۲ ص ۹۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز عام الفیل میں ربیع الاوّل کے مہینے کی بارہ تاریخ کو پیدا ہوئے۔

(۴) علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی ۳۰۱ھ) محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں:

**ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین عام الفیل**

Marfat.com

لاثنتی عشرة مضت من شهر ربیع الاوّل ۔

(تاریخ الامم الملوک، جزء الثانی، ج۱ص۱۲۵)

(۵) امام ابن حبان (المتوفی ۳۵۴ھ) لکھتے ہیں:

قال ابو خاتم ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عام عام الفیل یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاوّل الخ ۔ (السیرۃ النبویہ واخبار الخلفاء، ص۳۳، ۳۴)

ترجمہ: ابوخاتم نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل کے سال، بروز پیر ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔

(۶) امام بیہقی (المتوفی ۴۵۸ھ) رقمطراز ہیں:

ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاوّل ۔

(دلائل النبوۃ، ج۱ص۷۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز عام الفیل میں ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو پیدا ہوئے۔

(۷) محدث ابن جوزی المتوفی (۵۹۶ھ) لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت کے بارے میں تین مختلف اقوال ہیں:

ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزر کر ہوئی، یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ اسی ماہ کی آٹھ راتیں گزر کر ہوئی، عکرمہ کا قول ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ربیع الاوّل کی دو راتیں گزری تھیں، یہ عطا کا قول ہے۔ اور پہلا قول سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (بیان المیلاد النبوی، ص۳۱)

Marfat.com

نوٹ: آپ نے اپنی کتاب المولد العروس میں بھی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل قرار دی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کتاب ہذا کا صفحہ: ۱۴۰۔

(۸) محمد بن عبداللہ بن یحییٰ ابن سید الناس (المتوفی ۷۳۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

**ولد سيدنا ونبيا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاوّل عام الفيل** ۔(عیون الاثر ج۱ ص۳۹)

ترجمہ: ہمارے آقا و ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بروز سوموار، عام الفیل میں ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔

(۹) حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی، نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

**وهذا هو المشهور عند الجمهور** ۔(السیرۃ النبویہ ج۱ ص۱۹۹)

ترجمہ: جمہور علماء کے نزدیک یہی مشہور ہے۔

(۱۰) علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون (المتوفی ۸۰۸ھ) لکھتے ہیں:

**ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفيل لاثنتي عشرة ليلة خلت من ربيع الاوّل** ۔(تاریخ ابن خلدون ج۲ ص۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔

(۱۱) امام قسطلانی شارح بخاری (المتوفی ۹۱۱ھ یا ۹۲۳ھ) رقمطراز ہیں:

**والمشهور انه ولد يوم الاثنين ثاني عشر شهر ربيع الاوّل** ۔

(المواہب اللدنیہ ج۱ ص۱۴۲)

Marfat.com

ترجمہ: اور مشہور یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوموار، بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔

(۱۲) علامہ ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) بیان فرماتے ہیں:

والمشهور انه ولد فى يوم الاثنين ثانى عشر ربيع الاوّل .

(المورد الروی، ص ۹۸)

ترجمہ: اور مشہور یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاوّل بروز پیر ہوئی۔

(۱۳) امام علی بن برہان الدین الحلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ) حضرت سعید بن مسیّب سے روایت نقل فرماتے ہیں:

كان ذلك لمضى ثنتى عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاوّل . (سیرۃ الحلبیہ ج ۱ ص ۵۷)

ترجمہ: (رسول اللہ کی ولادت) بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔

(۱۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں:

وقيل لاثنتى عشرة وهو المشهور .

(مدارج النبوت، ج ۲ ص ۲۳ - ماثبت بالسنۃ ص ۱۴۹)

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاوّل (یوم ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔عرفان) اور یہی مشہور قول ہے۔

(۱۵) امام زرقانی (المتوفی ۱۱۲۲ھ) فرماتے ہیں:

وقال ابن كثير وهو المشهور عند الجمهور وبالغ ابن الجوزى وابن الجزار فنقلا فيه الاجماع وهو الذى عليه العمل . (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۱۳۲)

Marfat.com

ترجمہ: ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ جمہور کے نزدیک وہ (۱۲ ربیع الاوّل کی ولادت کا قول) مشہور ہے، ابن جوزی اور ابن الجزار نے مبالغہ کرتے ہوئے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ وہ قول ہے جس پر (اُمت کا) عمل ہے۔

(۱۶) علامہ حسین بن محمد دیار بکری لکھتے ہیں:

**والمشهور انه ولد فی ثانی عشر ربیع الاوّل وهو قول ابن اسحاق** ۔(التاریخ الخمیس، ج ا ص ۱۹۶)

ترجمہ: اور مشہور یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔

(۱۷) علامہ نبہانی (المتوفی ۱۳۵۰ھ) رقمطراز ہیں:

**فی یوم الاثنین ثانی عشرون شهر ربیع الاوّل** ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۷۲)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سوموار کے دن بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔

## علمائے دیوبند کا نقطہ نظر

(۱۸) اشرف علی تھانوی مولوی اپنے ایک واعظ میں بیان کرتے ہیں:

جمہور کے قول کے موافق ۱۲ ربیع الاوّل تاریخ ولادت شریف ہے۔

(وعظ ملقب بہ ارشاد العباد فی عید المیلاد)

(۱۹) ابوالحسن ندوی مولوی لکھتے ہیں:

**وولد رسول اللّٰه یوم الاثنین الیوم الثانی عشر من شهر ربیع الاوّل عام الفیل (۵۷۰ مسیحی)** ۔(السیرۃ النبویہ، ص ۹۹)

Marfat.com

مولوی سید محمد الحسنی نے مذکورہ بالا کتاب کا ترجمہ نبی رحمت کے نام سے لکھا ہے' لہٰذا اس عبارت کا ترجمہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: آپ کی ولادت شریفہ ۱۲ ربیع الاوّل عام الفیل (مطابق ۵۷۰ عیسوی) دوشنبہ کے دن ہوئی۔ (ص ۱۰۲)

(۲۰) محمد شفیع مفتی لکھتے ہیں:

الغرض! جس سال اصحابِ فیل کا حملہ ہوا' اس کے ماہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ' روز دوشنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد' لیل ونہار کے انقلابات کی اصل' غرض آدم اور اولادِ آدم کا فخر' کشتی نوح کی حفاظت کا راز' ابراہیم کی دعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشین گوئیوں کا مصداق' یعنی ہمارے آقائے تاجدار محمد رسول اللہ رونق افروزِ عالم ہوئے ہیں۔

(سیرت خاتم الانبیاء' ص ۱۰)

یہی مفتی صاحب اسی صفحہ پر حاشیے میں رقمطراز ہیں:

اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن ہوئی' لیکن تاریخ کی تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں: دوسری' آٹھویں' دسویں' بارہویں۔ حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری تاریخ کو اختیار فرما کر دوسرے اقوال کو مرجوع قرار دیا ہے' مگر مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے' یہاں تک کہ ابن الجزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا ہے اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے اور محمود پاشا فلکی مصری نے جونویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے' یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر توجہ اختلافِ مطالع ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا کہ جمہور کی مخالفت اس کی بناء پر کی جائے۔

(سیرت خاتم الانبیاء' ص ۱۰' حاشیہ)

Marfat.com

(۲۱) سلیمان ندوی سید بیان کرتے ہیں:

پیدائش ۱۲ تاریخ ربیع الاوّل کے مہینے میں' پیر کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو اکہتر (۵۷۱) برس بعد ہوئی۔ (رحمت عالم' ص ۸)

(۲۲) قاری طیب صاحب کے فرزند محمد اسلم قاسمی (فاضل دیوبند) لکھتے ہیں:

بارہ ربیع الاوّل پیر کے روز بیس اپریل ۵۷۱ھ کو صبح کے وقت جناب آمنہ کے یہاں ولادت ہوئی۔ (سیرت پاک' ص ۲۲)

(۲۳) محمد ولی رازی رقمطراز ہیں:

سال مولود کے ماہ سوم کی دس اور دو ہے۔ (ہادی عالم' ص ۴۳)

(۲۴) سید محمد میاں' مولوی بیان کرتے ہیں:

ربیع الاوّل کی بارہ تھی۔ (سیرت مبارکہ' ج ا ص ۶)

(۲۵) ابوالقاسم رفیق دلاوری' مولوی لکھتے ہیں:

لیکن انجام کار عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کی رات کو مکہ کے اُفق مبین سے دنیا کا آخری ابرِ رحمت نمودار ہوا۔ (سیرت کبریٰ' ص ۱۹۸' ۱۹۹)

(۲۶) جماعت اسلامی کے مولانا مودودی تحریر کرتے ہیں:

ربیع الاوّل کو کون سی تاریخ تھی' اس میں اختلاف ہے لیکن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے تھے' اس کی تصریح محمد بن اسحاق نے کی ہے اور جمہور اہلِ علم میں یہی تاریخ مشہور ہے۔ (سیرتِ سرورِ عالم' ص ۹۳)

## علمائے اہلِ حدیث کا موقف

(۲۷) صدیق حسن خاں بھوپالی' نواب لکھتے ہیں:

ولادتِ شریفہ' مکہ مکرمہ میں وقت طلوعِ فجر کے روز دوشنبہ' شب دوازدہم' ربیع

Marfat.com

الاوّل، عام الفیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا قول یہی ہے۔ ابن الجوزی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔ (الشمامۃ العنبریہ، ص ۷)

(۲۸) عبدالستار، مولوی بھی معترف ہیں کہ:

بارہویں ماہ ربیع الاوّل رات سوموار نورانی فضل کنوں تشریف لیایا پاک حبیب حقانی

(اکرام محمدی، ص ۲۷۰)

(۲۹) صادق سیالکوٹی، مولوی لکھتے ہیں:

بہار کے موسم، ۱۲ ربیع الاوّل (۲۲ اپریل ۵۷۱ھ) سوموار کے روز نور کے تڑکے، اُمتِ محمدیہ کے زہے نصیب کہ یہ آیۂ رحمت اسے عطا ہوئی۔

(سید الکونین، ص ۶۰، ۵۹)

نوٹ: مولانا سیالکوٹی نے اسی عبارت کے تحت حاشیہ بھی لکھا ہے، اس کتاب کا ایک قدیم نسخہ جامعہ نظامیہ کی لائبریری میں محفوظ ہے، اس کے حاشیے میں لکھا ہے:

''مشہور روایت حضور کی پیدائش کی تو ۱۲ ربیع الاوّل ہے، بعض نے ۸ بتائی ہے اور مولانا شبلی مرحوم نے ۹ بھی لکھی ہے۔ نوشیرواں عادل شاہ ایران کو تخت نشین ہوئے چالیسواں سال تھا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلمت کدہ جہاں کو اپنے ظہور سے بقعۂ نور بنایا''۔

لیکن اب نسخہ عام میسر ہے، اس میں آگے یہ عبارت ہے:

''ہماری تحقیق کی رو سے صحیح ترین تاریخِ پیدائش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے: ۹ ربیع الاوّل، سوموار بمطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ھ، یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی، صادق''۔

اس ضمن میں یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ ۹ ربیع الاوّل سے ''صادق'' تک کی عبارت صفحے کے مارجن (حاشیے) سے باہر لکھی گئی ہے، جو اس بات کی غمازی کرتی ہے

Marfat.com

کہ یہ کارنامہ صادق صاحب کا نہیں بلکہ کسی کاذب صاحب کا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اکرم)

## شیعہ حضرت کا مؤقف

(۳۰) شیعہ مکتبہ فکر کی سب سے معتبر و بنیادی کتاب ''اصول کافی'' میں لکھا ہے:

**ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاثنتی عشر لیلة مضت من شهر ربیع الاوّل فی عام الفیل** ۔(اصول کافی' ج۱ص۴۳۹)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کے دن پیدا ہوئے۔

## علاوہ ازیں!

(۳۱) منکرین حدیث کے سرخیل سرسید احمد خان تحریر کرتے ہیں:

جمہور مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔ (سیرتِ محمدی' ص ۲۱۷)

(۳۲) ابن حزم ظاہری کے سوانح نگار وممدوح ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں:

**الجمهرة العظمیٰ من علمآء الروایة علی ان مولده علیه الصلوٰة والسلام فی ربیع الاوّل من عام الفیل لیلة الثانی عشر منه** ۔(خاتم النبیین' ص ۱۴۲)

ترجمہ: جمہور محدثین کا مؤقف ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں ہوئی۔

سوال ۳: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال پیدا ہوتے ہیں جو آپ ہر سال میلاد کے تذکرے کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں؟

Marfat.com

قارئین محتشم!

یہ سوال بھی باقی تمام سوالات کی طرح معترض کی کم فہمی و علمی بے مائیگی کا بین ثبوت ہے' اس ضمن میں دلائل ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اللہ تعالیٰ قرآنِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (القرآن' البقرہ:۳۴' رکوع:۴)

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا' سوائے ابلیس کے' منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔ (کنز الایمان)

اللہ جل جلالہ کا فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم اور ابلیس کے انکار کا ذکر ہمیں درج ذیل مقامات پر بھی ملتا ہے:

الاعراف ۷' رکوع:۹' آیت:۱۱' پارہ:۸

بنی اسرائیل ۱۷' رکوع:۷' آیت:۶۱' پارہ:۱۵

الکہف ۱۸' رکوع:۱۹' آیت:۵۰' پارہ:۱۵

طٰہٰ ۲۰' رکوع:۱۶' آیت:۱۱۶' پارہ:۱۶

صٓ ۳۸' رکوع:۱۴' آیت:۲ے تا ۴ے' پارہ:۲۳

ناظرین! فیصلہ آپ خود ہی فرمائیں کہ قرآن مقدس میں متعدد مقامات پر اس واقع کا تذکرہ کرنے سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے شیطان رجیم کو بار بار حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا اور شیطان ملعون نے بھی متعدد بار اس کی حکم عدولی کی۔

(۲) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ (البقرہ۲' رکوع:۱۵' آیت:۱۲۵' پارہ:۱)

Marfat.com

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

(کنزالایمان)

مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر شروع کی تھی' اس وجہ سے اسے یہ شرف ملا کہ قیامت تک مسلمان اس پتھر پر نماز پڑھتے رہیں گے اور وہ تعمیر ابراہیم کی نشانی کے طور پر قیامت تک تمام مسلمانوں کی عقیدت کا مرکز رہے گا۔

لیکن معترض کو چاہیے کہ وہ یومِ حساب اللہ عزوجل وعلاء سے یہ سوال ضرور کرے کہ اے اللہ! کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر سال اس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ معظّمہ کی تعمیر کرتے تھے جو تو نے اپنی بلند رتبہ کتاب قرآن میں ہر سال مناسکِ حج ادا کرتے ہوئے اس کے قریب نماز پڑھنے کا حکم دے دیا اور مسلمانوں کے لیے یادگار قائم کر دی۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودی کو یومِ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا' ان سے پوچھا: گیا تو انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر ادا کرنے کے لیے اس دن کا روزہ رکھا اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ رسول کریم نے فرمایا:

**فنحن احق واولی بموسی منکم فصامه رسول الله وامر بصیامه ۔**

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے شکر ادا کرنے کا تم سے زیادہ ہمارا حق ہے' پھر رسول اللہ نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ

Marfat.com

رکھنے کا حکم دیا۔

یہ حدیث بالفاظِ مختلفہ درج ذیل کتب احادیث میں موجود ہے:

☆ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۸۶۵

☆ لفظ للمسلم، رقم الحدیث: ۱۹۱۱

☆ سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۲۰۸۸

☆ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۷۲۴

☆ مسند امام احمد، رقم الحدیث: ۲۵۱۲

☆ سنن دارمی، رقم الحدیث: ۱۶۹۴

حضرت اب فرمائیں! کیا اللہ تعالیٰ ہر سال موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو نجات دیتا ہے اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کرتا ہے کہ نبی کریم نے یہودی کے اس عمل پر اعتراض نہیں فرمایا بلکہ خود اس عمل کو مسلمانوں میں بھی جاری وساری فرمادیا۔

حضرت امام مسلم نے اپنی صحیح (ج ۲ ص ۸۱۹) میں حضرت ابوقتادہ سے تخریج کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**فیه ولدت وفیه انزل علی القران ۔**

(مسلم، رقم الحدیث: ۱۹۷۷ - لفظ لابی داؤد، رقم الحدیث: ۲۰۷۱ - مسند امام احمد، رقم الحدیث: ۲۱۵۰۸)

ترجمہ: اس دن میں پیدا ہوا اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور جب مکہ تشریف لائے تو مشرکین نے کہا کہ ان کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہیں یثرب (ہم کہیں گے: مدینہ منورہ۔ عرفان) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے، اس پر

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین پھیروں میں رمل کریں اور دونوں یمانی رکنوں میں معمول کی چال چلیں اور آپ نے یہ حکم نہیں دیا کہ سب پھیروں میں رمل کریں' اس لیے کہ ان پر آسانی ہو۔ حوالہ جات ملاحظہ کریں: (صحیح بخاری' رقم الحدیث: ۱۴۹۹- صحیح مسلم' رقم الحدیث: ۲۲۲۰- سنن ابی داؤد' رقم الحدیث: ۱۶۱۰- سنن نسائی' رقم الحدیث: ۲۸۹۶- مسند امام احمد' رقم الحدیث: ۲۵۰۷)

رمل کا مطلب ہے: جلد جلد' چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے اور شانے ہلاتے ہوئے چلنا' جیسے قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ایک وقتی مصلحت کے لیے تھا کہ مشرکین مسلمانوں کو کمزور نہ سمجھیں اور مسلمانوں کی طاقت وقوت کی دھاک ان کے دلوں میں بیٹھ جائے' لیکن اللہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل اتنا پسند آیا کہ رمل اب ہمیشہ کے لیے سنت ہو گیا۔

معترض صاحب!

آپ اللہ عزوجل وعلاء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یومِ حساب یہ سوال بھی ضرور پوچھئے گا کہ مشرکین نے تو مسلمانوں کو ایک بار کمزور اور نحیف کہا تھا تو ہر سال رمل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔

(۶) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کے متعلق استفسار کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**سنة ابیکم ابراهیم ۔**

(سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۳۱۱۸- مسند امام احمد' رقم الحدیث: ۸۸۴۸۰)

ترجمہ: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (یادگار) ہیں۔

Marfat.com

محترم قارئین!

اللہ تعالیٰ کے حکم پر تسلیم و رضا کا اظہار کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلادی لیکن اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کو قبول فرماتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو محفوظ رکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قابلِ تحسین عمل کی یاد قائم رکھنے کیلئے اسے آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے لازم قرار دے دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝

(الصّٰفّٰت ۳۷، رکوع: ۱۷، آیت: ۱۰۸، ۱۰۷، پارہ: ۲۳)

ترجمہ: اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۝ اور اسے آنے والی نسلوں کیلئے باقی رکھا۝

اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام حکمِ خداوندی کے مطابق ہر سال حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کیلئے لے جاتے ہیں، اگر نہیں تو پھر ہر سال قربانی دینا لازم کیوں ٹھہرایا گیا۔

جواب عنایت فرمائیں۔

مزید توجہ فرمائیں!

(۷) عامۃ الناس اپنے بچوں کے یومِ پیدائش مناتے ہیں، کیا اُن کے بچے ہر سال پیدا ہوتے ہیں؟

(۸) اہلِ پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہر سال یومِ پاکستان مناتے ہیں، کیا پاکستان ہر سال انگریزوں اور ہندوؤں کے قبضہ سے آزاد ہوتا ہے؟

(۹) ۹ نومبر کو اہلِ وطن علامہ اقبال کا یومِ وفات مناتے ہیں، کیا علامہ اقبال ہر سال وفات پاتے ہیں جو ان کا دن ہر سال عقیدت و احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے؟

Marfat.com

(۱۰) ۲۵ دسمبر قائداعظم کا یومِ پیدائش ہے اور پاکستان کے قومی ایام تعطیل میں سے ایک ہے‘ لوگ ہر سال یہ دن مناتے ہیں۔

مؤخر الذکر چار عدد دلائل سے ان اُمور کے جواز وعدل جواز سے بحث مقصود نہیں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ یہ اُصول کہ کوئی واقعہ ہر سال وقوع پذیر ہو تو تب ہی اسے منایا جائے‘ کسی بھی عقل سلیم کے حامل شخص کا نکتہ نظر نہیں ہے۔ یہ اُلٹی گنگا صرف معترض صاحب ہی بہا رہے ہیں۔

سوال ۴: عیدیں تو صرف دو ہیں‘ یہ تیسری عید کہاں سے آئی ہے؟ اسلام میں تو تیسری عید کا کوئی تصور نہیں؟

یہ اعتراض بھی نام نہاد محققین کی قلت فہمی‘ مطالب قرآن وحدیث سے کوسوں دوری اور لغتِ عرب سے عدم واقفیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اے محبانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نہایت انہماک سے سطورِ ذیل میں پیش کی گئی تحقیق کا مطالعہ کریں اور معترضین کی سفاہت کو خراجِ تحسین پیش کریں۔

محترم قارئین! عید کا لفظ خوشی اور مسرت کے موقع پر بولا جاتا ہے‘ چونکہ یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ اسلام کیلئے خوشی وانبساط کا دن ہے‘ لہٰذا وہ اس دن پر مجازاً عید کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ لغت ومحاورہ عرب سے اس کی وافر مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ عید کا لفظ یوم فطر اور یوم اضحیٰ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ اہلِ عرب بلانکیر اس لفظ کا اطلاق شادمانی وانبساط کے دن کیلئے استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔

☆ لغتِ عرب کے ماہر‘ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ) فرماتے ہیں:

**والعيد ما يعاد مرة بعد اخرى وخص فی الشريعة بيوم الفطر ويوم النحر ولما كان ذلك اليوم مجهولا للسرور فی**

Marfat.com

الشریعة کما نبه النبی صلی اللہ علیه وسلم بقوله ایام اکل وشرب وبعال صار یستعمل العید وکل یوم فیه مسرة ۔ (المفردات ص ۳۵۸)

عید اس دن کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور شریعت میں عید کا دن عید الفطر اور عید الضحیٰ کے ساتھ خاص ہے اور جبکہ یہ دن شریعت میں اظہارِ خوشی کیلئے مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اس پر متنبہ کیا کہ (ایامِ تشریق) کھانے پینے اور عمل ازدواج کے ایام ہیں، تو عید کا لفظ ہر خوشی کے دن کیلئے استعمال ہونے لگا۔

☆ علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں:

قال الازهری والعید عند العرب الوقت الذی یعود فیه الفرح والحزن ۔ (لسان العرب، ج ۳ ص ۳۱۹)

الازہری کہتے ہیں کہ اہلِ عرب کے نزدیک عید اس وقت کو کہتے ہیں جس میں خوشی یا غم لوٹ کے آئے۔

☆ لوئیس معلوف رقمطراز ہیں:

کل یوم فیه جمع او تذکار لذی فضل او حادثه مهمة ۔

(المنجد فی اللغۃ، ص ۵۳۶)

ہر وہ دن جس میں اجتماع منعقد ہو یا کسی صاحبِ فضل ہستی کا تذکرہ کیا جائے یا کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہو، عید کہلاتا ہے۔

☆ صاحب ''معجم الوسط'' نے تو اس ضمن میں کمال ہی کر دیا، لکھتے ہیں:

و (العید) کل یوم یحتفل فیه بذکری کریمة او حبیبة ۔

(معجم الوسط، ج ۲ ص ۶۳۵)

Marfat.com

ترجمہ: اور عید ہر وہ دن ہے جس دن کسی کریم یا محبوب ہستی کی یاد میں محفل منعقد کی جائے۔

☆ عظیم محدث ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

**وفی الازهار کل اجتماع للسرور فهو عند العرب عید .**

(مرقاۃ' ج ۳ ص ۵۲۸)

الازھار میں ہے: خوشی وانبساط کی خاطر منعقد کیا جانے والا ہر اجتماع اہلِ عرب کے نزدیک عید ہے۔

☆ محاورہ عرب کے ماہر' عظیم فقیہہ طحطاوی فرماتے ہیں:

**ویطلق علی کل یوم مسرة ولذا قیل عید وعید وعید مرن مجتمعة وجه الحبیب ویوم العید والجمعة** (حاشیہ طحطاوی' ص ۲۸۸)

ہر خوشی والے دن پر لفظ عید کا اطلاق ہوتا ہے' اسی لیے کہا گیا ہے کہ تین عیدیں جمع ہو گئیں: (۱) دید حبیب (۲) یوم عید (۳) یوم جمعہ۔

☆ مولوی سید احمد دہلوی' لفظ عید کے تحت لکھتے ہیں:

(۱) وہ تہوار جو برسویں دن عود کر کے آئے' برس کا برس دن' مسلمانوں کے جشن کا روز' خوشی کا تہوار' خوشی کے عود کرنے کا دن۔

(۲) نہایت خوشی۔ (فرہنگ آصفیہ' ج ۲ ص ۱۳۸۴)

☆ مولوی فیروز دین رقمطراز ہیں:

لغوی معنی جو بار بار آئے' مسلمانوں کے جشن کا روز' خوشی کا تہوار' نہایت خوشی۔

(فیروز اللغات' ص ۹۰۸)

محترم قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ماہرین لغت عرب وعجم کے نزدیک لفظ عید صرف یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں' بلکہ ہر وہ دن جس میں

Marfat.com

مسرت و شادمانی میسر ہو، حبیب کا دیدار ہو، کسی عظیم و محبوب ہستی کی یاد میں محفل منعقد کی جائے یا اُسے یاد ہی کیا جائے، عید کا دن کہلائے گا۔

آیئے اب احادیث کی روشنی میں دیکھیں کہ کیا اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں یا دو سے زیادہ۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

**یوم عرفة ویوم النحر وایام التشریق عیدنا اهل الاسلام وهی ایام اکل وشرب** ۔(لفظ للجامع الترمذی، رقم:۷۰۴۔ سنن نسائی، رقم:۲۹۵۴۔ ابوداؤد، رقم:۲۰۶۶۔ مستدرک ج۱ ص۴۳۴۔ مسند امام احمد، رقم:۱۶۷۳۹۔ دارمی، رقم:۱۶۹۹)

ترجمہ: یومِ عرفہ، یومِ نحر اور ایامِ تشریق ہم مسلمانوں کے عید کے ایام ہیں اور وہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الجمعہ کے بارے میں فرمایا:

**ان هذا یوم عید جعله الله للمسلمین** ۔

(لفظ لابن ماجہ، رقم:۱۰۸۸۔ مسند امام احمد، رقم:۷۶۸۲۔ موطأ امام مالک، رقم الحدیث:۱۳۱)

ترجمہ: بے شک یہ عید کا دن ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے بنایا ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن مجید کی آیت ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ'' کے یوم نزول کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

**فانها نزلت فی یوم عیدین فی یوم الجمعة ویوم العرفة** ۔

(ترمذی، ج۲ ص۱۳۰)

ترجمہ: پس بے شک یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی: جمعہ مبارک کے دن اور عرفہ کے دن۔

پس مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ:

Marfat.com

☆ یوم عرفہ

☆ یوم النحر

☆ ایام تشریق

☆ عیدالفطر

☆ یوم جمعہ (سال میں تقریباً ۵۰ مرتبہ) عید کے ایام ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کیلئے سال میں ۵۰ سے زیادہ عیدیں ضرور آتی ہیں اور یہ مفروضہ بالکل غلط ثابت ہوگیا ہے کہ مسلمانوں کی صرف دو عیدیں ہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ محقق علماء اسلام ماہ نور ربیع الاوّل کے لیل ونہار کے لیے عید کا لفظ استعمال کرتے چلے آرہے ہیں:

**فرحم اللّٰہ امراءً اتخذ لیالی شھر مولودہ المبارك اعیادا ۔**

(المواہب، ج ا ص ۱۴۸ - ما ثبت بالسنۃ، ص ۱۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف (کے مہینے) کی راتوں کو اعیاد (عید کی جمع) بنایا۔

## عذر لنگ

ایام مذکورہ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید قرار دیا ہے، ۱۲ ربیع الاوّل کو تو عید نہیں کہا گیا، پھر آپ کو کس نے حق دیا ہے کہ آپ اسے بھی عید کہیں۔

## جواب

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ پہلے تو معترض صاحب تیسری عید کے وجود کے ہی منکر تھے اور اپنی نام نہاد تحقیق کی بناء پر اسلام میں تیسری عید کے تصور پر اعتراض کر رہے تھے۔ لیکن جب اس ضمن میں مسکت دلائل پیش کر دیئے تو بڑی چالاکی سے اعتراض کا رخ بدل کر پہلے سے بھی زیادہ احمقانہ سوال قائم کر دیا۔ میرے

Marfat.com

خیال میں معترض صاحب کا دماغی توازن درست نہیں یا پھر جان بوجھ کر ڈرامہ رچا رہے ہیں۔ بہرحال اس عذر سنگ کا جواب سنئے!

اوّلاً: قرآن مقدس کی کس آیت یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کس فرمان سے آپ لفظ عید کو یومِ فطر یا یومِ اضحیٰ وغیرہما کے ساتھ مخصوص کر رہے ہیں' ہمت کریں اور دلیل پیش کریں۔

ثانیاً: آپ اللہ تعالیٰ کی ذات پر حاضر و ناظر کا اطلاق کرتے ہیں کہ آپ کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ الفاظ استعمال کریں۔

☆ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر کبھی ان الفاظ کا اطلاق کیا ہے؟

☆ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو بھی حاظر و ناظر کہا ہے؟

☆ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اللہ تعالیٰ کو کبھی حاضر و ناظر کہا ہے؟

ثالثاً: آپ کہتے ہیں کہ فلاں حدیث قدسی ہے' فلاں مرفوع اور فلاں موقوف۔

☆ کیا اللہ تعالیٰ نے کسی حدیث کو مرفوع' موقوف قرار دیا ہے؟

☆ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث' حدیثِ قدسی ہے؟

☆ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیثِ مرفوع ہے یا یہ حدیثِ قدسی ہے؟

رابعاً: آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیلئے جامع القرآن کا لقب استعمال کرتے ہیں۔

☆ کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنی کیلئے یہ لفظ استعمال کیا ہے؟

☆ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے یہ لقب استعمال کیا ہے؟

Marfat.com

☆ کیا صحابہ کرام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن کے لفظ سے کبھی یاد کیا ہے؟

خامساً: آپ حفظ حدیث کی بناء پر مختلف افراد کیلئے حافظ الحدیث، حجۃ الاسلام اور حاکم الحدیث وغیرہ اصطلاحات استعمال کیے ہیں۔

☆ کیا اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کیلئے یہ اصطلاحات استعمال کیں؟

☆ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کیلئے یہ اصطلاحات استعمال کیں؟

☆ کیا صحابہ کرام نے کسی کیلئے یہ اصطلاحات استعمال کیں؟

سادساً: آپ اپنے علماء کو مناظر اعظم، مناظر اسلام، امام المناظرین، رئیس المناظرین ایسے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ نے کسی بھی ہستی کے لئے یہ القابات استعمال کیے؟

☆ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کیلئے یہ القابات استعمال کیے؟

☆ کیا کسی صحابی نے کسی شخص کیلئے یہ القابات استعمال کیے؟

سابعاً: آپ اپنے علماء کیلئے مفتی اعظم، مفتی الاسلام، مفتی الانام ایسے القابات استعمال کرتے ہیں۔

☆ کیا اللہ تعالیٰ نے کسی کو مفتی الاسلام کا لقب دیا؟

☆ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مفتی اسلام کا لقب دیا؟

☆ کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کسی کو مفتی الانام کا لقب دیا؟

ناظرین محتشم! ہم نے پچھلے صفحات پر اپنا موقف بالکل واضح انداز میں پیش کر دیا ہے کہ ہم بارہ ربیع الاوّل کو شرعی عید قرار نہیں دیتے بلکہ بالکل لغوی و عرفی طور پر اسے عید بمعنی خوشی ومسرت کا دن قرار دیتے ہیں۔ مزید یہ کہ ہم اس دن کو دلالۃ النص سے بھی عید کا دن ثابت کرتے ہیں، مثلاً قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو

Marfat.com

''اُف'' کہنے سے منع فرمایا ہے۔ اب ایک شخص اپنے والدین کو زدوکوب کرے اور کہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے منع فرمایا اور جس کا اعلان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُف'' کہنا ہے اور زدوکوب اور مار کٹائی سے قرآن کریم نے کب منع کیا ہے تو اس ظالم ومعاند شخص کو کہا جائے کہ ''اُف'' کہنے میں والدین کی کم سے کم دل آزاری وتوہین ہے اور ان کو مارنے میں بہت زیادہ دل آزاری وذلت ہے' لہٰذا یہ بطریق اولیٰ حرام قرار پائے گا۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جب جمعہ وعرفہ کا دن چند نعمتوں کی وجہ سے عید قرار پاتا ہے تو بارہ ربیع الاوّل جس دن ہمیں کائنات کی سب سے عظیم نعمت حاصل ہوئی' وہ بھی بطریق اولیٰ عید قرار پائے گا۔

تری جب کہ دید ہو گی جبھی میری عید ہو گی
مرے خواب میں تم آنا' مدنی مدینے والے (ﷺ)

سوال ۵: اگر میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کا دن ہے تو پھر اس دن روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ عید کے دن کو تو شیطان روزہ رکھتا ہے' نیز اس دن نمازِ عید کیوں نہیں ادا کی جاتی؟

محترم برادرانِ اسلام! آپ اس سے قبل پڑھ چکے ہیں کہ یومِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لغوی ومجازی طور پر عید کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے' لہٰذا اس دن اصطلاحی عیدین کے تمام احکامات لاگو نہیں کیے جاسکتے۔ درج ذیل تحقیق کو ذرا توجہ سے پڑھیں اور اس سوال کی علمی حیثیت کا اندازہ لگائیں۔

## الزامی جواب

قارئین! آپ نے پچھلے صفحات میں یہ حدیث مع تخریج ملاحظہ فرمائی ہے جس میں نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الجمعہ کو عید قرار دیا۔ اب آپ ذرا غور فرمائیں کہ رمضان المبارک میں ہر سال چار یا پانچ ایام الجمعہ آتے ہیں۔ تمام مسلمان یہ جانتے

Marfat.com

ہوئے بھی کہ جمعۃ المبارک عید کا دن ہے' پھر بھی رمضان المبارک کے دوران تمام ایامِ جمعہ کے روزے رکھتے ہیں اور کوئی بیوقوف ترین شخص بھی یہ نہیں کہتا کہ جمعۃ المبارک کو روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ دن عید کا دن ہے اور عید کے دن شیطان روزہ رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ سال بھر میں مزید تقریباً پچاس ایام الجمعہ آتے ہیں اور شارع علیہ السلام خود بھی یوم الجمعہ کو روزہ رکھا کرتے تھے' جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

**فلما رأيت رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يفطر يوم الجمعة** ۔(جامع ترمذی' رقم الحدیث: ۷۴۳ - لفظ لابن ماجہ' رقم الحدیث: ۱۷۱۵)

ترجمہ: جمعہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت کم روزہ چھوڑتے تھے۔

اب ہمت کریں اور لگائیں فتویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل پر اور ان تمام مؤمنین و مؤمنات پر جو جمعہ کے دن روزہ رکھتے ہیں اور جمعہ کو عید بھی سمجھتے ہیں اور عید کی نماز بھی پڑھتے ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

## تحقیقی جواب

تقریباً ہر زبان کا یہ اصول ہے کہ ایک لفظ کا اطلاق دو مختلف اشیاء پر ان کی کسی مشترک خوبی یا خامی کی بناء پر ہوتا ہے' لیکن دونوں کے احکامات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں' مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

### لفظ شیر

یہ لفظ ایک طاقتور جانور کیلئے وضع کیا گیا ہے' لیکن اس کا اطلاق مردِ شجاع پر بھی ہوتا ہے۔

Marfat.com

☆ فرہنگ آصفیہ میں ہے:

شیر: (۲) بہادر آدمی، مردِ دلیر و بہادر۔ (ج ۲ ص ۱۲۸۷)

☆ آکسفورڈ ایڈوانسڈ لرنرز میں ہے:

Lion: (2)Brave or Famous Person. (p.727)

یعنی بہادر یا مشہور شخص۔

☆ اہلِ عرب کہتے ہیں:

رَأَیْتُ اَسَدًا یَرْمِیْ۔

میں نے شیر (یعنی بہادر شخص) کو تیر چلاتے دیکھا۔

اب کوئی شکی و کند ذہن کہے: آپ اسے شیر کہہ رہے ہیں، اگر یہ شیر ہے تو اس کی چار ٹانگیں دکھاؤ، اس کی دم دکھاؤ وغیرہ وغیرہ، یا یہ کہے کہ کبھی شیر نے بھی تیر چلائے ہیں تو اس کے جواب میں آپ یہی کہیں گے نا:

بیٹا! اگر تم چار جماعتیں پڑھ لیتے تو ایسا سوال کبھی نہ کرتے۔

## لفظ طواف

طواف لغۃً چکر لگانے کو کہتے ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں کعبہ کے گرد چکر لگانا طواف کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ (الحج ۲۲، پارہ: ۱۷، رکوع: ۳، آیت: ۲۹)

ترجمہ: اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔

اب لفظ طواف کے دیگر افعال پر اطلاق کا مشاہدہ کریں۔

☆ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کو بھی طواف کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۔(البقرہ۲'رکوع:۳'آیت:۱۵۸)

ترجمہ:اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف (پھیرے) کرلے۔

کیا صفا ومروہ خانہ کعبہ ہیں' اگر نہیں تو پھر ان دونوں کے درمیان سعی پر طواف کا اطلاق کیوں کیا گیا؟

☆ جب اہلِ جہنم پانی کیلئے شور مچائیں گے تو وہاں پہنچایا جائے گا' جہاں کھولتے ہوئے پانی کا چشمہ ہے۔ چنانچہ نار سے حمیم اور حمیم سے نار کی طرف ان کے پھیروں کو بھی طواف سے تعبیر کیا گیا۔

آپ کا رب جل وعلاء ارشاد فرماتا ہے:

يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۔(الرحمٰن۵۵'رکوع:۱۲'آیت:۴۴'پارہ:۲۷)

ترجمہ: طواف (پھیرے لگائیں) کریں گے اس میں اور انتہاء کے کھولتے پانی کے درمیان۔

کیا یہاں کہا جاسکتا ہے کہ یہ طواف نہیں بلکہ طواف تو کعبہ کے گرد چکر لگانے کو کہتے ہیں؟

☆ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم ایک غزوہ میں تھے اور مشرکین نے ہمیں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نماز نہ پڑھنے دی' جب وہ ہزیمت سے دوچار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا' اس نے نمازِ ظہر کیلئے تکبیر کہی' ہم نے ظہر کی نماز پڑھی' پھر انہوں نے عصر کی نماز کی تکبیر فرمائی' ہم نے عصر کی نماز ادا کی' پھر مغرب کی تکبیر فرمائی' ہم نے مغرب کی نماز پڑھی' پھر انہوں نے عشاء کی تکبیر فرمائی' ہم نے عشاء کی نماز پڑھی:

ثم طاف علينا فقال ما على الارض عصابة يذكرون الله عزوجل غيركم ۔(لفظ للنسائی'رقم الحدیث:۶۱۸-مسند امام احمد'رقم الحدیث:۳۸۱۰)

Marfat.com

ترجمہ: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس وقت پوری سرزمین میں تمہارے سوا کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتی۔

اس مقام پر طاف سے مراد توجہ فرمانا' یا رخ موڑنا ہے۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

**لقد طاف بآل محمد نسآء كثير يتكون ازواجهن ليس اولئك بخياركم .**

(لفظ لابی داؤد' رقم الحدیث: ۱۸۳۴-سنن دارمی' رقم الحدیث: ۲۱۲۲-سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۱۹۸۵)

ترجمہ: بہت سی عورتوں نے ہماری بارگاہِ اقدس کا طواف کیا کہ اپنے شوہروں کی شکایت کرتی تھیں' وہ تم میں سے بہتر لوگ نہیں ہیں جو عورتوں کو ایذاء دیتے ہیں۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی:

**ثم يطوف على نسائه ثم يصبح محرما ينضغ طيبا .**

(لفظ مسلم' رقم الحدیث: ۲۰۵۷-صحیح بخاری' رقم الحدیث: ۲۵۹-سنن نسائی' رقم الحدیث: ۴۱۴-مسند امام احمد' رقم الحدیث: ۲۴۲۵۱)

ترجمہ: پھر آپ ازواج کے پاس جاتے اور صبح احرام باندھتے' درآں حالیکہ آپ کے بدن سے خوشبو آرہی ہوتی تھی۔

یہاں ازواجِ مطہرات کو مشرف کرنے کیلئے جانے کیلئے طواف کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے اور ان پر کچھ قرض تھا۔ قرض خواہوں نے اپنے قرض کیلئے

Marfat.com

سخت تقاضا کیا تو میں بحضورِ نبوی حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باغ میں جتنی کھجوریں ہوں وہ سب لے لو اور باقی قرض معاف کردو' وہ نہ مانے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باغ کا میوہ انہیں نہ دیا اور مجھ سے فرمایا: ہم صبح تیرے پاس آئیں گے' پھر آپ صبح تشریف لائے' باغ میں گھومے اور پھلوں کیلئے دعائے برکت فرمائی' میں نے جو کھجویں کاٹیں تو سب کا قرض ادا کردیا اور ہمارے لیے کچھ بچ گئیں:

**فطاف فی النخل ودعا فی ثمرها بالبرکة فجددتها فقضیتهم وبقی لنا من تمرها** ۔(صحیح بخاری' رقم الحدیث: ۲۲۲۰)

نوٹ: نسائی شریف میں یہ الفاظ ہیں:

**اطاف حول اعظمها بیدر اثلاث مرات** ۔

(سنن نسائی' رقم الحدیث: ۳۵۷۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار طواف فرمایا۔

☆ حضرت کبشہ کعب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے' میں نے ان کیلئے وضو کا پانی ڈالا' اس دوران بلی آ کے اُسے پینے لگی' لہٰذا جناب ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پینے کیلئے پانی کا برتن ٹیڑھا کردیا۔ یہاں تک کہ اُس نے سیر ہو کر پی لیا۔ حضرت کبشہ فرماتی ہیں: پھر جناب قتادہ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں آپ کی طرف دیکھ ہی رہی تھی۔ مجھے فرمایا: اے بھتیجی! کیا تو تعجب کرتی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی پلید نہیں ہے کیونکہ:

**انما هی من الطوافین علیکم او الطوافات** ۔

(لفظ جامع ترمذی' رقم الحدیث: ۸۵- سنن ابی داؤد' رقم الحدیث: ۶۸- مسند احمد' رقم الحدیث: ۲۱۴۹۰- سنن

Marfat.com

دارمی، رقم الحدیث: ۷۲۹-سنن نسائی، رقم الحدیث: ۶۷-سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۶۱-موطأ امام مالک، رقم الحدیث: ۳۸)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ کعبہ معظّمہ کے گرد گھومنے کا نام طواف، صفا و مروہ کے درمیان سعی کا نام طواف، اہلِ جہنم کا نار و حمیم کے مابین بھاگنے کا نام طواف، کسی بھی جگہ بار بار چکر لگانے کا نام طواف، کسی شے کے گرد گردش کا نام طواف، لیکن ان کے احکامات ایک دوسرے پر منطبق نہیں کیے جا سکتے اور کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی ڈھیر کے گرد گھومنے کو طواف نہ کہو کیونکہ طواف تو کعبہ کے گرد گھومنے کا نام ہے۔ فافہم

## لفظ مسجد

مسجد کا اطلاق اس مخصوص مقام پر ہوتا ہے جہاں مسلمان پانچ وقت باجماعت نماز پڑھنے جاتے ہیں، لیکن لغۃً اس لفظ کا اطلاق تمام روئے زمین پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جعلت لی الارض مسجدا۔ (مسلم، رقم الحدیث: ۸۱۱-لفظ للبخاری، رقم الحدیث: ۳۲۳-ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۱۵-ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۷-دارمی، رقم الحدیث: ۱۳۵۳-مسند امام احمد، رقم الحدیث: ۶۹۶۸-ترمذی، رقم الحدیث: ۲۹۱-نسائی، رقم الحدیث: ۷۲۸)

ترجمہ: میرے لیے زمین کو مسجد (نماز ادا کرنے کی جگہ) بنا دیا گیا۔

لہٰذا اُمت مسلمہ کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ اگر نماز کا وقت آ جائے اور قریب کوئی مسجد نہ ہو تو وہ ان مقامات جہاں نماز پڑھنے سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا ہے، مثلاً قبرستان، حمام، مذبح، شارع عام، اونٹوں کی جگہ اور وہ جگہ جہاں نجاست ہو، کو چھوڑ کر باقی تمام روئے زمین پر ہر جگہ نماز پڑھ سکتی ہے۔

معزز قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر پاک جگہ جہاں نماز پڑھی جائے، اس

Marfat.com

پر لغوی طور پر لفظ مسجد کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ''مسجد'' جہاں مسلمان پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور ''پاک جگہ'' جس کو لغوی طور پر مسجد کہا جاتا ہے' کے احکامات ایک جیسے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔

دلائل ملاحظہ فرمائیں:

☆ مسجد میں پیشاب کرنا حرام لیکن خارج از مسجد میدان وغیرہ میں جائز ہے (باہر بھی وہ مقامات مستثنیٰ ہوں گے جن سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے)۔

☆ مسجد میں جنبی حالت میں داخل ہونا حرام' لیکن باہر میدان وغیرہ میں جانا جائز ہے۔

☆ حائضہ عورت مسجد میں نہیں جاسکتی لیکن باہر کسی بھی پاک جگہ پر کھڑی ہوسکتی ہے۔

☆ لہسن و پیاز کھا کر مسجد میں جانا ممنوع' لیکن باہر کسی پاک جگہ پر کھڑا ہونا جائز۔

☆ مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا منع' لیکن باہر جائز۔

بلکہ سنئے! مسجد ضرار کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا اس کے اور دیگر مساجد کے احکامات یکساں ہیں؟

محترم قارئین! وہ تمام مساجد جن میں پانچ وقت باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے' ان کے فضائل و احکامات بھی ایک جیسے نہیں' جیسا کہ اہلِ علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ عام مسجد اور مسجد حرام' بیت المقدس اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے ثواب میں عظیم تفاوت ہے:

صلوۃ فی مسجد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من الف صلوۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام۔

(لفظ للمسلم' رقم: ص ۱۴۷۱-۳۴۴ -نسائی' رقم: ۶۸۷- ترمذی' رقم: ۲۹۹- ابن ماجہ' رقم: ۱۳۹۴- موطأ امام مالک'

Marfat.com

رقم:۴۱۴-دارمی،رقم:۱۳۸۳-بخاری،رقم:۱۱۱۶-مسند امام احمد،رقم:۶۹۵۵)

ترجمہ: مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد میں ہزار نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے۔

**من خرج حتی یاتی هذا المسجد مسجد قباء فصلی فیه کان له عدل عمرة .**

(لفظ للنسائی،رقم:۶۹۲-ترمذی،ج اص ۴۳-ابن ماجہ،رقم:۱۴۰۲-مسند امام احمد،رقم:۱۵۴۱۴)

ترجمہ: جو کوئی (گھر سے) نکلا حتیٰ کہ وہ اس مسجد، مسجد قباء میں پہنچا، پس اس نے اس میں نماز ادا کی تو اسے عمرہ کے برابر اجر ملے گا۔

اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**لا تشد الرجال الا الی ثلاثة مساجد مسجد الحرام ومسجدی هذا ومسجد الاقصیٰ .**

(لفظ للبخاری،رقم:۱۱۱۵-مسلم،رقم:۲۴۷۵-ابوداؤد،رقم:۱۷۳۸-ترمذی،رقم:۳۰۰-مسند امام احمد، رقم:۶۸۹۳-دارمی،رقم:۱۳۸۵-نسائی،رقم:۶۹۳-ابن ماجہ،رقم:۱۳۹۹)

کجاوے نہ کسے جائیں (سامانِ سفر نہ باندھا جائے) مگر تین مساجد کی طرف: مسجد حرام (بیت اللہ)، اس میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ ثواب کے حصول کی خاطر تین مساجد کے علاوہ دیگر مساجد کی طرف دور دراز سے سفر کر کے جانے سے منع کر کے یہ بات واضح فرمادی کہ تمام مساجد کے احکامات ایک جیسے نہیں ہیں۔

## لفظ حدیث

محدثین کی اصطلاح میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور وصف کو حدیث کہتے ہیں، لیکن لفظ حدیث بات چیت، گفت وشنید اور بیان وغیرہ کیلئے

Marfat.com

بھی استعمال ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۔(پارہ ۴ النساء رکوع: ۸ آیت: ۸۷)

اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝ (پارہ: ۳۰ البروج رکوع: ۱۰ آیت: ۱۷)

کیا تمہارے پاس لشکروں کی بات آئی؟

کیا کسی عاقل سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ مذکورہ بالا مقامات پر موجود لفظ حدیث کے احکامات میں فرق محسوس نہ کرے۔ مزید برآں حدیث وفن حدیث سے ادنیٰ سی ممارست رکھنے والے قاری کو بخوبی علم ہے کہ متن وسند کے اعتبار سے حدیث کی مختلف اقسام ہیں، مثلاً صحیح، حسن، ضعیف، مرسل، منقطع، مرفوع، موقوف، مقطوع وغیرہم۔ کیا ان کے احکامات ایک جیسے ہیں؟ اگر حدیث صحیح کے احکامات حدیث ضعیف جیسے نہیں، حالانکہ دونوں پر حدیث کا اطلاق ہوتا ہے تو پھر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات عید الفطر یا عید الاضحیٰ جیسے ہونا کیونکر لازم ہوگا۔

معترض صاحب! یوم فطر بھی عید ہے اور یوم نحر بھی، اب اگر کوئی ضدی شخص کہے کہ عید الاضحیٰ کو ہم قربانی کرتے ہیں، لہٰذا اگر یوم فطر بھی عید ہے تو اس عید میں بھی قربانی کرو ورنہ یہ عید نہیں، تو آپ کیا جواب ارشاد فرمائیں گے؟

قارئین کرام! پس ثابت ہوا کہ اگر دو الگ الگ چیزوں کے نام مشترکہ ہوں تو محض نام کے اشتراک سے ان کے احکامات یکساں نہیں ہوں گے، لہٰذا یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یوم الجمعہ کے ساتھ عید کا لاحقہ لگانے سے یہ لازم نہیں ہوگا کہ یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویوم الجمعہ کو بھی دو رکعت ادا کریں یا اس دن روزہ نہ رکھیں یا

Marfat.com

عید الاضحیٰ کی طرح یوم الجمعہ کو بھی جانوروں کی قربانیاں کریں اور تکبیرات پڑھتے رہیں۔ (واللہ تعالیٰ و رسولہ الکریم اعلم)

سوال ۶: عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد مناتے ہیں، آج کل کے کلمہ گو مسلمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے ہیں، یہ عمل یہود و نصاریٰ سے تشبہ کی بناء پر حرام ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' یعنی جو کسی قوم سے تشبیہ اختیار کرے گا، وہ انہیں میں سے ہے۔

جواب: کفار کے ساتھ تشبیہ کی ممانعت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مسلمان ہر بات و ہر فعل میں ان کی مخالفت کریں بلکہ ان کے ساتھ تشبہ درج ذیل صورتوں میں ممنوع قرار پائے گی:

☆ کوئی شخص بالقصد کفار سے تشبہ اختیار کرے

☆ وہ شے ان بدمذہبوں کا شعار خاص ہو

☆ وہ عمل جو مذموم ہو یعنی کفار کی کسی بدعقیدتی پر مبنی ہو۔

لہٰذا اگر کوئی شخص کسی قوم کے طرزِ وضع کو اس نیت سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بن جائے اور ان سے مشابہت ہو، یا وہ مشابہت کی نیت تو نہ کرے مگر وہ وضع اس قوم کا شعارِ خاص ہو، یعنی وہ اس طرزِ وضع سے پہچانے جاتے ہوں، مثلاً خاص سکھوں کے انداز میں پگڑی باندھے، ہندوؤں کی طرح ماتھے پر قشقہ (تلک) لگانا یا ہندوؤں کی طرح سر پر چوٹی رکھنا، یا وہ عمل مذموم ہو جیسے پارسیوں کی طرح آگ کے ساتھ تقدس کا معاملہ کرنا، عیسائیوں کی طرح صلیب پہننا یا غیر مسلم خواتین کی طرح چست نیم عریاں لباس پہننا، تو ایسا تشبہ ضرور بالضرور ناجائز و ممنوع بلکہ بعض صورتوں میں تو کفر تک قرار پائے گا۔ اس ضمن میں چند محققین کے اقوال درج کیے جاتے ہیں:

Marfat.com

(۱) علامہ ابن نجیم حنفی محقق علی الاطلاق (المتوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

**اعلم ان التشبیہ باھل الکتاب لا یکرہ فی کل شیء فانا ناکل ونشرب کما یفعلون انما الحرام ھو التشبہ فیما کان مذموما وفیما یقصد بہ الشبیہ۔** (البحرالرائق ج۲ص۱۱)

ترجمہ: جان لو کہ اہل کتاب کے ساتھ ہر چیز میں تشبہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ ہم کھاتے پیتے ہیں جس طرح وہ کھاتے پیتے ہیں، البتہ مذموم کاموں میں ان کے ساتھ تشبہ حرام ہے یا جس کام کو ان کے ساتھ تشبہ کے قصد (نیت) کے ساتھ کیا جائے۔

(۲) علاؤالدین حصکفی علامہ (المتوفی ۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں:

**فان التشبہ بھم لا یکرہ فی کل شیء بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ۔** (درمختار ج۱ص۶۲۴)

ترجمہ: ان (اہل کتاب) کے ساتھ ہر چیز میں تشبیہ مکروہ نہیں بلکہ مذموم چیزوں میں تشبہ مکروہ ہے اور جن کاموں میں تشبہ کا قصد کیا جائے۔

(۳) ابن عابدین شامی علامہ (المتوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

**لکن تقدم ان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیھا قصد بہ التشبہ لا مطلقا۔** (شامی ج۱ص۶۴۶)

ترجمہ: بلکہ پہلے گزر چکا کہ تشبہ ہر شے میں مکروہ نہیں بلکہ مذموم چیزوں میں تشبہ مکروہ ہے اور جن کاموں میں تشبہ کا قصد کیا جائے۔

(۴) علی قاری ملا (المتوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

**فانا ممنوعون من التشبیہ بالکفر واھل البدعۃ المنکرۃ فی شعارھم لا منھیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء**

Marfat.com

کانت من افعال اهل السنة او من افعال الکفر واهل البدعة فالمدار علی الشعار ۔ (شرح فقہ اکبر، ص ۱۸۵)

ترجمہ: ہمیں یہ منع ہے کہ کفار اور اہل بدعت کے شعار میں تشبہ کریں نہ یہ کہ ہر بدعت منع ہو، اگرچہ وہ مباح ہو۔ اب چاہے وہ اہلِ سنت کے افعال سے ہوں یا کفار اور اہلِ بدعت کے افعال سے تو مدارِ کار شعار پر ہے۔

قارئین کرام!

جہاں تک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے تو:

اوّلاً: کوئی مسلمان بھی یہ دن اس نیت سے نہیں مناتا کہ کفار کے ساتھ تشبہ اختیار کرے۔

ثانیاً: کسی نبی علیہ السلام کی ولادت کے دن پر ان کے ولادت کا چرچا کرنا غیر مسلم اقوام کا شعارِ خاص نہیں بلکہ انبیاء کرام ؑ کی آمد و ولادت کا چرچا کرنا اللہ تعالیٰ، انبیاء سابقین، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور زمانۂ قدیم سے اُمت مسلمہ کی سنت ہے۔

ثالثاً: یہ عمل معاذ اللہ مذموم بھی نہیں بلکہ ایک امر مستحسن ہے، جس کے دلائل گزر چکے ہیں۔

اگر کوئی شخص تشبہ کے سلسلے میں ہماری پیش کردہ معروضات سے متفق نہیں ہے اور اس بات پر مصر ہے کہ کفار کے ساتھ ہر لحاظ سے ناجائز و ممنوع ہے تو پھر ان اُمور کے متعلق بھی ضرور بالضرور اپنی رائے کا اظہار کرے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○ (پارہ: ۲۵، رکوع: ۷، آیت: ۹، الزخرف)

Marfat.com

ترجمہ: اور اگر تم ان (کفار) سے پوچھو کہ زمین و آسمان کس نے بنائے؟ تو ضرور کہیں گے: اسے بنایا اس عزت والے، علم والے نے۔

لہٰذا معترضین کے مطابق مسلمانوں کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ زمین و آسمان اللہ تعالیٰ نے بنائے تا کہ کفار سے تشبہ نہ ہو جائے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

**كان اهل الكتاب يسدلون اشعارهم وكان المشركون يفرقون رء وسهم وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب موافقه اهل الكتاب فيما لم يؤمر به فسدل رسول الله صلى الله عليه وسلم نافيته لم فرق بعد .**

(بخاری، رقم: ۳۲۹۴-۳۲۹۴ - لفظ للمسلم، رقم: ۲۳۰۷-۲۳ - ابوداوٗد، رقم: ۳۶۵۶-۳۶۵۶ - نسائی، رقم: ۵۱۴۳-۵۱۴۳ - ابن ماجہ، رقم: ۳۶۲۲، مسند امام احمد، رقم: ۲۰۹۹)

ترجمہ: اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکا کر چھوڑ دیتے تھے اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے اور جن چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اہلِ کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے، پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بال لٹکائے، پھر آپ نے مانگ نکالنا شروع کر دی۔

معترض صاحب!

ذرا غور فرمائیں کہ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اہلِ کتاب اور پھر مشرکین طرح بال سنوار کر ان سے معاذ اللہ! تشبہ اختیار کیا ہے؟ کیا جو کام بھی غیر مسلم اقوام کریں، اگر ہم بھی وہی کام کریں تو وہ تشبہ ٹھہرے گا؟

☆ حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ قریش

Marfat.com

زمانۂ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس روزے کا حکم دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو آپ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور (لوگوں کو) روزہ رکھنے کا حکم دیا اور جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ نے فرمایا: جو چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

(بخاری' ج ا' کتاب الصوم۔ مسلم ج ا' کتاب الصیام۔ ابوداؤد' ج ا' رقم: ۲۴۴۲۔ ترمذی' ج ا ص ۹۴)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود یومِ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں' جب لوگوں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطاء فرمایا تھا' لہٰذا اس دن کی تعظیم کی وجہ سے ہم اس دن کا روزہ رکھتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کے (شریک مسرت ہونے میں) تم سے زیادہ مستحق ہیں' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے کا حکم دیا۔ (اس حدیث کی تخریج پچھلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

☆ مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس روزے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس دن کی یہود اور نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اگلا سال آئے گا تو ہم ان شاء اللہ نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ ابھی سال نہیں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

(مسلم' کتاب الصیام)

قارئین محترم!

Marfat.com

مذکورہ بالا تین احادیث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اور پھر مدینہ میں بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام سے رکھوایا' اگرچہ ضمناً رخصت بھی دے دی' اب ذرا درج ذیل باتوں پر غور فرمائیں:

## پہلی بات

یہود نے یومِ عاشورہ کا روزہ رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ کرام نے بھی اسی دن اس علت کی بناء پر روزہ رکھا تو معترض صاحب اس عمل پر بھی ذرا تشبہ کا حکم صادر کریں۔

## دوسری بات

جس دن یہود روزہ رکھیں اور اس دن کو معظم سمجھیں' اسی دن اگر مسلمان اسی علت کی بناء پر ویسا ہی عمل یعنی روزہ رکھیں تو یہ تشبہ نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ عیسائی ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد منائیں اور مسلمان ۱۲ ربیع الاوّل کو جو کہ شمسی سال کی کسی تاریخ کو بھی آ سکتا ہے' کو اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منائیں تو کیا یہ عیسائیوں سے تشبہ قرار پائے گا۔

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے جو یوم عاشورہ کا روزہ رکھا' اس میں ان کا یہود کے عمل سے تشبہ کا قصد یا نیت نہ تھی بلکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنے تعلق کی بناء پر روزہ رکھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تشبہ میں قصد وارادہ بھی اہم حیثیت رکھتا ہے' جیسے کہ ہم نے پہلے اس کے متعلق گفتگو کی ہے' لہٰذا یہ حدیث بھی ہمارے مؤقف کی مؤید ہے۔

## تیسری بات

رسولِ کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مخالفت کا ایک اور طریقہ بتایا کہ نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھا جائے۔

Marfat.com

اب پھر غور طلب بات یہ ہے کہ جس دن یہود روزہ رکھتے ہیں' اس دن کے روزے سے رسول اللہ نے منع نہیں فرمایا بلکہ نویں کا روزہ بھی رکھیں گے' لہٰذا اس طرح بھی یہود کی مخالفت ہو گی۔ اب کیا وجہ ہے کہ مسلمان اوّلاً تو ۲۵ دسمبر کو میلاد مناتے ہی نہیں اور اگر بالفرض ۱۲ ربیع الاوّل' ۲۵ دسمبر کے دن آ بھی جائے تو وہ ایک دن پہلے کیا' بلکہ پورے ماہ ربیع الاوّل میں بلکہ سارا سال ہی وقتاً فوقتاً میلاد النبی کی محافل منعقد کرتے ہیں' تو تشبہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہاں یہ نامعقول سوچ معترض صاحب کے نامعقول ذہن میں ہی پنپ سکتی ہے اور کسی بھی ادنیٰ سی سمجھ کے مالک شخص سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

یہ الٹی منطق اور کیا کیا گل کھلائے گی' وہ بھی ذرا ملاحظہ فرمائیں:

اگر یہود و نصاریٰ و دیگر غیر مسلم اقوام:

☆ اپنے بچوں سے پیار کریں تو انہیں ان سے نفرت کرنی چاہیے۔

☆ بزرگوں کا ادب کریں تو انہیں ان کی توہین کرنی چاہیے۔

☆ والدین کا احترام کریں تو انہیں ان کی بے عزتی کرنی چاہیے۔

☆ رشتہ داروں سے حسن سلوک کریں تو انہیں ان سے بدسلوکی کرنی چاہیے۔

☆ غریبوں کی مدد کریں تو انہیں ان کو دھتکارنا چاہیے۔

☆ یتیموں کی کفالت کریں تو انہیں ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا چاہیے۔

☆ بیماروں کی تیمارداری کریں تو انہیں ان سب کو بے آسرا چھوڑ دینا چاہیے۔

☆ علم حاصل کریں تو انہیں اَن پڑھ و گنوار ہی رہنا چاہیے۔

☆ ٹریفک قوانین کی پاسداری کریں تو انہیں قانون شکنی کرنی چاہیے۔

☆ جنگی مہارتیں سیکھیں تو معترضین کو انہیں سیکھنے سے پہلوتہی کرنی چاہیے۔

☆ بجلی کا استعمال کریں تو انہیں چراغ یا موم بتی جلانی چاہیے۔

Marfat.com

☆ ذرائع مواصلات کا استعمال کریں تو انہیں ان کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔
☆ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کریں تو انہیں اپنے گلے پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔
☆ جدید جنگی ہتھیار استعمال کریں تو انہیں تیر کمان سیدھے کرنے چاہئیں۔
☆ جدید ذرائع آمدورفت استعمال کریں تو انہیں اپنی ٹانگوں، گدھوں، گھوڑوں اور اونٹوں پر ہی اعتماد کرنا چاہیے۔
☆ یہود و نصاریٰ اپنے مُردوں کو دفن کریں تو انہیں مُردوں کو باہر پھینک دینا چاہیے۔
☆ کفار و مشرکین اگر گنگا کے پانی کو مقدس سمجھیں تو انہیں آبِ زمزم کو معاذ اللہ ناپاک سمجھنا چاہیے۔
☆ اگر وہ اپنی کتب کو مقدس سمجھیں اور ان کا مطالعہ کریں تو انہیں قرآن مجید کا مطالعہ کرنا چاہیے اور نہ ہی اسے مقدس سمجھنا چاہیے۔ (معاذ اللہ)
☆ ہندو اگر برت (روزہ) رکھیں تو انہیں روزوں کو بھی خیر باد کہہ دینا چاہیے۔
☆ یہود و نصاریٰ اگر انبیاء سابقین کو انبیاء مانیں تو انہیں معاذ اللہ ان کا انکار کر دینا چاہیے۔
☆ اگر وہ نبی کی تعظیم کریں تو انہیں معاذ اللہ ان کی تعظیم نہیں کرنی چاہیے (اور ایسا ہی کرتے ہیں)۔
☆ بھائی آخر انہیں غیر مسلم اقوام کے ساتھ تشبہ سے تو بچنا چاہیے۔

سوال ۷: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والے دن کئی غیر شرعی حرکات کی جاتی ہیں، لہٰذا اسے بند کر دینا چاہیے؟

قارئین کرام! عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت ہم نے پچھلے صفحات میں دلائل کثیرہ کے ساتھ پیش کر دی ہے۔ میلاد شریف کے مقدس موقع پر ڈھول ڈھمکے، ناچ گانے اور دیگر خرافات قطعاً ناجائز و حرام ہیں۔ عموماً دنیادار، کم پڑھا

Marfat.com

لکھا طبقہ اور دین سے دور افراد ہر اچھے کام کو غلط رنگ دے دیتے ہیں اور منکرین کو اعتراض کا موقع فراہم کرتے ہیں ان لوگوں کی غلط حرکات کی بناء پر ایک جائز امر کو حرام قرار دینا بھی شرعی حدود کو پامال کرنے کے مترادف ہے' کیونکہ

اوّلاً: عید الفطر اور عید الاضحیٰ مسلمانوں کی اجتماعی عبادات اور خوشی کے ایام ہیں' لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان ایام میں عورتیں پوری طرح بن سنور کر' خوشبو سے معطر' تنگ و چست و مختصر لباس پہن کر ساحل سمندر' پارکوں اور دیگر تفریحی مقامات میں گھومتی پھرتی ہیں۔ اوباش لوگ' فحش حرکات کرتے پھرتے ہیں۔ مختلف مقامات' دکانات اور مکانات سے بلند آواز سے فلمی گانے و موسیقی سنائی دیتے ہیں' کیا ان ناجائز اور غیر شرعی حرکات کی بناء پر کوئی مسلمان یہ کہتا ہے کہ چونکہ عیدین کے ایام میں لوگ ناجائز کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں' لہٰذا عید منانا بند کر دیا جائے تا کہ ان خرافات کا سد باب ہو سکے؟ نیز یہ کہ اگر کسی سنت پر عمل کرنے سے اَن گنت حرام اُمور کا دروازہ کھلتا ہو تو کیا اس سنت کو ترک کر دینا چاہیے۔

لیکن ایک معتدل مزاج شخص یہی کہے گا کہ یہ ایام تو خوشی منانے کے ہیں' اگر ختم کرنا ہے تو ان خرافات کو ختم کرو نہ کہ عید منانا۔

ثانیاً: نکاح کے موقع پر بھی بہت سی غیر شرعی حرکات کا ارتکاب کیا جاتا ہے' جن کی تفصیل کسی بھی شخص سے پوشیدہ نہیں تو کیا اس بناء پر نکاح کرنا ناجائز قرار پائے گا۔

ثالثاً: اسی طرح اگر کوئی شخص موسیقی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرنا شروع کر دے یا قواعد و تجوید کے خلاف قرآنِ مقدس کی تلاوت کرے تو اسے اس غلط حرکت سے منع کیا جائے گا نہ کہ قرآنِ مقدس کی تلاوت ہی بند کر دی جائے گی۔

رابعاً: کیا انگور' کھجور اور گندم کی کاشت صرف اس لیے بند کر دی گئی کہ اس سے شراب بنتی ہے یا ان فتنہ پرور لوگوں کو روکا جائے گا جو ان سے شراب بناتے ہیں۔

Marfat.com

خامساً: آج کل دینی مدارس میں بہت سی غیر شرعی حرکات وقوع پذیر ہوتی ہیں اور دنیا پرست لوگ ان واقعات کو دلیل بنا کر علماء حق کا مذاق اور دین کی تضحیک کرتے ہیں۔ کیا ان برائیوں کے وقوع کی وجہ سے مدارسِ دینیہ کو بند کر دینا چاہیے؟

سادساً: بعض لوگ مال ودولت کے بل بوتے پر شراب خوری' بدکاری وغیرہ ایسے اُمور کا ارتکاب کرتے ہیں تو کیا لوگوں کے کاروبار کرنے' پیسا کمانے اور ملازمتیں کرنے پر پابندی لگادینی چاہیے تاکہ نہ پیسا پاس ہو نہ مذکورہ بالا بُرائیاں جنم لیں۔

سابعاً: گورنمنٹ کے مختلف ادارے بالخصوص جہاں پبلک ڈیلنگ ہوتی ہے' بدعنوانیوں کا شکار ہیں۔ رشوت کا دور دورہ ہے تو کیا ان اداروں میں کام کرنے والے افراد کا قبلہ درست کرنے کے بجائے' ہمیں ان اداروں کو ہی بند کر دینا چاہیے۔

مختصر یہ کہ جس طرح چوری' ڈکیتی' زناکاری' شراب نوشی' قتل وغارت وغیرہ کی وجہ سے اسلام پر طعن نہیں کیا جائے گا بلکہ ان جرائم کے مرتکب افراد کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے گا' اسی طرح چند شریر و فاسق لوگوں کی غلط حرکات کی بناء پر محفل میلاد کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جائے گا' بلکہ اس بے دین طبقے کو بُرا کہا جائے گا۔

سوال ۸: واقعہ ابی لہب ایک خواب ہے جو قابل حجت واستدلال نہیں۔

جواب: روایت مذکورہ پر تفصیلی بحث ہم اسے بخاری شریف سے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

**قال عروة وثويبة مولاة لابی لهب كان ابو لهب اعتقها فارضعت النبی صلی الله عليه وسلم فلما مات ابو لهب اريه بعض اهله بشر حيبة قال له ماذا لقيت قال ابو لهب لم الق بعدكم غير انی سقيت فی هذه بعتاقتی ثويبة .**

(بخاری ج ۳' کتاب النکاح)

Marfat.com

ترجمہ: عروہ فرماتے ہیں: ثویبہ' ابولہب کی لونڈی تھی۔ ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا' پھر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (زمانہ شیر خوارگی میں) دودھ پلایا تھا۔ پھر جب ابولہب مر گیا تو اس کے اہلِ خانہ میں سے کسی نے اسے بہت بُرے حال میں دیکھا تو پوچھا: کیسے ہو؟ ابولہب نے جواب دیا: تم سے جدا ہونے کے بعد سخت عذاب میں ہوں' ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے باعث اس میں سے مجھے پانی پلایا جاتا ہے۔

اسی واقعہ کو عظیم محدث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۸۱ھ) کے حوالے سے کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابولہب مر گیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں نہایت ہی بُرے حال میں دیکھا یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا' بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں' لیکن ہر سوموار کو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ (فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۷)

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) نے بھی ایسا ہی لکھا ہے' ملاحظہ فرمائیں! (عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۹۵)

قارئین کرام! اب جب کہ مکمل واقعہ آپ کے پیش نظر آ چکا تو اس بارے میں ہماری معروضات درج ذیل ہیں:

اوّلاً: یہ خواب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا جب آپ نے دیگر صحابہ کرام کو یہ خواب اور تخفیفِ عذاب کی وجہ بیان کی تو اس وقت آپ سو نہیں رہے تھے بلکہ بیداری کے عالم میں تھے۔ مزید یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اور نہ ہی کسی اور صحابی نے اس تخفیف والی بات کو محض خواب کا ایک واقعہ قرار دے کر جھٹلایا' لہٰذا یہ صرف خواب نہیں بلکہ صحابی رسول کا ایک قول ہے جو غیر قیاسی واجتہادی ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

مرفوع کا درجہ رکھتا ہے۔

ثانیاً: اس حدیث سے تخفیف عذاب ابی لہب پر جن عظیم الشان محدثین و محققین نے استدلال کیا ہے' ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے اور ان میں سے کسی ایک ہستی نے بھی اسے محض خواب قرار دے کر رد نہیں کیا۔ اس روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے ابن جزری کے الفاظ نقل کرتے ہیں کہ جب ابولہب جیسا کافر جس کے بارے میں قرآن مقدس میں مذمت آئی ہے' کا یہ حال ہے کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی رات خوشی کرنے پر یہ جزاء (تخفیفِ عذاب) دی جاتی ہے تو اس مؤحد مسلمان اُمتی کی جزا کا کیا حال ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی مناتا ہے۔ محدثین کرام کا اس روایت سے استدلال فرمانا اس کی حجت اور صحت کی بین دلیل ہے:

(۱) علامہ احمد بن محمد قسطلانی (المتوفی ۹۱۱ھ)' المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۴۷

(۲) علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ)' الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۶

(۳) علامہ محمد یوسف شامی (المتوفی ۹۴۲ھ)' سبل الہدیٰ ج ۱ ص ۳۶۷

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ)' مدارج النبوۃ' ج ۱ ص ۱۱۹

(۵) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ)' ماثبت بالسنۃ' ص ۱۵۵

(۶) علامہ حسین بن محمد یار بکری' تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۲۲۲

(۷) علامہ زرقانی (المتوفی ۱۱۴۴ھ)' شرح المواہب ج ۱ ص ۲۶۰

ان کے علاوہ امام سہیلی (المتوفی ۵۸۱ھ)' علامہ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) اور علامہ حلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ) نے اس روایت کو نقل کیا' اس پر اعتبار کیا اور اس سے تخفیف عذاب ابی لہب پر استدلال فرمایا اور اسے محض خواب کا ایک واقعہ قرار دے کر رد نہیں فرمایا۔

ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

(۸) الروض الانف، ج ۵ ص ۱۲۲، ۱۲۳

(۹) البدایہ والنہایہ، ج ۲ ص ۲۳۰

(۱۰) انسان العیون ج ۱ ص ۸۵

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر محدثانہ گفتگو فرمائی، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

کفار کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوتی، لیکن یہ رعایت ہر اس کافر کے ساتھ مخصوص ہے، جس کے بارے میں نص وارد ہے۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اگر کوئی کافر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اظہارِ محبت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے۔

کفار کے کفر کے علاوہ گناہوں کے عذاب میں تخفیف ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی خاطر ابولہب کی اس نیکی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف فرمائی ہے۔

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ بالا نکات میں سے پہلے دو نکات بیان فرمائے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ابولہب پر ابوطالب کی بہ نسبت تخفیف کم ہے، کیونکہ ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و حفاظت کی اور ابولہب نے عداوت کی تھی۔

(۱۱) فتح الباری، ج ۱۱ ص ۴۸

(۱۲) عمدۃ القاری ج ۲۵ ص ۹۵

## اغیار کے گھر سے

(۱۳) محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بیٹے عبداللہ بن عبدالوہاب نجدی رقمطراز ہیں:

Marfat.com

''ابن جوزی (ابن جزری' عرفان) نے کہا ہے کہ ابولہب ایسا کافر جس کی مذمت میں قرآن مجید نازل ہوا' جب اس کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے پر جزا دی گئی تو آپ کی اُمت کے اس مؤحد مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ کے میلادِ کی خوشی مناتا ہے''۔ (مختصر سیرت الرسول' ص ۱۳)

(۱۴) علماءِ دیوبند کے فقیہہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانوی لکھتے ہیں:

''جب ابولہب جیسے بد بخت کافر کیلئے میلاد النبی کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی اُمتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ کی محبت میں خرچ کرتے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا''۔

(احسن الفتاویٰ' ج ۱ ص ۳۴۷)

(۱۵) علماءِ دیوبند کے ممدوح مولانا عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں:

''پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی سے ابولہب جیسے بد بخت کے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے تو اگر آپ کا ایک امتی جو ولادت سے خوش ہوکر اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے تو کیوں اعلیٰ مراتب پر نہ پہنچے گا''۔

(فتاویٰ عبدالحئی کامل مبوب' ص ۱۰۴)

(۱۶) علماءِ اہل حدیث کے امام ابن قیم رقمطراز ہیں:

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ثویبہ نے ابولہب جو کہ اس کا مالک تھا' کو خوشخبری دی اور کہا کہ رات کو عبداللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس بات پر خوش ہوتے ہوئے اُسے آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو ضائع نہیں کیا اور اس کی موت کے بعد اسے انگوٹھے اور انگلی کے درمیان کے گڑھے سے پانی پلایا''۔ (تحفۃ الودود باحکام المولود ص ۱۹)

جز (ii): یہ روایت قرآن کے خلاف ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ قرآنِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ (۸۶:۲)

ترجمہ: تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے۔

پس ثابت ہوا کہ کفار کے اعمال میں تخفیف نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا روایت مذکورہ ہرگز قابلِ قبول نہیں۔

جواب: محترم قارئین! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بات معترضین کے ہاں بھی مسلمہ ہے کہ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب جن کی وفات حالتِ کفر میں ہی ہوئی تھی، کے عذاب میں اللہ تعالیٰ نے تخفیف فرمائی ہے کیونکہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد خدمت کی تھی۔

☆ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

هل نفعت ابا طالب بشیء فانه کان یحوطك ویغضب لك قال صلی اللہ علیه وسلم نعم هو فی ضحضاح من نار ولو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار ۔ (ج۱ کتاب الایمان)

ترجمہ: کیا آپ نے ابو طالب کو بھی کوئی نفع پہنچایا، وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے لوگوں پر غضب ناک ہوتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ہاں! اب وہ جہنم کے صرف بالائی طبقہ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتا۔

☆ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اهون اهل النار عذابا ابو طالب ۔ (ج۱ کتاب الایمان)

Marfat.com

ترجمہ: جہنمیوں میں سے سب سے کم عذاب ابوطالب کو ہوگا۔

اوّلاً: لہٰذا ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہو جانا اگر اس آیت کے منافی نہیں تو ابولہب کے عذاب میں تخفیف کیونکر اس آیت کے منافی ٹھہرے گی؟

ثانیاً: امام مسلم جیسے عظیم محدث بھی یہ حدیث لکھنے سے پہلے جو باب باندھتے ہیں' وہ یہ ہے:

**باب شفاعة النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب والتخفیف عنه بسببه۔**

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوطالب کیلئے شفاعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے اس کے عذاب میں تخفیف۔

یہ باب باندھ کر آپ رضی اللہ عنہ نے بھی مہر تصدیق ثبت کر دی کہ جہنم میں رہتے ہوئے کسی کافر کے عذاب میں تخفیف ہرگز آیت قرآنی کے مخالف نہیں۔

ثالثاً: قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی مختار' صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شانِ محبوبیت کی بناء پر قرآن مجید کے عام احکامات میں سے بعض افراد کو مستثنیٰ فرمادیا' مثلاً:

(۱) قرآن مجید بغیر کسی استثناء کے ہر مسلمان کو اپنی پسند کی چار شادیاں کرنے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے۔ (النساء:۳۰) لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا اور فرمایا کہ علی (رضی اللہ عنہ) حیاتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں ابوجہل کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتے۔

(بخاری' رقم:۳۴۵۰-مسلم' رقم:۴۴۸۲-ابوداؤد' رقم:۱۷۷۳-ترمذی' رقم:۳۸۰۲-ابن ماجہ' رقم:۱۹۸۸-مسندامام احمد' رقم:۱۸۱۵۳)

(۲) قرآن مجید نے عام حکم دیا ہے کہ ہر نزاعی معاملہ میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو

Marfat.com

عورتوں کی گواہی معتبر ہے۔(البقرہ) لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا اور فرمایا کہ حضرت خزیمہ کی اکیلی گواہی دو کے برابر ہے۔

(بخاری، رقم:۲۵۹۶-ابوداؤد، رقم:۳۱۳۰-نسائی، رقم:۴۵۶۸-مسند امام احمد، رقم:۲۰۶۵۳)

(۳) قرآن مقدس میں حکم ہے کہ ہر نماز اپنے وقت میں ادا کی جائے۔ (النساء:۱۰۳) لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم عام سے عرفات کی عصر اور مزدلفہ کی مغرب کو مستثنیٰ کر دیا، کیونکہ عرفات میں عصر، ظہر کے وقت میں اور مزدلفہ میں مغرب، عشاء کے وقت میں پڑھی جاتی ہے۔

(مسلم، رقم:۲۱۳۷-ابوداؤد، رقم:۱۶۲۸-ابن ماجہ، رقم:۳۰۶۵-دارمی، رقم:۱۷۷۸)

لہٰذا جب مذکورہ بالا صورتیں قرآنی آیات کے مخالف نہیں قرار پاتیں تو واقعہ ابولہب ہی کیوں آیت قرآنی کے مخالف ٹھہرتا ہے؟ پس یہ کہنا پڑے گا کہ کفار کے بارے میں بھی یہی قانون ہے کہ ان کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوتی، لیکن اگر کوئی غیر مسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کی محبت کا اظہار کرے تو اللہ تعالیٰ کا بے پایاں کرم اس کے قانون پر سبقت لے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے۔

رابعاً: اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس بارے میں تطبیق بھی دی گئی ہے کہ قرآن مقدس میں جس تخفیف کی نفی ہے، وہ مدت کے اعتبار سے ہے، یعنی کفار جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہی رہیں گے اور جنت ان کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے اور احادیث میں جس تخفیف کا ثبوت ہے، وہ کیفیت وشدت کے اعتبار سے ہے۔ یعنی عذاب ہوگا تو دائمی اور غیر متناہی، لیکن اس کی شدت کو کم کر دیا جائے گا یا جہنم کے ایک طبقے سے دوسرے طبقے میں منتقل کر دیا جائے گا۔ فافهم

Marfat.com

جز (iii): یہ روایت "تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" کے بھی خلاف ہے' کچھ معترضین کو یہ بھی کہتے سنا گیا ہے کہ یہ روایت آیت کریمہ "تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" کے بھی خلاف ہے' کیوں کہ قرآن مجید کی رو سے اس کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے تھے تو ایک انگلی تباہ ہونے سے کیسے بچ گئی' جس سے اسے پانی ملتا ہے۔

جواب: قارئین کرام! یہ اعتراض بھی معترض کی حواس باختگی کی روشن دلیل ہے' آپ ان سے درج ذیل سوالات پوچھیں جواب انشاءاللہ خود بخود واضح ہو جائے گا:

☆ کیا دنیا میں جس شخص کے ہاتھ کٹ جائیں یا سوکھ جائیں تو کیا عالم برزخ' جنت یا دوزخ میں بھی اس کے ہاتھ کٹے رہیں گے؟

☆ کیا دنیا میں جس شخص کا بازو' ٹانگ یا گردن کٹ جائے گی' عالم برزخ و عالم آخرت میں بھی وہ اسی حالت میں رہے گا؟

☆ کیا دنیا میں جس کی آنکھیں ضائع ہو جائیں گی' جنت یا دوزخ میں بھی وہ آنکھوں کے بغیر رہے گا؟

☆ کافر اپنے مُردوں کو جلا کر راکھ بنا دیتے ہیں' کیا جہنم میں ان کی راکھ ہی رہے گی؟

حیرت ہے اس جاہلانہ وطفلانہ سوال پر۔

جز (iv): آپ ابولہب کی سنت پر عمل کر رہے ہیں؟

جواب: ناظرین! یہ اعتراض پڑھ کر یقیناً آپ بھی معترض کی سفاہت و ذہنی پسماندگی اور تعصب پر مسکرائے ہوں گے اور سوچ رہے ہوں گے کہ یہ شخص یا تو بے وقوف ہے یا محض مخالفت کے نشے میں زبان درازی کرتا جا رہا ہے۔ یہ بات تو پرائمری پاس بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایک عمل سے اگر کسی کافر' جن کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے

Marfat.com

ہیں اور بالخصوص کافر بھی وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن اور ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا ہو' کے عذاب میں تخفیف ہو جائے تو اگر کوئی مسلمان' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی غلام وہ عظیم عمل کرے گا تو اس کو کس قدر اجر عظیم عطاء کیا جائے گا۔ بہر حال یہ بات عقل سے پیدل افراد کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔

ثانیاً: اس بات پر مفصل گفتگو ہو چکی ہے کہ اگر کوئی فاسق یا کافر شخص کام کا آغاز کرے تو اس پر عمل کرنا محض اس لیے ناجائز یا قابل مذمت نہیں ٹھہرے گا کہ اس کا موجد یا مبتدی ایک غیر مسلم شخص ہے۔

ثالثاً: ☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا چرچا اللہ تعالیٰ نے کیا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار والے دن روزہ رکھ کر کیا۔

☆ صحابہ کرام نے مختلف مجالس منعقد کر کے' جس کا ثبوت بالتفصیل گزر چکا۔

لہٰذا ہم ابولہب کی سنت پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور صحابہ کرام کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔

سوال ۸: ۱۲ ربیع الاوّل' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ وفات ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وفاتِ رسول کے غم سے دوچار تھے' لیکن اس کے برعکس آپ خوشیاں مناتے ہیں۔ لہٰذا آپ کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے کیونکہ جس دن کسی کا باپ یا بیٹا یا کوئی رشتہ دار فوت ہو جائے تو اس دن خوشی نہیں منائی جاتی۔

جواب: قارئین محتشم! شرعی طور پر نعمت کے حصول پر خوشی منانا ہمیشہ اور بار بار محبوب ہے' لیکن وفات کا غم وفات سے تین روز بعد سوائے زوجہ کا اپنے خاوند کے لیے منانا قطعاً جائز و ناروا ہے' مگر افسوس اس دور کے نام نہاد ماہرین حدیث و محققین میں سے کسی ایک کو بھی اس قانونِ شرعی کی خبر نہیں' محدثین کا ایک جم غفیر اسانید صحیحہ کے

Marfat.com

ساتھ جماعت صحابہ کرام حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عمر، ام المؤمنین حضرت عائشہ، حضرت اُم سلمہ، حضرت اُم حبیبہ سے مرفوعاً بالفاظ...... ایک ہی مضمون روایت فرماتے ہیں:

**لا یحل لامراۃ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان تمد علی میت فوق ثلاث الا علی زوج۔** (لفظ للبخاری، رقم: ۱۲۰۱- صحیح مسلم، رقم: ۲۷۳۰- سنن ابی داوٗد، رقم: ۱۹۵۴- جامع ترمذی، رقم: ۱۱۱۶- سنن نسائی، رقم: ۳۴۴۳- سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۰۷۶- مسند امام احمد، رقم: ۲۲۹۶۳- سنن دارمی، رقم: ۲۱۸۳- موطاً امام مالک، رقم: ۱۰۹۷)

ترجمہ: کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی میت کا سوگ کرے سوائے اپنے خاوند کے۔

پس ثابت ہوا کہ وفات کے تین دن روز کے بعد (سوائے عورت کا اپنے خاوند کا) غم منانا ممنوع ہے، تو کیا معترضین کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پائے تین دن نہیں گزرے؟

اس ضمن میں ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں، احادیث نبوی میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور وفات کا تذکرہ موجود ہے کہ آپ علیہ السلام کی وفات مبارکہ جمعہ شریف کو ہوئی، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق ادم فیہ قبض الخ۔**

(سنن نسائی، رقم: ۱۳۵۷- سنن ابی داوٗد، رقم: ۸۸۳- مسند احمد، رقم: ۱۵۵۷۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے، اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن انہوں نے وفات پائی۔

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ جمعہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

Marfat.com

**ان هذا یوم عید جعله الله للمسلمین......**

(سنن ابن ماجہ رقم: ۱۰۹۸-موطأ امام مالک رقم: ۱۳۱۱-مسند امام احمد رقم: ۱۶۸۲)

ترجمہ: بے شک یہ عید کا دن ہے' اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے بنایا ہے۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن یومِ میلاد النبی ہے اور یومِ وفات النبی بھی اس کے باوجود اللہ نے وفات النبی کے غم کے بجائے میلاد النبی کی خوشی کو برقرار رکھا۔

ثانیاً: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر آنسو بہائے اور اظہار غم فرمایا' لیکن کوئی شخص یہ بات ثابت نہیں کر سکتا ہے کہ آپ نے ان کی وفات کے بعد جب ان کا یومِ وفات آتا تو آپ اس غم کی یاد مناتے' لیکن اس کے برعکس آپ نے ہر پیر والے دن روزہ رکھ کر اپنے میلاد کی خوشی کی یاد قائم رکھی۔

ثالثاً: معترضین کے نزدیک میلاد پر خوشی منانا ثابت نہیں' لیکن آپ کی وفاتِ مقدسہ پر غم منانا صحابہ کرام سے ثابت ہے اور وہ اب بھی یہی کہتے ہیں وفات النبی والے دن خوشیاں کیوں مناتے ہو تو جواباً عرض ہے کہ اگر تمہارے نزدیک ۱۲ ربیع الاوّل والے دن غم منانا ثابت ہے تو چلو ایسا ہی سہی' جب آپ کے عزیز و اقرباء فوت ہوتے ہیں تو آپ خوشی مناتے ہیں' لیکن غم ایسا ہی سہی جب آپ کے عزیز و اقرباء فوت ہوتے ہیں تو آپ خوشی نہیں مناتے لیکن غم تو مناتے ہیں! کیا آپ کو اپنے عزیز و رشتہ دار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی' حضرت حسن و حسین کے پیارے نانا جان' پوری کائنات کے رسول' نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیارے ہیں کہ آپ اپنے باپ کے فوت ہونے پر تو تمام کاروبار معطل کر کے' کھانا پینا چھوڑ کر غم کا اظہار کرتے ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے دن

Marfat.com

آپ قطعاً کسی قسم کا سوگ نہیں مناتے۔ لہٰذا آپ پر آپ کے اپنے ہی اصول کے مطابق مذہبی و اخلاقی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ سال میں ایک مرتبہ ۱۲/ربیع الاوّل والے دن نبی مکرم شفیع معظم کی وفات کا غم ضرور منائیں۔

ناظرین مکرم! الغرض یہ بات اپنی جگہ درست و روا ہے کہ وصالِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا جاں سوز و پُر الم واقعہ ہے جس کی قیامت تک کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ لیکن چونکہ شریعت ہمیں تین دن کے بعد غم کی یاد منانے کی اجازت نہیں دیتی' لہٰذا مسلمان شریعت کے اس قانون کی پاسداری کرتے ہیں اور اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم نہیں مناتے' لیکن وہ سارا سال بالعموم اور بارہ ربیع الاوّل والے دن بالخصوص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے چرچے کرتے ہیں' خوشیاں مناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں' جس نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث فرمایا اور ہمیں اُن کا اُمتی ہونے کا شرف عظیم بخشا۔

## گلہائے رنگا رنگ

☆ مخصوص ایام میں کسی کا ذکر کرنے اور اس کی یاد منانے کا تصور آپ نے کہاں سے لیا ہے؟

جواب: یہ تصور ہم نے قرآن و حدیث سے لیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

**وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ط**

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔ (پارہ:۱۳' سورۃ ابراہیم رکوع:۱۳' آیت:۵)

یعنی وہ ایام جن میں اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو نعمتیں عطاء فرمائیں یا جن میں کوئی انقلاب واقع ہوا ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی مخصوص ایام کو یاد دلانے کا حکم دیا ہے۔

Marfat.com

☆ اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَ يَوۡمَ يَمُوۡتُ وَ يَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا۝

(پارہ:۱۶' سورہ مریم' رکوع:۴' آیت:۱۵)

ترجمہ: اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اُٹھایا جائے گا۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی خاص طور پر دلالت' وفات اور وفات کے بعد دوبارہ اُٹھنے کے دن پر سلام بھیج کر ان ایام کو دیگر ایام سے ممیز و مخصوص کر دیا۔

☆ رحمت عالم' شفیع معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تمام ایام میں اپنی ولادت مبارکہ کے دن پیر شریف کو مخصوص فرمایا اور اس دن روزہ رکھ کر اپنی اُمت کیلئے اسے ایک مخصوص اور یادگار بنا دیا۔

☆ جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو فرعون اور اس کی قوم کے ظلم و ستم سے نجات دی' اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم نے روزہ رکھا۔

یہودی اس دن ہر سال روزہ رکھتے ہیں' جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن خود بھی روزہ رکھا اور اپنے صحابہ کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اس دن کا روزہ رکھیں۔ یہ حدیث مع تخریج پہلے بیان ہو چکی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل یا رحمت ملے' اس دن کو مخصوص کرنا اور اس واقعہ کی یاد منانا اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کی سنت مقدسہ ہے۔

سوال ۲: یومِ ولادت منانے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: میلاد شریف کے بہت سے فائدے ہیں' ان میں سے چند ایک درج ذیل

Marfat.com

ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کا ذکر مبارک کرنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور دل میں ثبات پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ (۱۱:۱۲۰)

ترجمہ: اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انبیاء سابقین کے واقعات بیان کرنے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ اس سے دل کو ثبات، سکون و مضبوطی ملتی ہے جب کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حبیبِ خدا، سیّد دو عالم، امام الانبیاء ہیں، لہٰذا آپ کے اوصافِ مقدسہ و عاداتِ مطہرہ کو بیان کرنے سے اہلِ ایمان کے دلوں کو تقویت پہنچتی ہے۔

☆ مسلمان جب اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی اور خصائص و کمالات سنتے ہیں تو ان کے دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اور زیادہ سرشار ہو جاتے ہیں اور یہی محبت مؤمن کے ایمان کی بنیاد اور روح کی جان ہے۔

☆ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق کھانا کھلانا اسلام کی بہترین خصلتوں میں سے ایک ہے۔ لہٰذا اس عظیم الشان دن کے توسط سے مسلمان اپنے عزیز واقرباء اور غرباء کی طرح طرح کے کھانوں سے خاطر تواضع کرتے ہیں اور اس طرح اجر عظیم کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

سوال ۳: آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کی بہ نسبت زیادہ محبت ہے؟

Marfat.com

انہوں نے میلاد نہیں منایا۔

جواب: ناظرین! یہ بات تو آپ بخوبی سمجھ چکے ہیں کہ صحابہ کرام نے ولادت و آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں محفلیں سجائی ہیں یا نہیں۔ سر دست ہم صرف اس جملہ پر گفتگو کریں گے کہ کوئی عمل کرنے میں محبت کے زیادہ یا کم ہونے کا کتنا دخل ہے؟

(۱) آپ قراءت کانفرنسیں اور مقابلہ حسن قراءت منعقد کرواتے ہیں' کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایسی محافل کا انعقاد کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو ثبوت پیش کریں اور اگر نہیں کیا تو کیا آپ کو قرآن اور قراءتِ قرآن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی بہ نسبت زیادہ پیار ہے۔

(۲) آپ اپنے مولویوں اور نام نہاد شہداء کے نام پر جلسے کراتے ہیں' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرام شہید ہوئے' ان کے نام پر بھی اس طرح جلسے منعقد کیے؟ اگر نہیں کیے تو کیا آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی بہ نسبت شہداء کرام سے زیادہ پیار و محبت ہے؟

(۳) آپ اپنے مدارس میں ''ختم بخاری'' کے نام سے جلسے منعقد کرتے ہیں' کیا صحابہ کرام نے ''ختم احادیث نبوی'' کے نام سے کبھی کوئی جلسہ منعقد کیا' اگر نہیں کیا اور یقیناً نہیں کیا تو کیا آپ کو صحابہ کرام کی بہ نسبت احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیار ہے؟

(۴) آپ ''حقیقی داتا'' کے نام کی دودھ کی سبیل لگاتے ہیں' کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام نے ''حقیقی داتا'' کے نام کی سبیل لگائی ہے؟

(۵) آپ کے مولوی رمضان شریف میں موضوعات متعین و مشتہر کر کے جمعۃ المبارک کے خطبات دینے کیلئے ایک شہر سے دوسرے شہر یا اپنے ہی شہر کی کسی

Marfat.com

دوسری مسجد میں جاتے ہیں' کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام نے ماہِ رمضان کے دوران یہ اندازِ تبلیغ اپنایا' اگر نہیں تو کیا آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے مقابلے میں تبلیغ اسلام کی زیادہ فکر اور اس سے زیادہ محبت ہے کہ آپ نے رمضان شریف کے متبرک مہینے میں یہ ''بدعت'' اپنا رکھی ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پر اعراب نہیں لگوائے' کیا جن لوگوں نے اعراب لگائے یا لگوائے' انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت مسلمانوں سے زیادہ پیار تھا کہ ان کی سہولت کیلئے اعراب لگوائے؟

(۷) ابتداءً قرآن مجید کپڑوں کے ٹکڑوں پر' ہڈیوں پر اور پتھروں وغیرہ پر لکھا ہوا تھا' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک جگہ اکٹھے کرنے کا حکم نہ دیا۔ بعدازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ لہٰذا یہی سوال آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی وارد کریں کہ کیا انہیں حفاظتِ قرآن کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ فکر تھی۔

(۸) قرآنِ مقدس سات حرفوں پر نازل ہوا' جب اسلام دور دراز کے علاقوں میں پھیلا اور لوگوں نے مختلف حرفوں پر قرآن پڑھا تو جو شخص دوسرے حرف سے ناواقف تھا' اس نے اس کی تکذیب شروع کر دی۔ ایسے واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ حیات میں بھی رونما ہوئے' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع نہیں کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورے سے اس نظریہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہ مسلمانوں کے مابین کوئی

Marfat.com

شدید اختلاف نہ پڑ جائے، قرآن مجید کو لسان قریش میں لکھوا دیا۔ اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بھی آپ یہ سوال وارد کریں کہ کیا انہیں اُمت محمدیہ سے اللہ تعالیٰ اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیار تھا کہ انہوں نے اس اُمت کو فتنے سے بچانے کیلئے قرآن مجید کو لغت قریش پر لکھوایا۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک رمضان میں تین راتوں کو قیام کیا اور صحابہ کرام کو تراویح کی جماعت کرائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں رمضان کی تمام راتوں میں باجماعت تراویح شروع کروائی۔ کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت نمازِ تراویح سے زیادہ پیار تھا؟

(۱۰) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے جماعت نمازِ تراویح میں ختم قرآن ثابت نہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت تراویح میں ختم قرآن شروع کروا دیا۔

کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت قرآن کی تلاوت سے زیادہ پیار تھا؟

سوال ۴: جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد منایا' آپ بھی ویسے ہی منائیں:

جواب: محترم قارئین! پہلی بات تو یہ ہے کہ الحمدللہ! معترضین نے یہ تسلیم تو کر لیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد منایا ورنہ ہم ان کی یہی راگنی سنتے آئے ہیں کہ محفلِ میلاد کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم ان سے یہ بات پوچھنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں کہ کوئی کام جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہمیں بھی ویسے ہی کرنا چاہیے'

Marfat.com

یہ پابندی صرف ہمارے لیے ہے یا ان پر بھی یہ لاگو ہوتی ہے۔ اگر وہ تسلیم کریں کہ شرعی احکام کا اطلاق ان پر بھی ہوتا ہے تو پھر ہم کہیں گے کہ:

☆ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقت کا تقرر و تعین کیے بغیر نماز پڑھتے پڑھاتے تھے' آپ بھی اسی طرح نماز پڑھیں اور پڑھائیں۔

☆ جس طرح اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''صفہ'' میں پڑھایا' آپ بھی اپنے مدارس میں اسی طرح' اور وہی پڑھائیں' لہٰذا نصاب کا تعین' امتحانات کا نظام وغیرہ فوراً ختم کر دیں۔

☆ جیسی مساجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی' آپ بھی ویسی ہی مساجد میں نماز پڑھیں' کم از کم ایئر کنڈیشنر' گیزر' پنکھے' ٹیوب لائٹس' بلب وغیرہ ضرور اُتار دیں۔

جیسے بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محو استراحت ہوتے' ویسے ہی بستر پر آپ بھی سوئیں۔ جیسی سواریوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر فرمایا ویسی ہی سواریوں پر آپ بھی سفر کریں اور موٹر سائیکل و کار بیچ کر آج ہی ایک عدد اونٹ' گھوڑے یا گدھے کا آرڈر بک کرا دیں۔

☆ جیسے کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن فرمائے' ویسے ہی آپ پہنیں۔ لہٰذا آج کل کپڑوں کی جو نئی اقسام ملتی ہیں' سب پر پابندی لگا دیں۔ نیز تہبند کا استعمال بھی اپنا معمول بنالیں۔

☆ جس طرح کے اور جو کھانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائے' آپ بھی وہی کھائیں۔

☆ جس طرح کے اور جو مشروبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائے' آپ بھی وہی پئیں۔

Marfat.com

☆ جو سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء و عیدین میں پڑھیں، آپ بھی وہی پڑھیں۔

ناظرین کرام! چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے روز اپنے میلاد کی خوشی میں روزہ رکھا تو معترض صاحب نے آنکھیں بند کر کے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد اس طریقے سے منایا ہے، لہٰذا آپ بھی روزہ رکھیں اور بس۔ لیکن وہ یہ بات بھول رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور جائز طریقے سے میلاد کی خوشی منانے سے منع نہیں فرمایا، کیونکہ شریعت میں جس فعل کو مختلف طریقوں سے سرانجام دیا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے باقی طرق ناجائز و ناروا قرار نہیں پائیں گے، جیسے غرباء کی امداد، والدین کی خدمت، بچوں پر شفقت، تعلیم و خوشی کا اظہار ایسے اُمور۔ دیکھئے! اسلام میں غریبوں کی مدد کرنے اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی حاجت مند کو ایک سال کا راشن مہیا کر دے یا کسی غریب کے گھر والوں کو نئے کپڑے اور نئے جوتے لے دے تو کیا ہم اُس شخص کو ایسا کرنے سے منع کر دیں گے اور کہیں گے کہ غریبوں کی اس طرح مدد کرو جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ غرباء کی مدد کا یہ طریقہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ہمیں ہر کام کو ویسے ہی ادا کرنا چاہیے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سرانجام دیا، ایک ایسی تقیید و تعیین ہے جو بلا ثبوت ہے، ایک ایسی تخصیص ہے جو بلا دلیل ہے اور ایسی شرط ہے جو معترض صاحب کے گھر کی پیداوار ہے اور نبی سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کے مطابق باطل و مردود ٹھہرے گی:

**ما بال رجال یشترطون شروطا لیست فی کتاب اللّٰہ ما کان من شرط لیس فی کتاب اللّٰہ فھو باطل۔**

(لفظ للبخاری، رقم: ۲۰۲۳- مسلم، رقم: ۲۷۶۲- ترمذی، رقم: ۲۰۵۰- نسائی، رقم: ۳۳۹۷- ابوداؤد، رقم ۳۴۲۸،

Marfat.com

ابن ماجہ، رقم: ۲۵۱۲ - مسند امام احمد، رقم: ۲۴۳۸۱ - موطأ امام مالک، رقم: ۱۲۷۵)

ترجمہ: ایسے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کتاب اللہ میں کوئی اصل نہیں ہے، تو جو بھی ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ میں نہ ہو، وہ باطل ہے۔

اب جہاں تک بارہ ربیع الاوّل کے دن خوشی منانے کا معاملہ ہے تو کچھ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے مطابق روزہ رکھ کر اور کچھ مسلمان آیت کریمہ "قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط" (یوسف: ۵۸) کے عموم کے تحت جائز طریقوں کے مطابق خوشی منا کر اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

سوال ۵: محفلِ میلاد یا کھانے پینے پر آپ جو رقم خرچ کرتے ہیں، یہی رقم آپ کسی غریب کو دے دیں۔

جواب: اگر معترض بہادر کے اس نکتہ کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر کوئی شخص کبھی بھی کسی قسم کا صدقہ و خیرات نہیں کر سکتا، آپ یقیناً پوچھیں گے وہ کیسے؟ تو میں عرض کروں گا کہ وہ ایسے کہ فرض کریں کہ ایک شخص کے پاس ایک ہزار روپے ہیں اور وہ فی سبیل اللہ اسے خرچ کرنا چاہتا ہے، اب اسے معترض صاحب جیسے افراد کی درج ذیل آراء کا سامنا کرنا پڑے گا:

☆ اسے فلاں مسجد کی تعمیر کیلئے دے دو۔

☆ کسی مدرسے میں دے دو۔

☆ کسی غریب کی بیٹی کو جہیز کا کچھ سامان لے دو۔

☆ کسی غریب کو پہننے کیلئے کپڑے دے دو۔

☆ کپڑوں کو چھوڑو، اس کے گھر میں راشن ڈال دو۔

Marfat.com

☆ کسی فری ڈسپنسری یا ہسپتال میں دے دو۔

☆ فلاں جہادی تنظیم کو دے دو۔

بالآخر وہ شخص سر پکڑے گھر واپس آ جائے گا اور وہ پیسے اپنے اہل وعیال پر خرچ کر دے گا کیونکہ اپنے بیوی بچوں کو رزقِ حلال کھلانا بھی تو صدقہ ہے۔

ثانیاً: کیا آپ کو علم ہے کہ جس شخص نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں گھروں اور مساجدوں کو سجایا یا لنگر تقسیم کیا ہے' اس نے کسی غریب کی مدد نہیں کی۔ اگر نہیں علم تو پھر ان نام نہاد قیمتی مشوروں کو اپنے پاس ہی رکھیں۔

ثالثاً: یہ بھی ایک عجیب سوچ ہے کہ آپ فلاں جگہ پیسے خرچ کرنے کی بجائے غریبوں کو دے دیں۔ اگر سب غریبوں کو دیتے جائیں تو مساجد کون بنوائے گا اور اگر سب مساجد بنوانے پر لگ جائیں تو مدارس کا پرسانِ حال کون ہو گا؟ اور اگر سب مدارس پر ہی خرچ کرتے جائیں تو ہسپتال اور دیگر فلاحی اداروں کے بارے میں کون سوچے گا۔ لہٰذا آپ اپنی اس نامعقول سوچ کو اپنے پاس ہی رکھیں اور جو شخص جس کارِ خیر میں بھی حصہ لے رہا ہے' اس کے کام میں مداخلت مت کریں۔

رابعاً: آپ سب کو چھوڑیں' اپنی بات کریں۔ آئندہ جب بھی ربیع الاوّل کا مہینہ آئے تو آپ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں کسی غریب کو پیسے دے دیں یا کسی مسجد پر خرچ کر دیں' ہمیں آپ کے اس عمل پر دلی خوشی ہو گی۔

Marfat.com

Marfat.com

نقابت کے شائقین کے لیے خوبصورت تحفہ
گلزارِ نقابت
مؤلف
علامہ محمد اقبال عطاری
حضور نبی کریم ﷺ
کے آنسو
حضور نبی کریم ﷺ
غزوات
حضور نبی کریم ﷺ
کی مسکراہٹیں
حضور نبی کریم ﷺ
کا
بچپن
میلاد نامہ
آمنہ کا لال
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022

Marfat.com